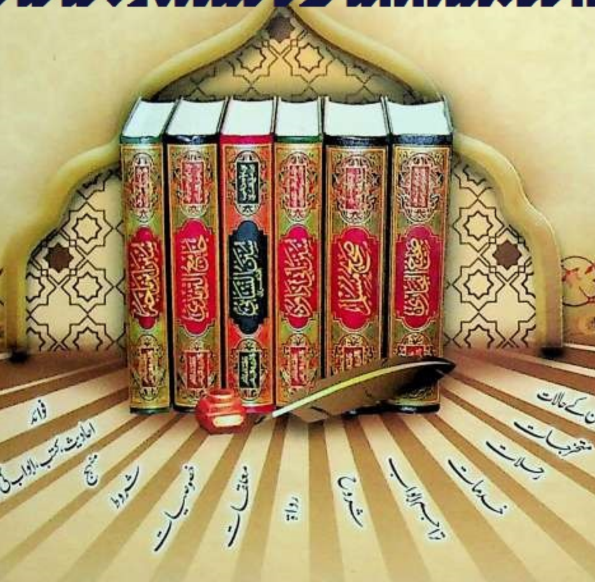
صحاح ستة



تالیف ابو محمد عزیر یونس السلفی المدنی حفظہ اللہ نظر ثانی فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ
تقریظ فضیلۃ الشیخ محمد رمضان السلفی حفظہ اللہ فضیلۃ الشیخ ابو نعمان بشیر احمد حفظہ اللہ

مکتبہ دار التوحید الاسلامیہ

صحاح ستہ

تالیف ابو محمد عزیز یونس السلفی المدنی حفظہ اللہ
نظر ثانی فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تقریظ

فضیلۃ الشیخ محمد رمضان السلفی حفظہ اللہ
فضیلۃ الشیخ ابو نعمان بشیر احمد حفظہ اللہ

مکتبہ دار التوحید الاسلامیہ

کتاب

صحاح ستہ

مؤلف ____ ابو محمد عزیر یونس السلفی المدنی ﷾
نظر ثانی ____ فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین ﷾
تقریظ ____ فضیلۃ الشیخ محمد رمضان السلفی ﷾ فضیلۃ الشیخ ابو النعمان بشیر احمد ﷾

اشاعت ____ 2022

مطبع
ثوبان نعمان پرنٹنگ پریس، لاہور
0300-0997824

ملنے کا پتا
مکتبہ اسلامیہ

لاہور: بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369
فیصل آباد: بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

0300-8661763 ، 0321-8661763
www.facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com
www.maktabaislamiapk.com
www.maktabaislamiapk.blogspot.com

جامع مسجد بیت الرحمٰن اہل حدیث، گرین پارک، لاہور 0321-5550695

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ

کے نام سے شروع کرتا ہوں

جو بڑا ہی مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

لِوَجْهِكَ الْكَرِيْم

يَا رَبِّيْ

فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ هٰذَا الْقَلِيْلَ

رَبِّ تَقَبَّلْ عَمَلِیْ

اے میرے رب! میرے عمل کو قبول کر لے

وَلَا تُخَيِّبْ أَمَلِیْ

اور میری امید کو نا امید نہ کرنا

أَصْلِحْ أُمُوْرِیْ كُلَّهَا

میرے تمام معاملات کی اصلاح کر دینا

قَبْلَ حُلُوْلِ الْأَجَلِ

موت کے آنے سے پہلے

فہرست مضامین

فصل: 2 صحیح البخاری

باب 2

فصل: 1 سیرت امام مسلم بن حجاج نیساپوری رحمہ اللہ

باب 3

فصل: 1 سیرت امام ابوداود رحمہ اللہ

فصل: 2 سنن ابی داود رحمہ اللہ

فصل 2: جامع ترمذی

باب 5

فصل: 1 سیرت امام نسائی رحمہ اللہ

فصل:2 سنن النسائی (المجتبیٰ)

باب 6

فصل: 1 سیرت امام ابن ماجہ رحمہ اللہ

فصل: 2 سنن ابن ماجہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمة المؤلف

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام علىٰ أشرف الانبياء والمرسلين اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رشد و ہدایت کے لیے انبیاء ورسل کا سلسلہ جاری کیا اور اس سلسلے کا اختتام خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر فرمایا، آپ آخری نبی ہیں اور آپ کو دی جانے والی کتاب قرآن کریم آخری کتاب ہے۔ رسول اللہ ﷺ قرآن کریم کی عملی تصویر تھے۔ آپ کے شب و روز کو محفوظ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے جانثار عطا فرمائے جو آپ کی ایک ایک نقل و حرکت کو اپنے قلوب واذھان میں محفوظ کرنے والے تھے۔ انہوں نے جو دیکھا جو سنا سب یاد کرلیا اور بعد میں آنے والوں پر من وعن بیان کردیا۔

آپ کے دنیا سے رحلت فرما ہونے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف ملکوں اور شہروں میں بکھر گئے اور اپنے علم و عمل سے اور دیے روشن کرنے لگے اور اپنے محبوب کی باتیں تابعین اور بعد میں آنے والوں تک پہنچانے لگے یہاں تک تدوین کا دور آیا اور جو رسول اللہ ﷺ کی احادیث سینوں میں یا مختلف قسم کی چیزوں پر لکھی محفوظ تھیں انہیں کتابی شکل میں محفوظ کیا جانے لگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی باتوں کو محفوظ کرنے کے لیے ایسے باکمال باہمت انسان پیدا کیے جنہوں نے نہ حالات کی سنگینی کی پرواہ کی، نہ حکومتوں کے عروج وزوال کی طرف توجہ کی، نہ سفر کی پرکٹھن اور خطرناک وادیوں اور بیابان صحراؤں کی پرواہ کی بلکہ اپنے مقدس مشن کو پورا کرنے کے لیے اس وقت کے مراکز علمیہ کی طرف سفر طے کیے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو جمع کیا پھر ان کو کتب کی شکل میں مدون کیا، کسی نے جوامع کی طرز میں احادیث جمع کیں، کسی نے سنن کی طرز پر احکام کی احادیث جمع کیں، کسی نے مصنفات کی

طرز پر احادیث جمع کیں، کسی نے مسانید، کسی نے معاجم، کسی نے اطراف، کسی نے مستخرجات، کسی نے مستدرکات، کسی نے زوائد غرضیکہ ہر صاحب علم نے خدمتِ حدیث میں اپنا اپنا حصہ شامل کیا تا کہ روز محشر حبیب کبریاء حضرت محمد ﷺ کی شفاعت پا سکے اور اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور لطف و کرم کو یقینی بنا سکے۔

حدیث کی دنیا میں کچھ ایسے بھی باکمال اور نیک نیت انسان آئے جنہوں نے حدیث پر کتب لکھیں اور ایک عرصہ دراز کی محنت شاقہ اور مستقل مزاجی سے ذخیرۂ حدیث میں سے احادیث کے ایسے مجموعے کو تیار کیا جو اہل علم اور امت مسلمہ کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوا اور ایسے مسائل کا استخراج کیا جس میں امت مسلمہ کو درپیش مسائل کا بہترین حل اور فرق ضالہ کا بہترین قلع قمع کیا گیا۔ ان کتب احادیث نے اطراف عالم مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں بڑی مقبولیت حاصل کی اور ان کتب کی درس و تدریس شروع ہوئی اور اہل علم نے ان پر مختلف شروح و حواشی قلمبند کیے میری مراد صحاح ستہ کتب ہیں جو اپنے زمانہ تصنیف سے لے کر آج تک پڑھی اور پڑھائی جا رہی ہیں۔

عرصۂ دراز سے ایک خواہش بھی تھی اور کچھ اہل علم دوستوں نے اس بات کی طرف توجہ بھی دلائی کہ صحاح ستہ کے حوالے سے کچھ لکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور خاص فضل سے اس بندۂ ناچیز نے اس کتاب میں صحاح ستہ کتب کے حوالے سے مختلف اہداف جمع کیے ہیں مثلاً مصنفین کے حالاتِ زندگی، کتب کا تعارف، منہج، شروط، خصوصیات کتب، ابواب اور احادیث کی تعداد، افادیت، طریقہ ترتیب وغیرہ۔

میں انتہائی مشکور ہوں اپنے مشائخ میری مراد فضیلۃ الشیخ استاذ العلماء استاذ الحدیث والتفسیر حافظ امین صاحب ﷾ آف اوڈانوالہ جنہوں نے اپنی دیگر مصروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کتاب کی نظر ثانی کا شرف بخشا، اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے اور فضیلۃ الشیخ شیخ الحدیث والتفسیر محمد رمضان السلفی صاحب ﷾ اور فضیلۃ الشیخ شیخ الحدیث والتفسیر ابونعمان بشیر احمد صاحب ﷾ نے اس کتاب پر اپنی اپنی تقاریظ

پیش کیں جن پر بندۂ ناچیز ان کا بے حد مشکور و ممنون ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مشائخ کرام کو صحت و عافیت والی ایمان والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر ہم پر سلامت رکھے۔ آمین

اس کتاب کا پروف چیک کرنے میں میرے معاون مولانا عبد الستار برکت علی صاحب حفظہ اللہ آف قصور ہیں اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو عام کرے اور انہیں دین حنیف کی بڑی خدمات کے لیے منتخب فرمائے۔ آمین

آخر میں تمام علماء و مشائخ سے میں امید رکھتا ہوں کہ اس کتاب میں کوئی نقص یا عیب یا مزید بہتر سے بہتر بنانے میں کوئی مفید مشورہ ہو تو ضرور اصلاح فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو خالصتاً اپنی رضا کا ذریعہ بنائے اور اس عمل کو میرے لیے، والدین، اہل و عیال کے لیے اور خصوصاً میرے مربی اساتذہ شیخ محترم عبد اللہ امجد چھتوی رحمہ اللہ، مولانا سید عبد الشکور شاہ رحمہ اللہ اور مولانا عتیق اللہ سلفی حفظہ اللہ اور دیگر اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

عزیر یونس المدنی

جون 2022ء

ذوالقعدہ 1443ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ حافظ امین صاحب ﷾

(شیخ الحدیث جامعہ تقویۃ الاسلام، اوڈانوالہ)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وأصحابه أجمعين وأتباعه إلى يوم الدين . اما بعد!

صحاح ستہ وہ مقدس کتب ہیں جن کی تالیف کو بارہ سو سال (1200) ہو چکے ہیں مگر ان کی مقبولیت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔ یہ دلیل ہے کہ ان کے مؤلفین علم و تقویٰ اور اخلاص کے اعلیٰ معیار پر فائز ہے۔"وتركنا عليه في الآخرين" اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے ان کتب کی تالیف کے وقت سے لے کر اہل علم ان کتب کی خدمت کر رہے ہیں اور اسے اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ صحاح ستہ کے مؤلفین نے ان کو عمل کے لیے لکھا تھا نہ کہ صرف احادیث کو جمع کرنے کے لیے یعنی ان کے نزدیک یہ احادیث قابل عمل تھیں الا یہ کہ خود انہوں نے ان میں سے کسی حدیث کو نا قابل عمل قرار دیا ہو، لہٰذا ان کے بعد آنے والے کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ ان کتب میں مذکور احادیث کو نا قابل عمل قرار دے خواہ ان کی سند میں ضعف یا انقطاع بھی ہو کیونکہ حفاظ حدیث کو متابعات و شواہد کا بھی مکمل علم ہوتا ہے اور شواہد و متابعات کے مقابلہ میں ضعف یا انقطاع کی حیثیت باقی نہیں رہتی کیونکہ ضروری نہیں کہ ضعیف راوی کی ہر روایت میں اس کو بھول چوک یا غلطی لگی ہو۔ شواہد و متابعات سے یہ سمجھ آ جاتی ہے کہ اس روایت میں اسے بھول چوک یا غلطی نہیں لگی۔ اسی طرح ہر انقطاع غلطی کی دلیل نہیں ہوتا صرف غلطی کا امکان ہوتا ہے اور شواہد و متابعات اس امکان کی نفی اور تردید کر دیتے ہیں لیکن

یہ چیز ماہر اور حفاظ محدثین کو ہی معلوم ہوتی ہے اسی لیے وہ بسااوقات کسی روایت کے ضعف یا انقطاع کے باوجود اسے قابل عمل قرار دیتے ہیں بعد والے لوگ حدیث کی ظاہر سند کو دیکھ کر اسے ناقابل عمل سمجھتے ہیں۔

لہٰذا صحیح فیصلہ حفاظِ حدیث کا ہی ہوتا ہے ان کے فیصلہ کو ان سے بڑا یا کم از کم برابر کا حافظ حدیث ہی چیلنج کرسکتا ہے نہ کہ ہرا ایرا غیرا سند دیکھ کر ان کے فیصلے کی تردید کرتا پھرے۔ بعد والوں کا کام اپنے سے بڑے حفاظ حدیث کے فیصلوں کی توجیہ و ترجیح ہے نہ کہ ان کی تغلیط ہر فن میں اسی اصول پر عمل ہوتا ہے یعنی فرق مراتب ضروری ہے۔ حدیث اور اصول حدیث میں بھی اسی پر عمل ہونا چاہیے۔ صحاح ستہ کے مؤلفین کے حفاظِ حدیث ہونے پر امت کا اجماع ہے اور ان کے بعد کم ہی حفاظِ حدیث ہوئے ہیں خصوصاً ہمارے یا اس سے قبل کے ادوار میں تو یہ وصف عنقا ہو چکا ہے۔ عرفاً کسی کو حافظِ حدیث کہہ دینا اور بات ہے حقیقتاً حافظِ حدیث ہونا اور بات ہے۔ کیا بعد والے خصوصاً ہمارے یا ماضی قریب کے ادوار میں کوئی ایسا شخص گزرا ہے جسے صرف ایک لاکھ حدیث ہی سند و متن اور حکم سمیت حفظ ہوں؟ جبکہ صحاح ستہ کے مؤلفین کو ایک نہیں دو نہیں، تین تین اور چھ چھ لاکھ احادیث حفظ تھیں اور یہ مؤلفین روایت ہی نہیں درایت کے بھی ماہر محدث تھے۔ بعد والے تو ان کے خوشہ چین ہیں۔ چھوٹے منہ سے بڑی بات اچھی نہیں لگتی، لہٰذا ان حفاظِ حدیث کے انتخاب پر تنقید نہ کی جائے بلکہ ان کی توجیہ بیان کی جائے اور اگر کہیں حفاظ حدیث کے فیصلوں میں اختلاف ہو تو کثرت کی بنیاد پر ترجیح دی جائے جو کہ مسلمہ اصول ہے۔

ہمارے فاضل بھائی مولانا عزیز یونس مدنی ﷾ نے بھی صحاح ستہ کے خدام میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی ہے اور الحمد للہ خوب محنت کی ہے خصوصاً صحاح ستہ کے مؤلفین کے اساتذہ، تلامذہ اور ان کی وفیات تلاش کرنے کا کام تو انتہائی قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اس خدمت کو ان کی نجاتِ اخروی اور بلندیٔ درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

میں نے اس کتاب کو اوّل تا آخر حرفاً حرفاً پڑھا ہے اور جہاں عبارت میں کوئی جھول یا ابہام یا عرف عام کی مخالفت محسوس کی ہے اس کی نشاندہی کی ہے اور اگر کسی عبارت کو غلط خیال کیا ہے تو اس کی تصحیح کی کوشش کی ہے، البتہ میں نے وفیات کے بارہ میں کوئی تحقیق نہیں کی، کیونکہ یہ بہت طویل کام ہے جبکہ نظر ثانی کے لیے مجھے چند دن دیے گئے تھے۔

میں اس سلسلہ میں مولانا عزیز یونس مدنی ﷾ کے علاوہ برادر مکرم حافظ محمد عبداللہ رفیق شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم محمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے نظر ثانی کے قابل سمجھا ورنہ ''من آنم کہ من دانم''

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وأصحابه وأتباعه اجمعين إلى يوم الدين

خاکپائے اہل علم!

محمد امین

تقویۃ الاسلام اوڈانوالہ

21 ذوالحجہ 1443ھ/ 21 جولائی 2022ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

فضیلۃ الشیخ محمد رمضان السلفی ﷾

(شیخ الحدیث جامعہ بلال الاسلامیہ، لاہور)

الحمدللّٰه وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده .

قرآن کریم کو صاحب قرآن ﷺ کی قولی اور عملی تشریح سے جدا کر دینے کا فتنہ قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ محدثین کرام کے دور میں معتزلہ اور خوارج وغیرہ اس فتنہ کے علمبردار تھے اور دورِ حاضر میں فتنہ انکارِ حدیث نئے سے نئے روپ میں نمودار ہو رہا ہے، کبھی تو محدثین کرام پر۔ معاذ اللہ۔ عجمی سازش کے بہتان باندھے جاتے ہیں اور کبھی اخبار آحاد کا انکار کر کے سنتِ نبویہ کو زندہ درگور کرنے کی مذموم سعی کی جاتی ہے، حالانکہ محدثین کا دور اسلام کا سنہری دور ہے اور اس دور سے برسوں بعد آنے والے اور ریفامر کہلانے والے لوگ اس سنہری دور کو داغدار بنانے کے درپے ہیں اور یہ لوگ محدثین کرام پر کیچڑ اچھالنے میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔ جبکہ محدثین کرام کے ہم عصر علماء و مشائخ ان کی ثقاہت و عظمت کی گواہیاں دے رہے ہیں۔ امام بخاری کی امانت و عدالت اور عظمت شان پر امت مسلمہ کے تمام علماء متفق ہیں، حافظ ابن حجر ﷫ امام بخاری ﷫ کے متعدد مناقب و فضائل نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”ولو فتحت باب ثناء الائمة عليه ممن تأخر عن عصره لفنى القرطاس ونفدت الأنفاس فذاك بحر لا ساحل له . “

(هدي الساري ، ص : 485)

یعنی سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لیے۔

امام مسلم کے بارہ میں امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''امام مسلم کی جلالت وعظمت شان اور امام فن ہونے پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے۔''

امام ترمذی کے بارہ میں امام ذہبی کہتے ہیں: "توفّی البخاری ولم یخلف بخراسان مثل أبی عیسیٰ فی العلم والحفظ والورع والزهد" ''امام بخاری رحمہ اللہ فوت ہوگئے اور علم وحفظ میں نیز پرہیزگاری اور دنیا سے بے رغبتی میں امام ترمذی جیسا کوئی اور اپنا نائب نہیں چھوڑا۔''

امام حاکم، امام ابوداؤد کے بارہ میں فرماتے ہیں: "أبو داوٗد إمام أهل الحديث فی عصره بلا مدافعة"

نواب صدیق الحسن رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''امام ابوداؤد زہد وعبادت، یقین وتوکل اور فقہ وحدیث میں یکتائے روزگار تھے۔''

امام ذہبی، امام نسائی کے بارہ میں فرماتے ہیں: ''امام نسائی زہد وتقویٰ میں یکتائے روزگار تھے اور ان کی عملی زندگی نہایت پاکیزہ تھی، ان کا دل خشیتِ الٰہی سے لبریز اور ذکر الٰہی سے معمور رہتا تھا، وہ بڑے عبادت گزار، متبع سنت اور صاحبِ ورع وتقویٰ تھے، بدعات کی تردید وتوبیخ اور سنت کا احیاء ان کا خاص مشن اور نصب العین تھا۔''

امام ابن ماجہ کے بارہ میں حافظ ابویعلی لکھتے ہیں: "ابن ماجه ثقة كبيرٌ متّفق عليه مُحتجّ به، لهٗ معرفة بالحديث" ''یعنی امام ابن ماجہ بلند پایہ معتبر اور لائق حجت محدث تھے، ان کی عظمت اور ثقاہت پر سب کا اتفاق ہے۔''

کتب ستہ کے مصنفین کے بارہ میں مذکورہ اقوال نقل کرنے سے ہمارا مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ ان محدثین کرام کے ہم عصر اہل علم ان کے علم وفقاہت اور عظمت وثقاہت کے قائل تھے، لیکن صدیاں بیت جانے کے بعد آنے والے اور ثقاہت کے معیار سے بھی گرے ہوئے لوگ، علم وفضل سے متصف محدثین کرام پر عجمی سازش سے الزام لگائیں اور ان کی روایت کردہ احادیث نبویہ کا اخبار آحاد کے نام سے انکار کرکے محدثین کو ان کے روایت کرنے میں

غیر معتبر قرار دیں اسلامی دنیا میں اس سے منحوس گھڑی کوئی اور نہیں گزری۔

قدیم منکرین حدیث جو کہ معتزلہ اور خوارج کے ناموں سے جانے جاتے ہیں، محدثین کرام کی مساعی جمیلہ سے ان کے اٹھائے ہوئے فتنے کا خاتمہ ہوا اور وہ اپنی موت آپ مر گئے اور تیسری صدی کے بعد ہمیشہ کے لیے اسلامی دنیا سے ان کا نام ونشان مٹ گیا۔

اور دورِ حاضر کے منکرین حدیث جو نت نئے سے نئے روپ میں نمودار ہو رہے ہیں، علماءِ حدیث ان سے غافل نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تحریر وتقریر کے ذریعے ان کے اشکالات اور اٹھائے ہوئے اعتراضات کا دندان شکن جواب دے رہے ہیں۔

ہمارے علمی سفر کے ساتھی اور فاضل مدینہ یونیورسٹی محترم عزیز یونس صاحب سلفی حفظہ اللہ کی یہ کاوش بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس میں انہوں نے حدیث کی کتب ستہ کے مصنفین کے حالاتِ زندگی تفصیل سے بیان کردیے ہیں اور ان کی احادیث نبویہ پر مشتمل تصنیفات کا بڑے احسن انداز میں تعارف پیش کیا ہے، ہر کتاب حدیث کی شروحات اور ان کی شروط اور مستخرجات کو ذکر کردیا ہے۔ کتاب سلیس اردو زبان میں ایسی دلچسپ ہے کہ پڑھنے والا جب اسے پڑھتا ہے تو پڑھتا ہی چلا جاتا ہے، فنون حدیث سے متعلق اس کتاب کا ہر علم دوست کے پاس ہونا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ اس تصنیف لطیف کو اس کے مؤلف کے لیے ذریعۂ نجات بنائے اور ہر صاحب علم کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، آمین

راقم

محمد رمضان السلفی

جامعہ بلال الاسلامیہ، لاہور

تقریظ

فضیلۃ الشیخ ابو نعمان بشیر احمد ﷾

(شیخ الحدیث مرکز علوم اسلامیہ، ستیانہ بنگلہ فیصل آباد)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس طرح شکل وصورت اور عقل وشعور کے اعتبار سے افضل و اعلیٰ بنایا ہے اسی طرح کامیاب زندگی گزارنے کے دستور زندگی بھی افضل و اعلیٰ عطا کیے ہیں۔ اس کے لیے وحی کی تعلیمات کا اہتمام فرمایا ہے۔ جس طرح آنکھ دیکھتی ہے لیکن اس کے لیے روشنی کی رہنمائی ضروری ہے اسی طرح عقل اچھی و بری چیز میں تمیز کرتی ہے لیکن اس کی رہنمائی کے لیے وحی کی تعلیمات ضروری ہیں اور وحی کی تعلیمات کا شرف صرف انسان کو عطا کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے کتب وانبیاء کا پاکیزہ سلسلہ جاری فرمایا۔ سابقہ شریعتوں میں اللہ تعالیٰ کا دستور یہ رہا ہے کہ جب کسی کتاب یا نبی کی تعلیمات میں تغیر و تبدل کر دیا جاتا اور لوگ دین کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھال لیتے تو اللہ تعالیٰ نئی کتاب اور پیغمبر بھیج دیتا جو لوگوں کو اصل وحی کی تعلیمات سے روشناس کراتے، لیکن یہ کتب و رسل کا سلسلہ قرآن مجید اور حضرت محمد ﷺ پر ختم کر دیا گیا۔ اب قیامت تک کوئی آسمانی کتاب اور نبی و رسول نہیں آئے گا۔ البتہ وحی کی تعلیمات کو برقرار رکھنے کے لیے یہ کام علمائے امت کے ذمہ لگا دیا گیا ہے، جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ .)) (بخاری)

چنانچہ ہر دور میں علمائے حق نے دین حنیف کی آبیاری کے لیے ایسی قربانیاں پیش کی ہیں کہ زمانہ انگشت بدنداں رہ گیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے وحی متلو کو محفوظ رکھنے کا کام علمائے امت سے کروایا ہے، اسی طرح وحی غیر متلو کو محفوظ رکھنے کا کام بھی ان سے لیا ہے اور اہل علم نے رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو محفوظ کرنے کے لیے ایسی کوششیں کی ہیں جو رہتی دنیا تک سینوں اور اوراق میں محفوظ رہیں گی۔ جن صالح ہستیوں نے وحی کی تعلیمات کو محفوظ

کرنے اور ابلاغ کے لیے ہر ممکنہ قربانی پیش کی ہیں ان کی فہرست حیطۂ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ البتہ ان میں چند شخصیات ایسی ہیں جن کے نام اور کام سے تقریباً ہر مسلمان کچھ نہ کچھ متعارف ہے۔ ان میں سے کتب احادیث ستہ یعنی بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے مؤلفین بھی ہیں۔

ان محدثین عظام کے جیسے کام امت مسلمہ کے لیے مشعل راہ ہیں، اسی طرح ان کی زندگی کے شب و روز بھی امت کے لیے بہترین قدوہ ہیں۔ اس لیے اہل علم نے ان محدثین کے احوال زندگی عربی، فارسی اور اُردو وغیرہ میں مرتب کیے ہیں۔ ضرورت تھی کہ ان اسلاف کی زندگیوں کے احوال مختصر، جامع اور مدلل انداز میں ایک کتابی شکل میں مرتب کیے جائیں تا کہ عامۃ الناس بھی ان کے احوالِ زندگی سے سبق عبرت حاصل کریں اور اپنی زندگیوں میں نشر دین کی تمازت پائیں۔

اسی سلسلہ میں لکھنے کا کئی دفعہ ارادہ بھی کیا لیکن دیگر مشاغل اور غفلت حائل رہی۔ ایک دن شاگرد رشید عزیزم ابومحمد عزیر یونس السلفی المدنی ﷾ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے اس بارے میں لکھنے کا اظہار کیا، چونکہ یہ میرے دل کی آرزو تھی تو میں نے بھرپور انداز میں لکھنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ آج ان کا کمپوز کردہ مسودہ میرے سامنے ہے جسے عزیزم المدنی نے مختصر، مدلل اور خوبصورت اسلوب میں مرتب و مدوّن کیا ہے جو مدرسین، کالج اور جامعات کے اساتذہ وطلباء کے ساتھ ساتھ عوام کے لیے بھی انتہائی معلوماتی مجموعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ مولانا ابومحمد عزیر یونس ﷾ کے قلم میں مزید روانگی پیدا فرمائے اور درس و تدریس کے ساتھ تحریر کا کام بھی احسن اسلوب میں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ابونعمان بشیر احمد

مرکز علوم اسلامیہ، ستیانہ بنگلہ فیصل آباد

8 ذوالحجہ 1443ھ، مطابق 8 جولائی 2022ء

باب 1

فصل: 1

سیرت امام بخاری رحمہ اللہ

نام ونسب:

الامام الحافظ امیر المومنین فی الحدیث ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراھیم بن المغیرہ بن بَرِدِزْبَہ الجعفی مولاھم البخاری رحمہ اللہ۔

الجعفي :......امام بخاری رحمہ اللہ کے جعفی نسبت کہلوانے کے بارے اہل علم کے دو اقوال ہیں۔

(1)......جعفی نسبت کی ایک توجیہ یہ ہے کہ امام موصوف کے قبیلے میں جعفی بن سعد نامی شخص کی طرف نسبت ہے۔

(2)......جعفی کہلوانے کی ایک توجیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ امام موصوف رحمہ اللہ کے جد امجد ''مغیرہ'' حاکم بخارا یمان جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور بخارا میں قیام پذیر ہو گئے تو بطور ولاء اسلام کے جعفی کی طرف منسوب ہوئے جبکہ ان کے جد اعلیٰ بَـرِدِزْبَہ فارسی النسل تھے اور اپنی قوم کے مذہب پر ہی قائم تھے اور ''بَــرْدِزْبَــہ'' فارسی کا کلمہ ہے جس کے معنی ''کسان'' کے ہیں۔

البخاري :......امام موصوف رحمہ اللہ چونکہ بخارا میں پیدا ہوئے تھے اسی لیے بخاری نسبت سے مشہور ہوئے۔

ولادت :......امام بخاری رحمہ اللہ کی تاریخ پیدائش کے حوالے سے دو قول ہیں جو درج

ذیل ہیں:

(1)...... امام خلیلی رحمہ اللہ، ابوحسان مہیب بن سُلَیم کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ ابوحسان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل البخاری کو کہتے ہوئے سنا کہ میں جمعے کے دن نماز جمعہ کے بعد 12 شوال 194 ہجری کو پیدا ہوا۔ ❶

(2)...... امام ورّاق البخاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام الحسن بن الحسین البزار رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو دیکھا جو دبلے پتلے درمیانے قد کے تھے اور بخارا میں جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد 13 شوال 194ھ کو پیدا ہوئے۔ ❷

شہر بخارٰی کا تعارف:

یاقوت الحموی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ماوراء النہر علاقے میں بخارا شہر بڑی قدر و منزلت کا حامل ہے اور یہ بہت سرسبز و شاداب علاقہ ہے، اپنے رقبے اور خوبصورتی کے اعتبار سے خراسان اور ماوراء النہر میں ایسا کوئی شہر نہیں۔ اور یہ آبادی کے لحاظ سے بھی بڑا ہے۔

فائدہ:...... ماوراء النہر یہ ایک صوبے کا نام ہے جو دو مشہور دریاؤں کے درمیان واقع ہے ایک دریائے جیحون جو آج دریائے آمو کے نام سے مشہور ہے اور دوسرا دریائے سیحون جسے آج سیر دَرْیَا کہا جاتا ہے اور ماوراء النہر کا زیادہ تر علاقہ اوزبکستان کے تحت ہے اور کچھ حصہ طاجکستان اور قرغیزیا کے تحت ہے یہاں کی مٹی پیداوار کے اعتبار سے بھی بڑی زرخیز ہے اور اس میں بڑے باکمال اور کبار محدثین پیدا ہوئے اور کسی دور میں یہ علاقہ علم و فضل کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے والد گرامی:

امام بخاری رحمہ اللہ کے والد محترم ابوالحسن اسماعیل بن ابراہیم رحمہ اللہ اپنے زمانے کے مشہور محدث اور طبقہ رابعہ کے علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا شمار امام مالک بن انس رحمہ اللہ اور امام

❶ الارشاد: 959/3. ❷ تاریخ بغداد: 6/2.

حماد بن زید رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہوتا ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الثقات" میں بیان کیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے والد اسماعیل بن ابراہیم امام مالک اور امام حماد بن زید رحمہ اللہ سے روایات نقل کرتے ہیں اور اہل عراق نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ ❶

اسحاق بن احمد بن خلف بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میرے والد نے امام مالک رحمہ اللہ سے سماع کیا اور امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے ملے اور ان سے مستفید ہوئے۔ ❷

امام بخاری رحمہ اللہ کے والد گرامی علم کے ساتھ ساتھ تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی خاصہ مقام رکھتے تھے چنانچہ اُحید بن حفص بیان کرتے ہیں:

"دَخَلْتُ عَلَى إِسْمَاعِيلَ وَالِدِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عِنْدَ مَوْتِهِ فَقَالَ: لَاأَعْلَمُ مِنْ مَّالِي دِرْهَمًا مِنْ حَرَامٍ وَّلَا دِرْهَمًامِنْ شُبْهَةٍ" ❸

"میں امام ابوعبداللہ (بخاری) کے والد اسماعیل پر ان کی موت کے وقت داخل ہوا، تو انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا کہ میرے مال میں کوئی درہم حرام یا شبہے کا بھی ہو۔"

جس طرح امام بخاری رحمہ اللہ کے والد محترم عالم، نیک اور پارسا انسان تھے اسی طرح ان کی والدہ محترمہ بھی نیک اور پارسا خاتون تھیں اور ان کے تقویٰ و پرہیزگاری اور نیک سیرت ہونے کی دلیل وہ واقعہ ہے جسے امام ابوالقاسم ھبۃ اللہ المعروف لالکائی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی بچپن میں بینائی ختم ہوگئی تو ان کی والدہ کی دعاؤں، الحاح اور گریہ زاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا، چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ان کی خواب میں آئے اور فرمایا:

---

❶ الثقات: 98/8. ❷ سیر اعلام النبلاء: 293/12.

❸ ھدی الساری: 479.

"يَاهٰذِهِ! قَدْ رَدَّ اللّٰهُ عَلَى ابْنِكِ بَصَرَهُ بِكَثْرَةِ دُعَائِكِ" ❶

"اے اللہ کی بندی! تیری کثرتِ دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بینائی لوٹا دی ہے۔"

صبح ہوئی دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی کو لوٹا دیا تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک مذہبی اور نیک گھرانے میں پرورش پائی حتی کہ بعض نے ان کے بارے میں یوں لکھا ہے:

"فَقَدْ رَبّٰى فِي حِجْرِ الْعِلْمِ وَارْتَضَعَ ثَدْيَ الْفَضْلِ"

"امام بخاری رحمہ اللہ نے علم کی گود میں پرورش پائی اور علم و فضل کے پستان سے دودھ پیا۔"

لہٰذا مذہبی گھرانے کے چشم و چراغ ہونے کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کو دینی تعلیم کے حصول کے لیے مکتب میں بھیج دیا گیا۔

ابتدائی تعلیم:

امام بخاری رحمہ اللہ کو طلب علم کا شوق بچپن میں ہی پیدا ہو چکا تھا چنانچہ انہوں نے حصولِ علم کی ابتداء اپنے شہر بخارا سے 205 ہجری میں کی، احادیث اور متون کو حفظ کرنے کا حرص اس قدر تھا کہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ کی کتب کو زبانی یاد کر لیا۔

امام محمد بن ابی حاتم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے سوال کیا:

"كَيْفَ كَانَ بَدْءُ أَمْرِكَ فِي طَلَبِ الْحَدِيثِ؟"

طلب حدیث میں آپ کے معاملے کی ابتداء کیسے ہوئی؟

تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: "أُلْهِمْتُ حِفْظَ الْحَدِيْثِ وَأَنَا فِي الْكُتَّابِ"

حفظِ حدیث کا شغف مجھے (الہام) ہو چکا تھا جبکہ میں ابھی مکتب میں ہی تھا۔ امام

❶ شرح اصول اعتقاد اهل السنة: 290/9.

محمد بن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے پوچھا: وَکَمْ أَتَی عَلَیكَ إِذ ذَاكَ؟
اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟ تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"عَشْرُ سِنِیْنَ أو أَقَلَّ ۔ ثُمَّ خرجْتُ من الکُتَّابِ بَعْدَ العَشْرِ فجعلتُ أختَلِفُ إِلَی الدَّاخِلِیِّ وغَیْرِهِ"[1]

"میں دس سال یا اس سے کم کا تھا۔ پھر میں دس سال کی عمر میں مکتب سے فارغ ہوا تو امام داخلی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین کی مجالس میں جانے لگا۔"

ایک دن دورانِ مجلس امام داخلی رحمہ اللہ نے یوں سند پڑھی "سفیان عن أبي الزبیر عن ابراہیم" تو میں نے کہا: جناب! ابو الزبیر (نامی راوی) تو ابراہیم سے روایت نہیں کرتا تو امام داخلی رحمہ اللہ نے مجھے ڈانٹ دیا۔ میں نے کہا: اگر آپ کے پاس اصل نسخہ ہے تو اسے دیکھ لیجیے، لہٰذا وہ اندر گئے اور اصل نسخہ دیکھا اور باہر آ کر کہنے لگے: اوئے لڑکے سند کیسے ہے؟ تو میں نے عرض کی: الزبیر بن عدی عن ابراہیم ہے تو انہوں نے مجھ سے قلم پکڑا اور اپنے نسخہ کو درست کیا اور فرمایا: تم نے سچ کہا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ سے ان کے کسی شاگرد نے پوچھا جب آپ نے امام داخلی رحمہ اللہ کی سند پر رد کیا تھا تو آپ کی عمر کتنی تھی تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: "ابن احدی عشرة" گیارہ سال کا۔

طلب حدیث میں سفر:

امام بخاری رحمہ اللہ نے پانچ، چھ سال میں اپنے بخارا کے اہل علم سے استفادہ کیا، امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ کی کتب کو حفظ کیا اور اہل رائے کے کلام کو بھی پڑھا اور سمجھا اور بخارا کے محدثین سے حدیث پڑھنے کے بعد سولہ سال کی عمر میں طلب حدیث کے لیے اپنے شہر سے نکلے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے طلب حدیث کے مبارک سفر کی ابتداء فریضۂ حج کی ادائیگی سے کی

[1] سیر أعلام النبلاء: 393/12.

چنانچہ اپنی والدہ محترمہ اور بڑے بھائی احمد کے ساتھ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ گئے پھر والدہ اور بھائی حج کی ادائیگی کے بعد واپس وطن چلے آئے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ طلب حدیث کے لیے وہیں رُک گئے اور بلادِ حجاز میں اس وقت کے مشہور سلاطین علم سے حدیث حاصل کی۔

بلادِ حجاز میں اقامت کے دو سال بعد جب آپ کی عمر اٹھارہ برس ہو چکی تھی تو سلسلۂ تصنیف کی ابتداء کی اور صحابہ و تابعین کے قضایا اور اقوال جمع کیے اور چاندنی راتوں میں رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک کے پاس بیٹھ کر اپنی کتاب "التاریخ" تصنیف کی، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قَلَّ اسْمٌ فِی التَّارِیْخِ إِلَّا وَلَهُ عِنْدِي قِصَّةٌ إِلَّا أَنِّي كَرِهْتُ تَطْوِيلَ الْكِتَابِ"

"شاید ہی (میری کتاب) التاریخ میں کوئی (راوی کا) ایسا نام ہو جس کے بارہ میں مجھے کوئی نہ کوئی قصہ معلوم نہ ہو، لیکن میں کتاب کی طوالت نہیں چاہتا۔"[1]

غُنجار بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن محمد البخاری نے کہا کہ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے سنا انہوں نے فرمایا: میں نے طلب حدیث میں ایک ہزار سے زائد علماء سے ملاقات کی جن کا تعلق حجاز، عراق، شام اور مصر سے تھا۔

شام، مصر اور جزیرہ میں دو مرتبہ جانا ہوا اور بصرہ چار مرتبہ گئے، جبکہ اَرضِ حجاز میں 6 برس گزارے اور کوفہ و بغداد میں بے شمار مرتبہ جانا ہوا، ایامِ حج میں مکہ معظمہ چلے جاتے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ امام بخاری رحمہ اللہ آٹھ مرتبہ بغداد آئے اور آخری مرتبہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے انہیں بغداد میں قیام کرنے پر اصرار کیا۔[2]

امام بخاری رحمہ اللہ کے طلب حدیث کے لیے مختلف شہروں کی طرف سفر کی کچھ تفصیل

---

[1] سير أعلام النبلاء :393/12.

[2] ارشاد الساری، ص: 31.

یوں ہے:

مکہ مکرمہ:

امام بخاری رحمہ اللہ کا سب سے پہلا سفر طلبِ حدیث میں اپنے شہر سے باہر اَرضِ مقدس مکہ مکرمہ کی طرف ہوا، امام بخاری رحمہ اللہ متعدد بار مکہ مکرمہ آتے رہے اور ان متعدد بار میں کل چھ سال کا عرصہ انہوں نے مکہ میں گزارا۔

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ اپنے بارے خود فرماتے ہیں: "دَخَلْتُ عَلَى الْحُمَيْدِيِّ وَأَنَاابْنُ ثَمَانِ عَشْرَةِ سَنَةً" [1]

"میں امام ابوبکر الحمیدی المکی رحمہ اللہ کی مجلس میں آیا اس وقت میری عمر اٹھارہ برس تھی۔"

امام بخاری رحمہ اللہ نے مکہ مکرمہ میں مندرجہ ذیل مشائخ سے حدیث کا سماع کیا:

1: ابو عبدالرحمن عبداللہ بن یزید المقریٔ (ت 213ھ)
2: خلادبن یحییٰ الکوفی نزیل مکہ (ت 213ھ)
3: حسان بن حسان البصری نزیل مکہ (ت 213ھ)۔
4: ابو الولید احمد بن محمد الأزرقی (ت 217ھ)
5: ابوبکر عبداللہ بن الزبیر الحمیدی (ت 219ھ)

مدینہ نبویہ:

بلادِ حجاز میں دوسرا شہر مدینہ نبویہ ہے جس کی طرف امام بخاری رحمہ اللہ نے طلبِ حدیث کے لیے سفر طے کیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنے بارے میں خود بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے 212ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے پاس اپنی کتاب "التاریخ" تصنیف کی۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء: 401/12۔

مدینہ نبویہ میں جن محدثین سے حدیث کا سماع کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1: عبدالعزیز بن عبداللہ الأویسی۔

2: ایوب بن سلیمان بن بلال (ت 224ھ)

3: اسماعیل بن عبداللہ بن عبداللہ بن أبی أویس (ت 226ھ)

ان کے علاوہ اور بھی کچھ اہل علم ہیں لیکن قابل ذکر اور مشہور یہی ہیں۔

نیسا پور:

خراسان اور ماوراء النہر کے شہروں میں سے ایک مشہور شہر جس کی طرف امام بخاری رحمہ اللہ نے طلبِ حدیث کے لیے سفر کیا وہ نیسا پور ہے اور بعض اہل سیر نے یہ بھی کہا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے بخارا سے نکل کر سب سے پہلے نیسا پور کی طرف سفر کیا جیسا کہ امام ابوعبداللہ الحاکم فرماتے ہیں:

"أَوَّلُ مَاوَرَدَ الْبُخَارِيُّ نَيْسَابُورَ سَنَةَ تسع ومِائَتَيْنِ وَوَرَدَهَا فِي الأَخِيرِ سَنَةَ خَمْسِينَ ومِائَتَيْنِ ، فَأَقَامَ بِهَا خَمْسَ سِنِيْنَ يُحَدِّثُ علَى الدَّوَام." [1]

"سب سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ 209ھ میں نیسا پور آئے اور آخری مرتبہ 250ھ میں آئے اور یہیں قیام کیا اور مسلسل پانچ سال یہاں ہی حدیث پڑھاتے رہے۔"

امام بخاری رحمہ اللہ نے نیسا پور میں محدثین کی ایک بڑی جماعت سے حدیث کا سماع کیا لیکن ان میں سے مشہور قابل ذکر یہ ہیں:

1: یحییٰ بن یحییٰ النیسابوری (ت 226ھ)

2: اسحاق بن راھویہ (ت 238ھ)

---

[1] سیر اعلام النبلاء: 404/12.

بصرہ:

امام بخاری رحمہ اللہ نے طلبِ حدیث کے لیے چار مرتبہ بصرہ کی طرف سفر کیا اور بسااوقات پانچ پانچ سال بھی وہاں قیام کیا۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے ان کے قرین و معاصر حاشد بن اسماعیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ البخاری ہمارے ساتھ بصرہ کے مشائخ کی مجالس میں حاضر ہوتے حالانکہ وہ لڑکپن کی عمر میں تھے ہم احادیث لکھتے اور وہ لکھتے نہیں تھے حتیٰ کہ اسی کیفیت میں کئی دن گزر گئے ہم ان سے کہتے کہ جب تم ہمارے ساتھ آتے جاتے ہو اور کچھ لکھتے بھی نہیں تو تمہیں کیا فائدہ اور ایسے سنے کا تم کیا کرو گے؟ بالآخر ایک دن جب کہ احادیث املاء کرتے ہوئے سولہ دن گزر چکے تھے تو ہم سے بخاری کہنے لگے کہ تم نے مجھے بہت تنگ کیا ہے اور بار بار کوستے ہو تو لاؤ تمہارے پاس جو لکھا ہے اس وقت ہم پندرہ ہزار سے زائد احادیث لکھ چکے تھے۔ تو ابوعبداللہ بخاری نے وہ سب زبانی سنا دیں حتیٰ کہ ہم نے ان کے حفظ سے اپنی لکھی ہوئی احادیث کی تصحیح کی۔

پھر ابوعبداللہ بخاری کہنے لگے: تم خیال کرتے تھے کہ میں یہاں بے کار آتا رہا ہوں اور اپنے دن ضائع کرتا رہا ہوں۔ حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ ہم سمجھ گئے کہ اس سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے اور بعض مرتبہ ایسے بھی ہوتا کہ اہل بصرہ کے علم کے پیاسے لوگ ان کو زبردستی اپنے پاس بٹھا لیتے اور احادیث بیان کرنے پر اصرار کرتے اور ہزاروں لوگ ان کے پاس اکٹھے ہو جاتے حالانکہ بخاری اس وقت عنفوان شباب میں تھے اور مونچھ داڑھی نہیں آئی تھی۔ [1]

امام بخاری رحمہ اللہ نے بصرہ میں محدثین کی ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا لیکن ان میں سے معروف قابل ذکر یہ ہیں:

1: ابو عاصم النبیل (ت212ھ)

2: محمد بن عبداللہ بن المثنی الانصاری (ت215ھ)

---

[1] طبقات السبکی: 217/2، سیر أعلام النبلاء: 407/12.

3: عبداللہ ابن رجاء۔

امام بخاری رحمہ اللہ بصرہ کے حوالے سے اپنے بارے خود فرماتے ہیں:

"أَقَمْتُ بِالْبَصْرَةِ خَمْسَ سِنِيْنَ وَمَعِي كُتُبِي أُصَنِّفُ وَأَحُجُّ فِي كُلِّ سَنَةٍ وَأَرْجِعُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْبَصْرَةِ" ❶

"(ایک مرتبہ) میں نے بصرہ میں پانچ سال قیام کیا، میرے ساتھ میری کتابیں بھی تھیں جنہیں میں تصنیف کر رہا تھا۔ میں ہر سال حج کرتا اور مکہ سے واپس بصرہ آ جاتا۔"

کوفہ:

جن شہروں کی طرف امام بخاری رحمہ اللہ نے طلب حدیث کے لیے متعدد بار سفر طے کیا ان میں سے ایک کوفہ شہر بھی ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ خود بیان کرتے ہیں:

"وَلَا أُحْصِي كَمْ دَخَلْتُ الْكُوفَةَ وَبَغْدَادَ مَعَ مُحَدِّثِي أَهْلِ خُرَاسَانَ.........." ❷

میں نہیں شمار کر سکتا کہ میں خراسان کے محدثین کے ساتھ کتنی بار کوفہ و بغداد گیا ہوں۔"

البتہ کوفہ کے جن مشائخ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث کا سماع کیا ان میں سے چند مشہور یہ ہیں:

1: ابو نعیم الفضل بن دُکین (ت 211ھ)

2: خالد بن یزید المقرئ (ت 212ھ)

3: خالد بن مخلد (ت 213ھ)

4: عبید اللہ بن موسیٰ (ت 213ھ)

---

❶ تاریخ مدینہ دمشق: 72/52۔ ❷ شرح أصول اعتقاد اهل السنہ: 194/1۔

بغداد:

عراق کے شہر بغداد کی طرف بھی امام بخاری رحمہ اللہ نے متعدد بار سفر طے کیا اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ کیا۔

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ امام بخاری رحمہ اللہ بغداد میں کئی مرتبہ آئے اور وہاں احادیث روایت بھی کیں۔ ❶

امام بخاری رحمہ اللہ اپنے بارے خود بیان کرتے ہیں: میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں خراسان کے محدثین کے ساتھ کتنی بار کوفہ و بغداد آیا۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن یوسف فربری رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ سے بیان کیا فرماتے ہیں کہ میں جب آخری اور آٹھویں مرتبہ بغداد آیا میں ہر مرتبہ بغداد آتے وقت میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوتا جب آخری مرتبہ میں الوداعی طور پر ان سے ملنے گیا تو امام احمد رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا:

"يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ! تَتْرُكُ العِلْمَ وَ النَّاسَ و تَصِيْرُ إِلَى خُرَاسَانَ؟"

اے ابوعبداللہ! تم علم اور (علم کے شوقین) لوگوں کو چھوڑ کر خراسان واپس جا رہے ہو؟

گویا امام احمد رحمہ اللہ نے ان کے بغداد میں ہی ٹھہرنے کو پسند کیا البتہ اس بات کو بیان کرنے کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ بطور حسرت فرماتے ہیں: وَأَنَا الآنَ أَذْكُرُ قَوْلَهُ .

"اب مجھے ان کی (ناصحانہ) بات یاد آتی ہے۔"

پہلی مرتبہ امام بخاری رحمہ اللہ 210ھ کے آخر میں بغداد آئے اور بغداد کے ان مشائخ سے حدیث کا سماع کیا۔

1: محمد بن سابق رحمہ اللہ (ت 213ھ)

2: سریج بن نعمان رحمہ اللہ (ت 217ھ)

3: محمد بن عیسیٰ بن الطباع رحمہ اللہ (ت 224ھ)

---

❶ تاریخ بغداد: 5/2.

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ بغداد شہر متعدد بار آتے جاتے رہے اور وہاں کے مندرجہ ذیل مشہور محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔

1: ابو عبید القاسم بن سلام البغدادی رحمہ اللہ (ت224ھ)

2: ابو زکریا یحییٰ بن معین البغدادی رحمہ اللہ (ت233ھ)

3: ابو خیثمہ زهیر بن حرب البغدادی رحمہ اللہ (ت234ھ)

4: ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ (ت241ھ)

مصر:

طلب حدیث کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے مصر کی طرف بھی سفر کیا اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ کیا، امام بخاری رحمہ اللہ کا سفر مصر کی طرف دو مرتبہ ہوا اور وہاں کے مندرجہ ذیل آئمہ سے حدیث کا سماع کیا۔

1: الامام احمد بن إشکاب (ت217ھ)

2: الامام عثمان بن صالح السهمی (ت217ھ)

3: الامام سعید بن أبی مریم (ت224ھ)

ان کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس وقت کے تمام بڑے علمی مراکز کی طرف طلب حدیث کے لیے سفر کیا ان میں سے کچھ ہم نے اوپر بالتفصیل بیان کر دیے اور کچھ بالاختصار مندرجہ ذیل ہیں:

(1) مَرْوْ (2) بَلْخ (3) هَرَاة (4) الرَّي (5) وَاسِط (6) الـجزيرة (7) دِمَشْق (8) قَيْسَارِيَّة (9) حِمْص (10) عَسْقَلان

امام بخاری رحمہ اللہ کے اوصاف:

امام بخاری رحمہ اللہ بھی ان اہل علم میں سے ہیں جو باکمال شخصیات کے حامل تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے علم کے ساتھ ساتھ عمل کی بھی توفیق بخشی تھی، آپ اخلاص، زہد

وورع، حسن اخلاق عفو و درگزر، جود و سخا اور دیگر اوصافِ حسنہ میں ایک نظیر سمجھے جاتے تھے۔

یہاں ہم ان کے چند اوصاف حسنہ بیان کرتے ہیں تاکہ قارئین کو استفادہ ہو۔

زہد و تقویٰ:

امام بخاری رحمہ اللہ جس طرح علم میں ایک بلند مقام رکھتے تھے اسی طرح تقویٰ و پرہیز گاری اور زہد میں بھی آپ کو بلند مقام حاصل تھا، آپ نے اپنے علم اور دین کے تحفظ میں دنیوی مال اور اس کے خسارے کی کبھی پرواہ نہ کی۔

ان کے بارے بکر بن منیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ سے سنا وہ فرما رہے تھے:

"أَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ وَلَا يُحَاسِبَنِي أَنِّي اغْتَبْتُ أَحَدًا۔"❶

''میں اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کی امید رکھتا ہوں کہ وہ اس بات میں میرا محاسبہ نہیں کرے گا کہ میں نے کسی کی غیبت کی ہو۔"

محمد بن ابی حاتم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَا يَكُوْنُ لِي خَصْمٌ فِي الْآخِرَةِ"

قیامت کے دن میرے خلاف کوئی جھگڑا کرنے والا نہ ہوگا۔

تو میں نے عرض کیا: بعض لوگ آپ پر تنقید کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی کتاب (التاریخ) میں لوگوں کی غیبت کی ہے۔

تو انھوں نے فرمایا:

"إِنَّمَا رَوَيْنَا ذَالِكَ رِوَايَةً ، لَمْ نَقُلْهُ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِنَا ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِئْسَ مَوْلَى الْعَشِيْرَةِ"❷

''ہم نے تو صرف بطور روایت نقل کیا ہے اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کہا جیسا

❶ طبقات الحنابلة : 276/1. ❷ سير أعلام النبلاء : 441/12.

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''وہ قبیلے کا بُرا آدمی ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ کی راویوں کے بارے جرح وتعدیل کے لحاظ سے جو کلام ہے اس کے بارے امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے امام بخاری رحمہ اللہ کی جرح وتعدیل کے لحاظ سے کی گئی کلام میں غور وفکر کیا ہے تو اس نے یہی نتیجہ اَخذ کیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ رواۃ پر کلام کرنے میں بھی ورع اور پرہیز گاری کا خیال رکھتے ہیں اور اکثر طور پر یوں جرح کرتے ہیں ''منکر الحدیث''، ''سکتوا عنہ'' یا ''فیہ نظر'' جیسے کلمات استعمال کرتے ہیں اور بہت کم ہے کہ یوں کہتے ہوں: فُلانٌ كذّابٌ، أو كَانَ يَضعُ الحدِيْث۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ جملہ کہنا ''لا يُحَاسِبُنِي اللّٰهُ أنِّي اغْتَبْتُ أَحَدًا'' اس کا مطلب یہی ہے اور یہ انتہا درجے کا تقویٰ و پرہیز گاری ہے۔ ❶

امام بخاری رحمہ اللہ کے وراق محمد بن ابی حاتم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سلیم بن مجاہد کو یہ کہتے ہوئے سنا:

''مَا رَأَيْتُ بِعَيْنَيَّ منذ سِتِّينَ سَنَةً أَفْقَهَ وَلا أَوْرَعَ وَلا أَزْهَدَ فِي الدُّنيا مِنْ مُحَمَّدِبْنِ إِسْمَاعِيلَ'' ❷

''میں نے ساٹھ سال سے اپنی آنکھوں سے محمد بن اسماعیل بخاری سے بڑھ کر فقیہ، متقی اور دنیا سے بے رغبت نہیں دیکھا۔''

ایک متقی انسان کی یہ بہت بڑی نشانی ہوتی ہے کہ وہ جو بولتا ہے اسے پہلے تولتا ہے اور جو عمل کرتا ہے پہلے اسے پرکھتا ہے کہ اس میں کہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی تو نہیں امام بخاری رحمہ اللہ میں بھی یہ وصف بڑا نمایاں پایا جاتا تھا چنانچہ محمد بن ابی حاتم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ فِـرَبْر مقام پر تھے اور وہ کتاب التفسیر کی تصنیف میں مشغول تھے تو اس دن انہوں نے بہت احادیث بیان کیں جس سے وہ تھک چکے تھے تو

❶ سير أعلام النبلاء: 440/12.

❷ سير أعلام النبلاء: 449/12.

چت لیٹ گئے، میں نے ان سے کہا: اے ابوعبداللہ! میں نے آپ کو ایک دن کہتے ہوئے سنا تھا کہ جب سے سمجھ آئی ہے میں نے کوئی کام بغیر علم کے نہیں کیا۔ تو اس لیٹنے میں کیا علم اور حکمت ہے؟ تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ ہم اس وقت ایک سرحدی علاقے میں ہیں اور دشمن کسی وقت بھی یلغار کر سکتا ہے تو آج چونکہ تھکاوٹ بہت ہو چکی تھی تو اس لیے کچھ آرام کے لیے لیٹ گیا تاکہ دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہونے کی ہمت ہو سکے۔ ❶

شوقِ عبادت:

سلف صالحین کی طرح امام بخاری رحمہ اللہ بھی صوم وصلوٰۃ کے پابند، عبادت گزار اور تہجد گزار شخصیت تھے، قرآن کریم کی تلاوت کی کثرت ان کا معمول کا شغف تھا حافظِ حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ حافظِ قرآن بھی تھے۔

ان کے وراق محمد بن ابی حاتم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بسا اوقات دوران سفر میں ان کے ساتھ رات گزارتا تو میں دیکھتا کہ رات کو پندرہ بیس مرتبہ بیدار ہوتے اور چراغ جلا کر احادیث کا اندراج کرتے پھر سحری کے وقت 13 رکعات تک نفل ادا کرتے۔

مزید امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے ایک ساتھی نے انہیں باغ میں مدعو کیا۔ اسی اثناء میں ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا تو امام بخاری رحمہ اللہ نے تمام حاضرین لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی فارغ ہوئے تو نفل پڑھنے لگے اور دیر تک حالت قیام میں رہے نماز سے فارغ ہوئے تو اپنی قمیض کے گھیرے کو اُٹھا کر ایک ساتھی سے کہنے لگے ذرا دیکھو قمیص میں کیا ہے؟ جب دیکھا تو پتہ چلا کہ ایک بھڑ نے ان کے جسم میں سولہ، سترہ بارڈ سا جس سے جسم میں ورم آ چکا تھا، حاضرین میں سے کسی نے کہا: جب آپ سے یہ معاملہ شروع ہوا تو آپ نے نماز کیوں نہیں چھوڑ دی؟ تو امام بخاری رحمہ اللہ فرمانے لگے: میں ایک ایسی سورت پڑھنے میں مشغول تھا کہ میرا جی چاہا کہ اسے مکمل کر لوں۔ ❷

---

❶ تاریخ بغداد: 2/13-14۔ ❷ تہذیب الکمال: 24/447۔

مسبح بن سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان شروع ہوتا تو امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھی اکٹھے ہوتے آپ انہیں نماز تراویح پڑھاتے اور ہر رکعت میں بیس بیس آیات پڑھتے حتی کہ قرآن نماز تراویح میں مکمل کرتے۔ اسی طرح سحری کے وقت نصف یا ایک تہائی قرآن پڑھتے اور ہر تیسرے دن قرآن مکمل کرتے۔ ہر دن صبح فجر کے وقت قرآن شروع کرتے اور افطاری تک ایک قرآن مکمل کر لیتے اور فرماتے:

"عند كل ختمةٍ دعوةٌ مُستَجَابَةٌ"

"قرآن کے ہر اختتام پر مقبول دعا ہوتی ہے۔"

اس حساب سے اندازہ لگایا جائے تو تقریباً اکتالیس بار رمضان میں قرآن کا دور کرتے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے مکہ میں چھ سال قیام کیا اور ہر سال حج کیا پھر بصرہ میں پانچ سال قیام کے دوران بھی ہر سال بصرہ سے مکہ حج کے لیے آتے رہے۔

اخلاق حسنہ:

عبادات کے ساتھ ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ معاملات میں بھی بڑے اخلاق حسنہ کے مالک تھے، اپنے شاگردوں سے بڑے اچھے اخلاق سے پیش آتے اور بڑے منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے۔ جیسا کہ اس بات کی گواہی ان کے شاگرد اور حلقہ احباب پیش کرتے ہیں۔

عبداللہ بن محمد صیارفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں ان کے گھر میں تھا کہ ان کی لونڈی آئی اور سامنے سے گزرنے لگی تو اس کا پاؤں سیاہی کی دوات کو لگا جس سے سیاہی کی دوات اُلٹ گئی تو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: "كَيْفَ تَمْشِيْنَ؟" "کس طرح چلتی ہو۔" تو لونڈی نے بڑے کرخت انداز میں جواب دیا: "إِذَا لَمْ يَكُنْ طَرِيْقٌ كَيْفَ أَمْشِي"۔

"جب راستہ نہ ہو تو کیسے چلوں" تو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے فرمایا:

جاؤ میں نے تجھے آزاد کیا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا تو میں نے ان سے کہا: اے ابوعبداللہ! آپ کو لونڈی نے غصہ دلایا اور آپ نے بجائے غصہ کرنے کے اسے آزاد کر دیا تو امام بخاری رحمہ اللہ فرمانے لگے:

"إِنْ كَانَتْ أَغْضَبَتْنِي فَقَدْ أَرْضَيْتُ نَفْسِي بِمَافَعَلْت"❶

"اگر اس نے مجھے غصہ دلایا ہے تو میں نے اپنے نفس کو اس کے کیے پر راضی اور مطمئن کر لیا ہے۔"

آپ موصوف اس قدر شریف النفس تھے کہ ایک مرتبہ آپ کے ایک مضارب (Partner، شریک) نے آپ کے پچیس ہزار درہم دبا لیے اور مال واپس کرنے میں ٹال مٹول کرتا، آپ کے شاگردوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ شہر کے والی اور گورنر سے آپ ان کے مؤاخذے کے لیے مکتوب لکھوالیں تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"إِنْ أَخَذْتُ مِنْهُمْ كِتَابًا طَمِعُوا ، وَلَنْ أَبِيعَ دِينِي بِدُنْيَايَ"❷

اگر میں نے ان سے دنیا کے معاملے میں کوئی سفارشی مکتوب وصول کیا تو وہ دین کے معاملے میں مجھ سے کسی نفع کا لالچ کریں گے اور میں دین کو اپنی دنیا کی خاطر ہرگز داؤ پر نہیں لگاؤں گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنا کام خود کرنے کو پسند کرتے اور کوشش کرتے کہ کسی پر بوجھ نہ بنیں چنانچہ ان کے کاتب محمد بن ابی حاتم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ایک ہی رات میں پندرہ سے بیس مرتبہ بیدار ہوتے، چراغ روشن کرتے اور احادیث لکھتے حالانکہ میں ان کے پاس موجود ہوتا مجھے سوئے ہوئے کو بیدار نہ کرتے ایک مرتبہ میں نے ان سے عرض کی: "إِنَّكَ تَحْمِلُ عَلَى نَفْسِكَ كُلَّ هٰذَا وَلَا تُوقِظُنِي"

یہ سب بوجھ آپ اپنی جان پر ڈالتے ہیں تو آپ مجھے کیوں نہیں بیدار کر لیتے؟ تو امام

❶ تغليق التعليق : 395/5.

❷ تاريخ الاسلام للذهبي رحمه الله : 155/6.

بخاری رحمہ اللہ فرمانے لگے: "أَنْتَ شَابٌّ فَلَا أُحِبُّ أَنْ أُفْسِدَ عَلَيْكَ نَوْمَكَ" ❶

تم جوان آدمی ہو میں تم پر تمہاری نیند خراب نہیں کرنا چاہتا۔

اتباعِ سنت:

دیگر آئمہ محدثین کی طرح امام بخاری رحمہ اللہ بھی حدیث پر عمل کرنے اور اسے اپنی زندگی کے سانچے میں ڈھالنے کا شدت سے التزام اور اہتمام کرتے تھے اور یہی علم کا احیاء ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إِنِّي مَا أَتَيْتُ شَيْئًا بِغَيْرِ عِلْمٍ قَطُّ مُنْذُ عَقِلْتُ."

''جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں نے کبھی کوئی کام بغیر علم نہیں کیا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ کے متبع سنت ہونے کی ایک دلیل آپ کا یہ قول بھی ہے:

"مَا اغْتَبْتُ أَحَدًا قَطُّ مُنْذُ عَلِمْتُ أَنَّ الْغِيبَةَ حَرَامٌ."

''جب سے میں نے یہ جان لیا کہ غیبت حرام ہے میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔''

محمد بن منصور رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام بخاری رحمہ اللہ کی مجلس حدیث میں موجود تھا، ایک شخص نے اپنی داڑھی سے تنکا نکالا اور مسجد میں پھینک دیا میں نے دیکھا کہ جب لوگوں کا دھیان ہٹ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مسجد سے اس تنکے کو اُٹھایا اور اپنی آستین میں رکھ لیا اور جب مسجد سے باہر گئے تو اس تنکے کو مسجد سے باہر پھینک دیا۔ ❷

دفاعِ سنت:

امام بخاری رحمہ اللہ کی زندگی کو پڑھا جائے تو یہ بات بڑی نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے اپنی تحریر میں اور عملی زندگی میں ہمیشہ سنتِ رسول ﷺ کا دفاع کیا اور جو

---

❶ تهذيب الكمال: 448/24.

❷ تاريخ بغداد: 13/2، هدى الساري، ص: 481.

رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا منہج تھا اس کی آبیاری کرتے رہے اور اپنے زمانے کے اہل بدعت اور منہج سلف سے منحرف لوگوں کا برملا رد کرتے رہے چنانچہ جب ہم امام بخاری رحمہ اللہ کی شہرۂ آفاق تصنیف، صحیح بخاری کو دیکھتے ہیں اور اس میں موجود کتب اور ابواب کے عناوین کو پڑھتے ہیں تو یہ بات بڑی نمایاں نظر آتی ہے، جیسے:

- كتاب الايمان
- كتاب الحيل
- كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة
- كتاب التوحيد

اسی طرح ان کتب میں موجود ابواب کے عناوین وغیرہ جیسے:

- باب تفاضل أهل الايمان فی الاعمال
- باب زيادة الايمان و نقصانه
- باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ
- باب مايكره من التعمق والتنازع فی العلم والغلو فی الدين والبدع
- باب إثم من آوى مُحدثًا۔
- باب مايذكر من ذَمّ الرأيِ وتكلّفِ القياس۔

بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مقدس علم کے حصول میں بھی اہل سنت علماء کا التزام کیا

چنانچہ محمد بن ابی حاتم الوراق بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كَتَبْتُ عَنْ أَلْفِ نَفَرٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ وزيادةٍ وَلَمْ أَكْتُبْ إلا عَنْ مَنْ قال: الايمان قولٌ وعَمَلٌ ولم أكْتُبْ عَنْ مَنْ قَالَ: الايمان قَوْلٌ.“ ❶

”میں نے ایک ہزار سے زائد علماء سے (اس علم کو) لکھا ہے اور (اہل علم میں

❶ تحفة الإخبارى بترجمة البخارى لابن ناصر الدين، ص: 185.

سے) صرف اس شخص سے (علم کو) لکھا جو (یہ) کہتا کہ: ایمان قول وعمل دونوں کا نام ہے، اس شخص سے (علم) نہیں لکھا جو کہتا کہ ایمان صرف قول کا نام ہے۔"

امام بخاری رحمہ اللہ کا منہج سلف اور سنت کے دفاع پر منہ بولتا ثبوت آپ رحمہ اللہ کی وہ دیگر تصانیف بھی ہیں جو آپ نے تحریر کیں مثلاً:

- خلق أفعال العباد.
- جزء رفع اليدين.
- جزء القرأة خلف الامام.

امام بخاری رحمہ اللہ کا ان کتب کو تالیف کرنے کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ اپنے مذہبی تعصب کی بناء پر صحیح احادیث کو چھوڑے ہوئے ہیں۔

بے پناہ قوتِ حافظہ:

امام بخاری رحمہ اللہ جہاں اور بہت سی خوبیوں کا مرکب تھے وہاں ان میں ایک امتیازی خوبی یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے پناہ قوت حافظہ سے نوازا تھا۔ ہزاروں احادیث ایسے سنا دیتے جیسے سورہ فاتحہ یاد ہوتی ہے بلکہ یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا ہی حفظِ حدیث اور حفاظتِ حدیث کے لیے تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے کاتب محمد بن ابی حاتم الورّاق، حاشد بن اسماعیل سے بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ لڑکپن کی عمر میں طلب حدیث کے لیے ہمارے ساتھ بصرہ کے مختلف مشائخ کے پاس چکر لگاتے احادیث کا سماع کرتے لیکن لکھتے نہ تھے حتی کہ کئی دن گزر گئے، ہم نے ایک دن ان سے کہا کہ: تم ہمارے ساتھ درسِ حدیث کے لیے جاتے ہو اور لکھتے بھی نہیں تو تم کیا کرو گے؟ اس وقت سولہ دن گزر چکے تھے امام بخاری رحمہ اللہ نے ہمیں کہا: تم نے بہت اصرار کیا ہے اور کہا ہے تو لہٰذا جو کچھ تم نے لکھا ہے میرے پاس لاؤ۔ ہم نے جو کچھ لکھا تھا وہ پیش کر دیا جبکہ وہ پندرہ ہزار سے زائد احادیث تھیں تو ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ

نے وہ سب زبانی سنا دیں حتی کہ ہم نے ان کے حفظ سے اپنے لکھے کی تصحیح کی پھر انہوں نے کہا: تمہارا کیا خیال کہ میں نے اپنے یہ دن ضائع کر دیے تھے اور میں یہاں بے سود آتا جاتا رہا ہوں۔ ❶

امام بخاری رحمہ اللہ ایک دن اپنے استاد امام فریابی رحمہ اللہ کی مجلس حدیث میں موجود تھے کہ امام فریابی رحمہ اللہ نے ایک حدیث کی سند یوں ذکر کی ''عن سفیان عن ابی عروۃ عن ابی الخطاب عن ابی حمزۃ'' حاضرین مجلس میں سے کوئی بھی شخص امام سفیان ثوری سے اوپر سند کے افراد کو نہ پہچان سکا امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فی الفور جواب دیا اور کہا کہ ابو عروہ سے مراد معمر بن راشد ہیں اور ابو الخطاب سے مراد قتادہ بن دعامہ ہیں اور ابو حمزہ سے مراد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں اور ساتھ ہی ذکر کیا کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ اکثر یوں کرتے ہیں کہ مشہور رواۃ کو کنیت سے ذکر کر دیتے ہیں۔ ❷

امام ابن عدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں محمد بن احمد القومسی کے واسطے سے انہوں نے محمد ابن خمیرویہ سے سنا کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے ایک لاکھ صحیح حدیث یاد ہے اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں۔ ❸

امام بخاری رحمہ اللہ اپنے بارے خود بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے بیٹھے بیٹھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کو شمار کرنا شروع کیا تو میں نے تھوڑی دیر میں ان کے تین سو شاگرد شمار کر لیے۔ ❹

یوسف بن موسیٰ المروروذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں بصرہ میں تھا کہ اعلان ہوا محمد بن اسماعیل البخاری بصرہ آئے ہیں، وہاں کے اہل علم نے ان سے احادیث املاء کروانے کی درخواست کی، جسے انہوں نے قبول کر لیا پھر اگلے دن جب مجلس قائم ہوئی تو امام بخاری رحمہ اللہ

---

❶ تاریخ بغداد: 14/2تا 15، سیر أعلام النبلاء: 408/12.

❷ هدى السارى، ص: 478. ❸ الكامل لابن عدى: 131/1.

❹ هدي السارى، ص: 488.

نے فرمایا: اے اہل بصرۃ! آج میں تمہیں وہ احادیث بیان کروں گا جسے بیان کرنے والے راوی بصرہ کے ہیں لیکن وہ روایات تمہارے پاس نہیں ہیں، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ حدیث بیان کرتے پھر حاضرین مجلس سے پوچھتے حتی کہ مجلس برخاست ہوگئی۔ ❶

ابوالازھر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سمرقند میں 400 طلاب حدیث جنہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو مغالطے میں ڈالنے کا ارادہ کیا اور اکٹھے ہو کر سات دن تک روایات اور ان کی اسانید کو خلط ملط کیا چنانچہ شام کی اسناد کو عراق کی اسناد میں ملا دیا اور یمن کی اسناد کو حرمین کی اسناد میں داخل کر دیا۔ لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے ہر سند اور متن کو علیحدہ کیا اور کسی ایک سند یا متن میں بھی غلطی کا شکار نہ ہوئے۔ ❷

محمد بن ابی حاتم الوراق بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھ سے بلخ (شہر) والوں نے عرض کی کہ آپ ہمیں اپنے ان اساتذہ جن سے آپ نے حدیث لی ہے ایک ایک حدیث بیان کریں تو میں نے انہیں اپنے ایک ہزار اساتذہ سے ایک ہزار حدیث املاء کروائی۔ ❸

اہل علم کے ہاں مقام و مرتبہ:

یہ بات تو مسلم ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اپنے زمانے کے بہت بڑے فقیہ، عالم ربانی اور امیر المؤمنین فی الحدیث تھے یہاں ہم ان کے مشائخ، ان کے معاصرین اور تلامذہ میں سے چند ایک کے اقوال بیان کرتے ہیں جو امام بخاری رحمہ اللہ کے علمی مقام مرتبے پر دلالت کرتے ہیں:

- امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد سلیمان بن حرب رحمہ اللہ نے انہیں ایک دیکھا تو فرمایا: "هَـٰذَا يَكُوْنُ لَهُ صِيتٌ." "اس کا (ایک دن) چرچا ہوگا۔"
- امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے استاد محمد بن سلام بیکندی رحمہ اللہ نے کہا:

❶ تاريخ دمشق: 16/2. ❷ هدى السارى، ص: 487.
❸ سير أعلام النبلاء: 414/12.

"أُنْظُرْ فِي كُتُبِي فَمَا وَجَدْتَ فِيهَا مِنْ خَطَأٍ فَاضْرِبْ عَلَيْهِ" "میری لکھی احادیث دیکھو جہاں تمہیں غلطی دکھائی دے اس پر نشان لگا دو۔"

ان کے مجلس میں موجود شاگردوں نے پوچھا استاد محترم یہ نوجوان کون ہے تو استاد محترم محمد بن سلام بیکندی رحمہ اللہ فرمانے لگے: "هٰذَا الَّذِي لَيْسَ مِثْلُهُ۔" "یہ وہ ہے جس کی کوئی نظیر نہیں۔"

- بسا اوقات آپ کے اساتذہ بھی آپ کا شاگرد بننے پر فخر کرتے جیسا کہ ابوعبداللہ فربری رحمہ اللہ بیان کرتے کہ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد عبداللہ بن منیر رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ بھی امام بخاری رحمہ اللہ سے احادیث لکھتے اور فخر کرتے ہوئے کہتے: "أَنَا مِنْ تَلَامِذَتِهِ۔" "میں بھی اس کے شاگردوں میں سے ہوں۔" ❶
- امام قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جَالَسْتُ الْفُقَهَاءَ وَالزُّهَّادَ وَالْعُبَّادَ فَمَا رَأَيْتُ مُنْذُ عَقِلْتُ مِثْلَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ وَهُوَ فِي زَمَانِهِ كَعُمَرَ فِي الصَّحَابَةِ۔" "میں نے فقہاء، عابد و زاہد لوگوں کی مجلس اختیار کی لیکن جب سے ہوش سنبھالا ہے میں نے محمد بن اسماعیل جیسا نہیں دیکھا اور وہ (مقام مرتبے میں) اپنے زمانے میں ایسے تھے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مقام و مرتبہ کے لحاظ سے) صحابہ میں۔" ❷
- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مَا أَخْرَجَتْ خُرَاسَانُ مِثْلَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ" "خراسان نے محمد بن اسماعیل بخاری جیسا اور نہیں پیدا کیا۔"
- امام الحسین بن حریث رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لَا أَعْلَمُ أَنِّي رَأَيْتُ مِثْلَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ كَأَنَّهُ لَمْ يُخْلَقْ إِلَّا لِلْحَدِيثِ" ❸ "میں نہیں جانتا کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ جیسا کوئی دیکھا ہو گویا وہ تو پیدا ہی صرف حدیث کے لیے

---

❶ تاریخ بغداد: 26/2. ❷ هدی الساری، ص: 482.
❸ سير أعلام النبلاء: 422/12.

ہوا ہے۔“

❁ امام عمرو بن علی فلاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”حَدِيْثٌ لَا يَعْرِفُهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ“ ❶ ”جس حدیث کو محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نہیں جانتا وہ حدیث ہی نہیں۔“

❁ امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مَا تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَاءِ أَعْلَمُ بِالْحَدِيْثِ مِنْ مُحَمَّدِبْنِ إِسْمَاعِيْلَ“ ❷ ”آسمان کی چھت تلے محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ سے بڑھ کر حدیث جاننے والا کوئی نہیں۔“

❁ ابو جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن جعفر بیکندی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”لَوقَدَرْتُ أَنْ أَزِيْدَ فِي عُمْرِ مُحَمَّدِبْنِ إِسْمَاعِيْلَ مِنْ عُمْرِي لَفَعَلْتُ فَإِنَّ مَوْتِي يَكُوْنُ مَوتَ رَجُلٍ وَاحِدٍ ومَوْته ذَهَابُ الْعِلْمِ۔“ ❸ ”اگر مجھے یہ قدرت حاصل ہوتی کہ میں اپنی عمر سے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی عمر بڑھا دوں تو میں (یہ) ضرور کرتا کیونکہ میرا مرنا تو فقط ایک شخص کا مرنا ہے جبکہ اس (محمد بن اسماعیل) کا مرنا علم کا چلے جانا ہے۔“

❁ امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”لَمْ أَرَ أَحَدًا بِالْعِرَاقِ وَلَا بِخُرَاسَانَ فِي مَعْنَى الْعِلَلِ و التَّارِيْخِ وَ مَعْرِفَةِ الأَسَانِيْدِ أَعْلَمَ مِنْ مُحَمَّدِبْنِ إِسْمَاعِيْلَ“ ❹ ”میں نے عراق و خراسان میں (حدیث کی) علل، (رواۃ کی) تاریخ اور اسانید کی معرفت رکھنے والا محمد بن اسماعیل سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا۔“

❁ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”لَا يُبْغِضُكَ إِلَّا حَاسِدٌ وَ أَشْهَدُ أَنَّهُ لَيْسَ فِي الدُّنْيَا مِثْلُكَ“ ❺ ”آپ سے صرف حاسد آدمی بغض رکھے گا اور میں گواہی دیتا ہوں

❶ تاریخ بغداد: 18/2.
❷ تاریخ بغداد: 27/2.
❸ ھدی الساری، ص: 485.
❹ سیر اعلام النبلاء: 432/12.
❺ تاریخ مدینہ دمشق: 68/52تا 70.

کہ دنیا میں آپ جیسا کوئی نہیں۔''

امام بخاری رحمہ اللہ کا مذہب:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ چوتھی صدی ہجری تک تقلید شخصی اور مذہبی تعصب کا نام و نشان نہیں تھا۔ قرون مفضلہ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ البتہ متاخرین علماء نے جن متقدمین اہل علم کے بارے حنفی، مالکی، شافعی یا حنبلی مسلک ہونے کی نسبت کی ہے اس کی وجہ ان اہل علم کے فتاویٰ یا فقہی مسائل کے رجحان اور میلان کو دیکھ کر وگرنہ محدثین عظام کتاب و سنت کے پیروکار تھے اور یہی بات ان کی تصنیف شدہ کتابوں میں ان کے منہج اور طریقہ استدلال سے نمایاں ہوتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کو قاضی ابو حسین محمد بن ابی یعلی بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''طبقات الحنابلہ'' میں حنابلہ فقہاء میں ذکر کیا ہے جبکہ تاج الدین عبدالوہاب بن علی السبکی رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کو اپنی کتاب طبقات الشافعیہ میں شوافع فقہاء میں شمار کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کی طرح مستقل مجتہد تھے اور صحیح بخاری کا ایک ایک باب اس بات پر شاہد عادل ہے چنانچہ صحیح بخاری رحمہ اللہ میں کتنے ایسے ابواب ہیں جو حنفی مسائل کی تردید کرتے ہیں اور کتنے ابواب ایسے ہیں جو شوافع کے رد میں ہیں اور کتنے ابواب ایسے ہیں جو مالکیہ اور حنابلہ کے رد میں ہیں لہٰذا حق اور انصاف یہی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب کے پیروکار نہیں تھے اور وہ مستقل مطلق مجتہد تھے اور ان کا مذہب وہی تھا جو اہل حدیث، اصحاب الحدیث کا مذہب ہے یعنی قرآن وسنت اور اس کا بہت بڑا منہ بولتا ثبوت صحیح بخاری کے تراجم ہیں مزید اس پر گواہی امام بخاری رحمہ اللہ کے مشائخ اور معاصرین کی ہے جنہوں نے آپ کو فقیہ اور مجتہد قرار دیا ہے۔ چنانچہ

- امام قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ سے ایک آدمی نے حالتِ نشہ میں دی گئی طلاق کے بارے میں پوچھا اتنے میں اس مجلس میں امام بخاری رحمہ اللہ آ گئے تو امام قتیبہ جو کہ امام بخاری رحمہ اللہ

کے استاد ہیں کہنے لگے: یہ احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور علی بن المدینی رحمہم اللہ کا مجموعہ اللہ تمہارے پاس لے آیا ہے۔ ❶

* نعیم بن حماد خزاعی رحمہ اللہ اور یعقوب بن ابراہیم دورقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مُحَمَّدُ بْنُ إِسمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ فَقِيهُ هٰذِهِ الأُمَّةِ." ❷

''محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ اس اُمت کے فقیہ ہیں۔''

* امام بخاری رحمہ اللہ ایک مرتبہ بصرہ آئے تو ان کے بارے ان کے استاد محمد بن بشار بندار رحمہ اللہ یوں فرمانے لگے: "قَدِمَ الْيَوْمَ سَيِّدُ الْفُقَهَاءِ" ''آج فقہاء کے سردار آئے ہیں۔''

* عبداللہ بن محمد بن سعید بیان کرتے ہیں کہ جب امام احمد بن حرب نیساپوری رحمہ اللہ نے وفات پائی تو ان کے جنازے میں امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ شریک ہوئے تو میں نے وہاں اہل علم کو یہ بات کہتے سنا: "مُحَمَّدٌ أَفْقَهُ مِنْ إِسْحَاقَ" ❸

''محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ، امام اسحاق بن راہویہ سے زیادہ فقیہ ہیں۔''

* امام عبداللہ بن محمد مسندی فرماتے ہیں: محمد بن اسماعیل إِمَامٌ فَمَنْ لَمْ يَجْعَلْهُ إِمَامًا فَاتَّهِمْهُ ''محمد بن اسماعیل امام ہیں جو انہیں امام نہ سمجھے تم اسے متہم (مشکوک) جانو۔'' ❹

امام بخاری رحمہ اللہ کا عقیدہ:

امام بخاری رحمہ اللہ کا شمار کبار آئمہ محدثین میں ہوتا ہے اور آپ عقیدہ کے اعتبار سے اہل سنت والجماعت عقیدے کے متحمل تھے اور اسی سلفی عقیدے کی ہی تائید وترویج کرنے والے تھے اور آپ کے سلف کے عقیدہ پر قائم ہونے اور اس پر شدت اور پختگی اختیار کرنے کی ایک

❶ هدي الساري، ص: 482. ❷ تاريخ بغداد: 22/2.

❸ تاريخ الاسلام: 150/6. ❹ هدي الساري، ص: 485.

دلیل یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اہل بدعت اور غلط اعتقاد کے متحمل افراد سے حدیث نہیں لکھی، چنانچہ فرماتے ہیں:

"لَمْ أَكْتُبْ إِلَّا عَمَّنْ قَالَ : الایمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ"

''میں نے صرف اس آدمی سے روایت لکھی جس کا عقیدہ تھا کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ کے دور میں جو فتنہ خلقِ قرآن پھیلا تو اس فتنے کے سدِ باب کے لیے اور اس مسئلہ میں سلف صالحین کے سلفی عقیدے کو واضح کرنے کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب خلق أفعال العباد تالیف کی۔

سلفی عقیدۃ کی دعوت اور ترویج کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ کا ایک بہت بڑا شاہکار ان کی صحیح بخاری ہے جس میں انہوں نے اہل سنت والجماعت کے منہج اور سلفی عقیدے کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا اور اس میں ایسے کتب اور أبواب قائم کیے مثلاً ایمان، توحید اور قدر کے مسائل اور صرف کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تمسک کرنا وغیرہ اور اس دور کے جتنے اہل بدعت، اہل رائی اور عقیدہ سلف سے منحرف گروہ تھے آپ نے ان کا بڑے مدلل انداز میں رد کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ:

امام بخاری رحمہ اللہ کے کاتب محمد بن ابی حاتم رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے کہا:

"كَتَبْتُ عَنْ أَلْفٍ وَثَمَانِيْنَ نَفْسًا لَيْسَ فِيهِمْ إِلا صَاحِبُ حَدِيْثٍ"

''میں نے ایک ہزار اسی افراد سے حدیث لکھی جو سب أصحاب الحدیث تھے۔''

اس سے پتہ چلا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک ہزار اسی افراد سے حدیث أخذ کی ہے مزید امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے اساتذہ کے حوالہ سے یوں بیان کیا ہے:

"وَلَمْ أَكْتُبْ إلا عَمَّنْ قَالَ : الإِيْمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ"

''میں نے صرف اس شخص سے روایت لکھی ہے جس نے کہا: ایمان قول اور عمل کا نام ہے۔''

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے صرف ان لوگوں سے حدیث اخذ کی جو عقیدۂ سلف کے متحمل تھے اور اہل بدعت سے روایات اخذ نہیں کیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے شیوخ و اساتذہ کے بارے پانچ طبقے بیان کیے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا طبقہ:

پہلے طبقہ میں امام بخاری رحمہ اللہ کے وہ اساتذہ ہیں جو تابعین سے روایت اخذ کرنے والے ہیں یعنی تبع تابعین اور اس طبقہ کے افراد امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بعض شیوخ کے ہم طبقہ ہیں اور وہ یہ ہیں:

1: امام بخاری رحمہ اللہ...... محمد بن عبداللہ الانصاری...... حمید...... انس بن مالک رضی اللہ عنہ

2: امام بخاری رحمہ اللہ...... مکی بن ابراہیم...... یزید بن ابی عبید...... سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ

3: امام بخاری...... ابو عاصم النبیل...... یزید بن ابی عبید...... سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ

4: امام بخاری...... علی بن عیاش...... حریز بن عثمان...... عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ

5: امام بخاری...... عصام بن خالد...... حریز بن عثمان...... عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ

6: امام بخاری...... عبیداللہ بن موسیٰ...... اسماعیل بن ابی خالد...... عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ

7: امام بخاری رحمہ اللہ...... ابو نعیم...... الاعمش...... انس بن مالک رضی اللہ عنہ (مرسلا)

8: امام بخاری رحمہ اللہ...... خلاد بن یحییٰ...... عیسیٰ بن طہمان...... انس رضی اللہ عنہ۔

دوسرا طبقہ:

دوسرے طبقے میں امام بخاری رحمہ اللہ کے وہ اساتذہ ہیں جو تابعین کے ہم عصر تو ہیں لیکن

انہوں نے ثقات تابعین سے سماع نہیں کیا مثلاً:

(1) آدم بن ابی ایاس ۔ (2) ابو مسہر عبدالاعلیٰ بن مسہر ۔ (3) سعید بن ابی مریم ۔ (4) ایوب بن سلیمان بن بلال وغیرہم رحمہم اللہ۔

تیسرا طبقہ:

یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے وہ اساتذہ ہیں جو درمیانے طبقہ کے ہیں یعنی انہوں نے تابعین سے ملاقات نہیں کی بلکہ کبار تبع الاتباع سے روایات اخذ کی ہیں، مثلاً:

(1) سلیمان بن حرب (2) قتیبہ بن سعید (3) نعیم بن حماد (4) علی بن المدینی (5) یحییٰ بن معین (6) احمد بن حنبل (7) اسحاق بن راہویہ (8) ابوبکر بن ابی شیبہ (9) عثمان بن ابی شیبہ وغیرہم رحمہم اللہ۔ ان لوگوں سے روایات اخذ کرنے میں امام مسلم رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ دونوں اکٹھے ہیں۔

چوتھا طبقہ:

چوتھے طبقہ میں امام بخاری رحمہ اللہ کے وہ اساتذہ ہیں جو حدیث کے حصول میں امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھی ہیں یا پھر حدیث کے سماع میں امام بخاری رحمہ اللہ سے تھوڑا مقدم ہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے وہ روایات بیان کی ہیں جو کبار مشائخ سے نہ مل سکیں یا وہ روایات کسی اور کے پاس نہ تھیں اور وہ مشائخ مندرجہ ذیل ہیں: (1) محمد بن یحییٰ الذہلی ۔ (2) ابو حاتم الرازی ۔ (3) محمد بن عبدالرحیم صاعقہ ۔ (4) عبد بن حمید ۔ (5) احمد بن النضر وغیرہم رحمہم اللہ

پانچواں طبقہ:

پانچویں طبقہ میں وہ افراد شامل ہیں جو روایت کے اخذ و سماع میں آپ کے شاگردوں میں سے ہیں لیکن آپ نے ان سے روایات بطور فائدہ کے سماع کی ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) عبداللہ بن حماد الآملی ۔ (2) عبداللہ بن ابی العاص الخوارزمی ۔ (3) حسین بن محمد القبانی وغیرہم رحمہم اللہ۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے تلامذہ:

امام بخاری رحمہ اللہ کے شاگردوں کا احاطۂ شمار کرنا ایک مشکل اور ناممکن کام ہے حتیٰ کہ امام فربری رحمہ اللہ تو فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ سے صحیح بخاری کا نوے ہزار افراد نے سماع کیا ہے جبکہ صالح جزرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ بغداد میں تھے اور میں ان کے لیے املاء کرتا تھا تو ان کی مجلسِ حدیث میں بیس ہزار سے زائد افراد جمع ہو جاتے تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا علمی امتیاز لڑکپن عمر میں ہی نمایاں ہو چکا تھا چنانچہ آپ جس شہر میں سماع حدیث کے لیے جاتے وہاں کے شیوخ سے جتنا استفادہ کرتے اس سے کہیں زیادہ اس شہر کے اہل علم آپ سے مستفید ہوتے حتیٰ کہ امام بخاری رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

”وَمَا قَدِمْتُ عَلَى شَيْخٍ إِلَّا كَانَ اِنْتِفَاعُهُ بِي أَكْثَرَ مِنْ اِنْتِفَاعِي بِهِ“

”میں جس شیخ کے پاس بھی (طلب حدیث کے لیے) آیا تو ان کا مجھ سے فائدہ حاصل کرنا زیادہ تھا بانسبت میرا ان سے فائدہ اُٹھانے کے۔“

لہٰذا ان آثار سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ سے مستفید ہونے والے افراد اتنی کثیر تعداد میں ہیں کہ ان کو شمار کرنا ممکن نہیں، البتہ ہم چند مشہور شاگردوں کو یہاں بیان کرتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1: امام عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی رحمہ اللہ

2: امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ

3: ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ

4: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ

5: امام عبداللہ بن محمد المعروف بابن أبی الدنیا البغدادی رحمہ اللہ

6: امام ابراهیم بن اسحاق الحربی البغدادی رحمہ اللہ

7: امام ابو بکر بن ابی عاصم الشیبانی رحمہ اللہ

8: امام صالح بن محمد جزره رحمہ اللہ

9: امام محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ

10: امام احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

11: امام ابو بشر محمد بن احمد الدولابی رحمہ اللہ

12: امام محمد بن اسحاق بن خزیمه رحمہ اللہ

13: امام محمد بن یوسف الفربری رحمہ اللہ

وفات:

امام بخاری رحمہ اللہ نے خراسان کی بستی نیساپور میں اقامت اختیار کی اور مستقل طور پر حدیث پڑھانا شروع کر دی یہ سن 250 ہجری کی بات ہے امام بخاری رحمہ اللہ کے نیساپور آنے پر ان کا بڑا والہانہ استقبال کیا گیا حتی کہ نیساپور کے سب سے بڑے محدث امام محمد بن یحییٰ الذہلی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اِذْهَبُوا اِلٰی هٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ العَالِمِ فَاسْمَعُوا مِنْهُ"

اس نیک شخص عالم کے پاس جاؤ اور اس سے (احادیث) سنو۔

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کے پاس حدیث کے سماع کا حلقہ وسیع ہونا شروع ہو گیا اور دوسری طرف محدث نیساپور امام محمد بن یحییٰ الذہلی رحمہ اللہ کے حلقۂ درس میں روز بروز کمی واقع ہونا شروع ہو گئی۔

یہ بات امام محمد بن یحییٰ الذہلی رحمہ اللہ پر بڑی گراں گزری امام بخاری رحمہ اللہ کو نیساپور میں آئے ابھی مہینہ نہیں ہوا تھا کہ امام ذہلی رحمہ اللہ نے اعلان کر دیا: "أَلَا مَنْ يَخْتَلِفُ إِلٰى مَجْلِسِهِ لَا يَخْتَلِفُ إِلَيْنَا" "خبردار! جو بھی اس (امام بخاری رحمہ اللہ) کی مجلس حدیث میں

جاتا ہے وہ ہمارے پاس نہ آئے۔" اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ ہمیں بغداد سے خط موصول ہوا ہے کہ اس نے قرآن کے پڑھنے بارے بات کی ہے ہم نے اسے منع کیا تھا لیکن یہ باز نہ آیا لہٰذا تم اس سے دور رہو اور اس کے قریب مت جاؤ۔

امام بخاری رحمہ اللہ پر بغداد سے خراسان آنے سے پہلے ہی یہ تہمت لگائی گئی تھی کہ امام بخاری رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن کا پڑھنا مخلوق ہے جبکہ یہ بات حقیقت کے خلاف ہے جیسا کہ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جسے ابوعمرو احمد بن نصر نیساپوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم محمد بن اسحاق القیسی رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ بھی موجود تھے تو دوران گفتگو امام بخاری رحمہ اللہ اور ان پر لگائی گئی تہمت کا تذکرہ ہوا تو (امام بخاری کے شاگرد) محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ کہنے لگے میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو خود یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "مَنْ زَعَمَ أَنِّي قُلْتُ: لَفْظِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ فَهُوَ كَذَّابٌ فَإِنِّي لَمْ أَقُلْهُ"

"جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے قرآن کے لفظ کو مخلوق کہا ہے" تو وہ جھوٹا ہے میں نے قطعاً ایسا کچھ نہیں کہا۔"

ابوعمرو نیساپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لوگ تو امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے بڑا کچھ کہتے ہیں تو امام مروزی رحمہ اللہ فرمانے لگے حقیقت وہی ہے جو میں نے کہا اور میں نے خود ان سے سنا ہے۔ ابوعمرو نیساپوری کہتے ہیں کہ کچھ دنوں بعد میں امام بخاری رحمہ اللہ کے پاس گیا اور کچھ احادیث کے متعلق ان سے بحث و مباحثہ کیا تو مجھے بڑی تشفی ہوئی پھر میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے خود پوچھا: اے ابوعبداللہ یہاں کچھ لوگ آپ کے بارے یہ بات (لفظی بالقرآن مخلوق) کہتے ہیں تو امام بخاری رحمہ اللہ فرمانے لگے:

"يَا أَبَا عَمْرٍو! إِحْفَظْ مَا أَقُوْلُ لَكَ! مَنْ زَعَمَ مِنْ أَهْلِ نَيْسَابُوْرَ وَقُوْمَسَ وَالرَّيِّ وَهَمْدَانَ وَحُلْوَانَ وَبَغْدَادَ وَالْكُوْفَةِ وَالْمَدِيْنَةِ وَمَكَّةَ وَالْبَصْرَةِ، أَنِّي قُلْتُ: لَفْظِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوْقٌ فَهُوَ كَذَّابٌ

فَإِنِّي لَمْ أَقُلْ هٰذِهِ الْمَقَالَةَ إِلَّا أَنِّي قُلْتُ : اَفْعَالُ الْعِبَادِ مَخْلُوْقَةٌ۔"

"اے ابوعمرو! جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں دھیان سے یاد کرلو نیساپور، قومس، رَی، ہمدان، حلوان، بغداد، کوفہ، مدینہ، مکہ یا بصرہ کا کوئی بھی شخص میرے بارے میں یہ دعویٰ کرے کہ میں نے کہا ہے کہ لفظی بالقرآن مخلوق تو وہ جھوٹا ہے میں نے یہ بات نہیں کہی البتہ میں یہ کہتا ہوں کہ لوگوں کے افعال مخلوق ہیں۔"

فائدہ:...... قرآن کریم کے بارے میں محدثین اہل سنت والجماعت سلف صالحین کا یہ موقف ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کا موقف اسی موقف کی مزید وضاحت ہے اور وہ یہ کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے البتہ انسان کا قرآن پڑھنے کا فعل مخلوق ہے اور اسی مسئلہ کی وضاحت پر امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب لکھی جس کا نام "خَلْقُ أَفْعَالِ الْعِبَادِ" ہے۔

اس وقت کے حاسدین نے عوام الناس کو آپ کے بارے اکسایا اور لوگوں کے درمیان آپ کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلائے جس وجہ سے آپ کو نیساپور چھوڑنا پڑا اور آپ وہاں سے بخارا روانہ ہو گئے اور اہل بخارا کو اپنے علم سے سیراب کرنا شروع کر دیا لیکن حاسدین اور فتنہ پرداز لوگوں نے وہاں بھی آپ کا پیچھا نہ چھوڑا حتیٰ کہ امیر بخارا خالد بن احمد الذہلی اور امام بخاری رحمہ اللہ کے درمیان اختلاف اور نفرت پیدا ہوگئی اس نفرت کے اہل علم نے مختلف اسباب بیان کیے ہیں۔

- بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ امام محمد بن یحییٰ الذھلی رحمہ اللہ نے امیر بخارا کو خط لکھا اور انہیں امام بخاری رحمہ اللہ کے خلاف اُکسایا گیا۔
- بعض روایات میں ہے کہ امیر بخارا خالد بن احمد الذہلی نے امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کتاب صحیح بخاری اور تاریخ کبیر اور دیگر کتب لے کر میرے پاس آئیں تاکہ میں ان کا آپ سے سماع کرسکوں تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"میں علم کو رسوا نہیں کر سکتا اور نہ لوگوں کے دروازوں پر اسے لے کر آؤں گا اگر تمہیں (علم کی) ضرورت ہے تو میری مسجد یا میرے گھر پر آجاؤ اور اگر یہ بات آپ کو اچھی نہیں لگتی تو آپ امیر شہر ہیں مجھے مجلس حدیث سے روک دیں تا کہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں میرے پاس عذر ہو کیوں کہ میں علم کو چھپا نہیں سکتا۔"

پس اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کے درمیان اور امیر شہر کے درمیان نفرت اور اختلاف پیدا ہو گیا۔

❁ بعض اہل علم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ امیر بخارا نے آپ سے درخواست کی کہ آپ میرے گھر آ کر میرے بچوں کو تعلیم دیا کریں تو امام بخاری رحمہ اللہ نے امیر شہر کی اس درخواست کو مسترد کر دیا پھر امیر شہر نے پیغام بھیجا کہ میرے بچوں کو لوگوں سے ہٹ کر علیحدہ مجلس میں تعلیم دیں جہاں کوئی اور حاضر نہ ہو تو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا بھی انکار کر دیا۔ ❶

اس واقعہ کے بعد امیر بخارا نے بعض متعصب مقلدین مثال کے طور پر حریث بن ابی الورقاء اور اس جیسے دوسرے شر پسند لوگوں کو مامور کیا کہ امام بخاری کے بارے لوگوں میں نفرت پھیلائی جائے اور امام بخاری رحمہ اللہ کے مذہب بارے لوگوں کو خلاف کیا جائے حتیٰ کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو شہر سے نکال دیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ جب بخارا سے نکالے گئے تو آپ سمرقند سے چند میل کے فاصلے پر موجود بستی "خَرْتَنْک" چلے گئے جہاں آپ کے کچھ رشتہ دار رہتے تھے اور وہیں وفات پائی۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ، عبدالقدوس بن عبدالجبار سمرقندی سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: کہ امام بخاری رحمہ اللہ ایک رات تہجد کی نماز سے فارغ ہوئے تو ان الفاظ سے دعا کرتے ہوئے میں نے ان کو سنا:

---

❶ تاریخ بغداد : 33/2 .

"اللّٰهُمَّ إِنَّهُ قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ"

"اے اللہ! زمین باوجود اپنی کشادگی کے مجھ پر تنگ ہوگئی ہے پس مجھے اپنے پاس بلا لے۔"

اس دعا مانگنے کو ایک مہینہ نہیں گزرا تھا کہ آپ دنیا سے رحلت فرما گئے۔ ❶

امام ابن عدی حسن بن حسین بخاری سے بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ عید الفطر کی رات، ہفتے کی رات عشاء کے وقت کے قریب 256 ہجری میں فوت ہوئے اور عید الفطر والے دن ظہر کی نماز کے بعد آپ کو خرتنک بستی میں دفن کیا گیا۔

آپ نے 13 دن کم باسٹھ برس (62 سال) زندگی گزاری۔

اللہ آپ پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے اور جنت میں علیین مقام سے نوازے۔ آمین

امام بخاری رحمہ اللہ کی مؤلفات:

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے لیے توشۂ آخرت کے طور پر جیسے بے شمار شاگردوں کو اپنے علم سے فیض یاب کیا اسی طرح انہوں نے صدقہ جاریہ کے طور پر بہت سی علمی مؤلفات چھوڑیں جس سے اہل علم فیض یاب ہوتے رہیں گے امام بخاری رحمہ اللہ کی مشہور مؤلفات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) صحیح البخاری:

امام بخاری رحمہ اللہ کی مؤلفات میں سے سب سے شہرۂ آفاق کتاب صحیح بخاری ہے اس کتاب کا اصل نام: "الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه" ہے، اس کتاب کو "أصح الكتب بعد كتاب الله" کا مرتبہ اور لقب حاصل ہے۔

(2) التاریخ الکبیر:

امام بخاری رحمہ اللہ کی مشہور تصانیف میں سے ایک "التاریخ الکبیر" ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ

❶ سير أعلام النبلاء: 466/12.

نے اٹھارہ برس کی عمر میں مسجد نبوی میں چاند کی روشنی میں بیٹھ کر لکھی اور یہ وہی کتاب ہے جسے ان کے استاد امام اسحاق راھویہ نے الامیر عبداللہ بن طاہر کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے فرمایا: "آلا أُرِيكَ سِحْرًا؟" کیا میں آپ کو ایک جادو نہ دکھاؤں اور یہ کتاب پیش کی۔

(3) التاريخ الأوسط:

امام بخاری رحمہ اللہ کی ایک تصنیف "تاریخ أوسط" ہے جس میں انہوں نے مشہور صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کو ذکر کیا ہے ان کی تاریخ وفات اور ان کے بارے علمی معلومات فراہم کی ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کتاب سالوں کے اعتبار سے مرتب کی ہے یہ کتاب اہل علم کے ہاں اس نام سے بھی ذکر کی جاتی ہے۔

"كتاب المختصر من تاريخ هجرة الرسول ﷺ والمهاجرين والأنصار وطبقات التابعين بإحسان ومَن بعدهم ووفاتهم وبعض نسبهم وكناهم ومَن يُرغب عن حديثه"

(4) التاريخ الصغير:

امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ کتاب تاریخی اعتبار سے تراجم صحابہ رضی اللہ عنہم پر مرتب ہے۔

(5) الأدب المفرد:

امام بخاری رحمہ اللہ کی مشہور تصانیف میں سے ایک کتاب "الادب المفرد" ہے جس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اُخلاق و آداب کے متعلقہ بہت سی احادیث جمع کی ہیں۔

(6) خلق أفعال العباد:

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کتاب اپنی آخری عمر میں سن 252ھ کے بعد لکھی جب خلق قرآن کا فتنہ واقع ہوا، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب میں جہمیہ کا رد کیا اور قرآن کریم کے بارے جو اہل سنت کا موقف ہے اسے نمایاں کیا اسی لیے امام ابن ناصر الدین الدمشقی نے اس کتاب کا نام "الردّ على الجهمية" ذکر کیا ہے جبکہ امام لالکائی رحمہ اللہ نے اس کتاب کا

نام"الرد علی القدریۃ" ذکر کیا ہے۔

(7)جزء رفع الیدین فی الصلاۃ:

امام بخاری رحمہ اللہ کی اس کتاب کے مقدمہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کتاب اپنی آخری عمر میں جب نیسا پور سے بخاریٰ منتقل ہوئے تو اس دوران اس کتاب کو ان متعصب مقلدین کے رد میں تصنیف کیا جنہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہونے میں بھی مخالفت کی۔امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب میں بڑی تفصیل سے ان روایات کو بیان کیا جو نماز میں رفع الیدین کے مسنون ہونے کو ثابت کرتی ہیں اور وہ روایات جو عدمِ رفع الیدین پر دلالت کرتی ہیں ان کے ضعف اور کمزور ہونے کی وجہ بیان کی ہے۔

(8)جزء القراءۃ خلف الامام:

بظاہر جو بات محسوس ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کتاب جزء القراءۃ خلف الامام اپنی سابقہ مذکور کتاب جزء رفع الیدین کے ساتھ ایک ہی زمانے میں لکھی ہے کیونکہ ان دونوں کتابوں کو امام بخاری رحمہ اللہ سے روایت کرنے والے ان کے شاگرد محمود بن اسحاق الخزاعی ہیں اور یہ وہ آخری محدث ہیں جنہوں نے بخارئی میں امام بخاری سے روایات بیان کی ہیں۔

(9) الضعفاء الصغیر:

امام بخاری رحمہ اللہ سے یہ کتاب ان کے شاگرد آدم بن موسیٰ نے روایت کی ہے اور یہ ضعیف رواۃ پر مشتمل ہے۔

(10) الکُنٰی:

یہ کتاب ان رواۃ پر مشتمل ہے جو کنیتوں سے مشہور ہوئے بعض اہل علم نے اس کتاب کا نام"الکنٰی المجرّدۃ" بھی ذکر کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ کتاب ان کی کتاب

التاریخ الکبیر کے آخر میں اکٹھی مطبوع ہے جبکہ یہ کتاب امام بخاری رحمہ اللہ کی ایک مستقل کتاب ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ سے اس کتاب کو روایت کرنے والا اور التاریخ الکبیر کا راوی دو مختلف افراد ہیں۔

(11) أسامي الصحابة:

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب التاریخ الکبیر میں اس کتاب کا نام "کتاب أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم" ذکر کیا ہے۔ امام ابن مندہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ میں اس کتاب سے نقل کیا ہے، اسی طرح امام ابوالقاسم البغوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب معجم الصحابہ میں اس کتاب سے نقل کیا ہے۔

(12) الأشربة:

......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کتاب کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "المؤتلف و المختلف" میں کَیَسَة راوی کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ کچھ اور بھی کتب ہیں جن کی نسبت امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف کی گئی ہے اور وہ یہ ہیں:

(1) التفسير الكبير (2) الجامع الكبير (3) الضعفاء الكبير (4) المسند الكبير (5) برّ الوالدين (6) العلل (7) الفوائد (8) المبسوط (9) المشيخة (10) الهبة (11) الوِحدان (12) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة.

لیکن یہ سب کتب غیر مطبوع ہیں۔

ازدواج واولاد:

کسی مؤرخ یا محدث نے امام بخاری رحمہ اللہ کی کسی بیوی یا اولاد کا ذکر نہیں کیا، اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ انہوں نے نکاح نہیں کیا، نکاح سنتِ مؤکدہ ہے فرض نہیں جیسا کہ

جمہور اہل علم کا مسلک ہے اور سنت مؤکدہ کو کسی عذر کی بناء پر چھوڑا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ سفر و مرض کی وجہ سے فرضی نماز کے آگے پیچھے کی سنن مؤکدہ کو چھوڑنا جائز ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ امام صاحب کو کوئی جسمانی یا معاشی یا معاشرتی عذر لاحق ہو، مثلاً وہ شادی والی عمر میں طلب حدیث، کتابت حدیث اور تصنیف حدیث میں اس قدر مشغول رہے کہ کسی ایک جگہ ٹک کر نہ رہ سکے، جبکہ شادی کے لیے ایک جگہ ٹک کر رہنا ضروری ہے ورنہ بیوی کو پریشانی رہتی، اسی طرح حقوق العباد میں بھی خرابی لازم آتی اور جب وہ اس کام سے فارغ ہوئے تو بڑھاپے کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔

بعض اہل علم نے ان کی کنیت ابوعبداللہ سے استدلال کیا ہے کہ ان کا بیٹا عبداللہ ہوگا، مگر یہ کمزور استدلال ہے کیونکہ کنیت تو بچوں کی بھی رکھ دی جاتی ہے جیسے حدیث "یا ابا عمیر! ما فعل النغیر" البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کا ذہن شادی کا تھا کہ بچہ پیدا ہوگا تو میں اس کا نام عبداللہ رکھوں گا مگر یہ موقع ہی نہ آسکا۔ واللہ اعلم

فصل: 2

صحیح البخاری

عوام الناس میں یہ کتاب صحیح بخاری کے نام سے مشہور ہے جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے اس کا نام "الجامع الصحیح" ذکر کیا ہے۔

اہل علم نے اس کتاب کے مختلف نام ذکر کیے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

- حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے اس کتاب کا نام یوں ذکر کیا ہے:

"الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه ."❶

- حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے اس کتاب کا نام یوں ذکر کیا ہے:

"الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه و أيامه"❷

الجامع :......اس کتاب کو جامع اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ جوامع کتب کی طرز پر تصنیف کی گئی ہے اور محدثین کے ہاں جامع اس کتاب کو کہتے ہیں جو اپنے اندر دین کے تمام مسائل کو جمع کرنے والی ہو، مثال کے طور پر عقائد، احکام، رقاق، کھانے پینے کے آداب، سفر وحضر کے احکام، تفسیر، تاریخ وسیر، فتن، مناقب ومثالب وغیرہ۔

الصحیح: ......اس کتاب کو "الصحیح" اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں صاحب کتاب نے صرف صحیح روایات کو جمع کرنے کا التزام کیا ہے۔

المسند :......اس کتاب کو "المسند" اس لیے کہا گیا کہ اس میں صاحب کتاب

---

❶ علوم الحديث لابن الصلاح رحمه الله ، ص: 24-25.

❷ هدي الساري ، ص: 8.

نے نبی اکرم ﷺ کی مسند احادیث بیان کی ہیں اور جو اقوال صحابہ، تابعین سے مروی ہیں یعنی معلقات روایات تو وہ بطور اصل نہیں بلکہ بطور متابعت کے مذکور ہیں۔

المختصر : ...... اس کو مختصر اس لیے کہا گیا کیونکہ صاحب کتاب نے 6 لاکھ احادیث کے مجموعہ میں سے اختصار کر کے یہ کتاب تالیف کی۔

سبب تالیف:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری کے مقدمہ میں ھدی الساری میں صحیح بخاری لکھنے کے تین بنیادی اسباب بیان کیے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

1:...... جب امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے دور سے پہلے حدیث پر لکھی جانے والی تصانیف کو دیکھا تو وہ صحیح وحسن روایات اور بہت سی ضعیف روایات پر مشتمل تھیں، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ارادہ کیا کہ ایک ایسی کتاب بھی ہونی چاہیے جس میں ایسی مضبوط صحیح روایات ہوں کہ جن کے بارے میں کوئی تردّد نہ کر سکے۔

2:...... امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد محترم امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے درس حدیث کے دوران اپنے تلامذہ کے سامنے ایک خواہش کا اظہار کیا کہ ''کاش کہ تم میں سے کوئی شخص ایسی کتاب تالیف کرے جو رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث پر مشتمل ہو۔'' تو امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میرے دل میں اس بات کا عزم پیدا ہوا اور میں نے صحیح بخاری رحمہ اللہ کو لکھنا شروع کیا۔

3:...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم تک صحیح سند سے یہ بات پہنچی کہ محمد بن سلیمان بن فارس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ کو سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوں اور آپ سے پنکھے کے ذریعے مکھیاں اُڑا رہا ہوں۔'' میں نے بعض تعبیر کرنے والوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ تم اللہ کے رسول ﷺ سے جھوٹ کو ہٹاؤ گے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس وجہ

سے میں نے صحیح بخاری کو لکھنا شروع کیا۔ ❶

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کو تالیف کرنے میں بڑا پاکیزہ اور اعلیٰ اہتمام کیا چنانچہ امام فربری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مَاوضعتُ فی کتابی "الصحیح" حدیثا إلاّ اغتسلْتُ قَبْلَ ذَالِكَ وصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْن." ❷

"میں نے اپنی کتاب "الصحیح" میں جو بھی حدیث درج کی اس سے پہلے غسل کیا اور دو رکعات ادا کیں۔"

جبکہ عمر بن محمد بجیری رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے کہا:

"مَا أَدْخَلْتُ فِيهِ -يعنی الجامع الصحيح- حديثًا إلاّ بَعْدَ مَا استخرتُ اللّٰهَ تعالی وصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وتَيَقَّنْتُ صِحَّتَهُ" ❸

"میں نے اس جامع صحیح میں جو بھی حدیث شامل کی وہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنے، دو رکعات ادا کرنے اور اس حدیث کی صحت کا یقین حاصل کرنے کے بعد کی۔"

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ کا ہدف:

امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب جامع صحیح کا اگر غور سے جائزہ لیا جائے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی اس شاہکار کتاب میں دو چیزوں کا اہتمام کیا ہے نمبر ایک صحت کے اعتبار سے اعلیٰ درجے کی مرفوع روایات کو نقل کرنا اور دوسرا روایتِ حدیث کے ساتھ ساتھ فقہی مسائل اور فقہی استنباطات یعنی درایت حدیث بیان کرنا ہے۔

گویا امام بخاری رحمہ اللہ کی جامع صحیح حدیث اور فقہ دونوں کا مجموعہ ہے۔

❶ هدي الساري ، ص: 6-7.

❷ تاريخ بغداد : 9/2.

❸ تغليق التعليق : 421/5.

صحیح بخاری کا مقام تالیف:

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کو کس جگہ تالیف کیا اس بارے مختلف روایات ہیں۔

1:.....امام بخاری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

"صَنَّفْتُ كِتَابِي فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا أَدْخَلْتُ فِيهِ حَدِيثًا حَتى اسْتَخَرْتُ اللّٰهَ تعالى وصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَتَيَقَّنْتُ صِحَّتَه." [1]

میں نے اپنی کتاب (جامع صحیح) مسجد حرام میں تصنیف کی اور جو بھی حدیث میں نے اس میں درج کی وہ دو رکعات ادا کرنے، اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنے اور اس حدیث کی صحت کا یقین حاصل ہونے کے بعد کی۔

2:.....بعض اہل علم نے صحیح بخاری کی تصنیف کے اور بھی مقامات نقل کیے ہیں جیسا کہ:

- امام ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی رحمہ اللہ کے نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کتاب بخارا میں تصنیف کی۔
- بعض اہل علم کے نزدیک یہ کتاب بصرہ میں تالیف کی گئی۔
- بعض اہل علم کے نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کے تراجم نبی اکرم ﷺ کے منبر اور قبر کے درمیان لکھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان تمام اقوال کو نقل کرنے کے بعد جمع کی یہ صورت بیان کی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب کی تصنیف کی ابتداء مسجد حرام میں کی اور اس کے ابواب وہیں جمع کیے لیکن ان ابواب کے تحت احادیث مختلف شہروں اور علاقوں میں دوران سفر جمع کرتے رہے اور اس بات کی دلیل امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ کہنا ہے کہ میں نے یہ کتاب سولہ سال کے عرصہ میں تالیف کی اور یہ بات مسلمہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ مکہ میں سولہ سال نہیں ٹھہرے۔ [2]

---

[1] هدي الساري، ص: 489.
[2] هدي الساري، ص: 489.

اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے تمام سفروں میں اسے تصنیف کیا اور بالآخر اس کتاب کی کاٹ چھانٹ اور حتمی مراجعہ حرمین شریفین میں کیا ہو۔ واللہ اعلم

صحیح بخاری کے رواۃ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور دیگر اہل علم نے یہ بات ذکر کی ہے کہ صحیح بخاری ہم تک چار طرق سے پہنچی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

1:...... ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر الفِرَبری رحمہ اللہ (ت 320ھ) کی سند سے امام فربری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کا سماع امام بخاری رحمہ اللہ سے دو مرتبہ کیا، ایک مرتبہ فِرَبر علاقے میں 248ھ کو اور دوسری مرتبہ بخارا میں 252ھ کو۔

صحیح بخاری کی اسانید میں امام محمد بن یوسف فربری کی یہ روایت سب سے زیادہ مشہور ہے اور اس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:

(i) صحیح بخاری ہم تک پہنچنے میں سب سے مضبوط سند اور طریق امام فربری رحمہ اللہ کی سند ہے۔

(ii) امام بخاری رحمہ اللہ سے سماع کرنے والے تلامذہ میں یہ آخری راوی ہیں۔

(iii) تمام علاقوں اور شہروں میں جو روایت بطور سماع پھیلی ہے وہ امام فربری رحمہ اللہ کی روایت ہے۔

(iv) امام فربری رحمہ اللہ سے بیان کرنے والوں کی ایک کثیر تعداد ہے۔

2:...... امام ابراہیم بن معقل بن الحجاج النَّسَفِی رحمہ اللہ (ت 294ھ) کی سند سے، یہ حفاظ محدثین میں سے ہیں اور ان کی بہت سی تصانیف ہیں البتہ صحیح بخاری کا کچھ حصہ ان سے رہ گیا تھا جسے انہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے بطور اجازۃ کے روایت کیا ہے۔

3:...... امام حماد بن شاکر النَّسَوِی رحمہ اللہ کی سند سے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ نوے کی دہائی میں فوت ہوئے

(یعنی 290 کے بعد) البتہ ان سے بھی جامع صحیح کا کچھ حصہ رہ گیا تھا۔

(4) امام ابوطلحہ منصور بن محمد بن علی بن قرینہ البَـزْدَوِی رحمہ اللہ (ت 329ھ) کی سند ہے۔ اور یہ آخری راوی ہیں جو امام بخاری رحمہ اللہ سے صحیح بخاری بطور حدثنا کے بیان کرنے والے ہیں۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو امام بخاری رحمہ اللہ سے صحیح بخاری پڑھنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جیسا کہ امام فربری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ سے صحیح بخاری پڑھنے والے نوے ہزار افراد ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ [1]

صحیح بخاری میں احادیث کتب اور ابواب کی تعداد:

صحیح بخاری میں موجود احادیث کی تعداد کے حوالے سے مختلف علماء نے ان کو شمار کیا ہے جیسا کہ امام ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ وغیرہ اور ان سے امام نووی رحمہ اللہ، امام ابن الملقن رحمہ اللہ نے بھی نقل کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بارے بڑی تفصیل سے بحث کی ہے اور اس کی وضاحت کچھ یوں ہے:

1: تکرار کے ساتھ مرفوع وموصول روایات کی تعداد: 7397

2: تکرار کے ساتھ مرفوع معلق روایات کی تعداد: 1341

3: بطور متابعات روایات کی تعداد: 344

4: تکرار کے ساتھ مرفوع موصول، معلق اور متابعات روایات کی تعداد: 9082

5: بغیر تکرار کے مرفوع موصول روایات کی تعداد: 2602

6: بغیر تکرار کے معلق روایات کی تعداد: 159

نوٹ:...... جن کی سند صحیح بخاری میں کہیں ذکر نہیں۔

7: بغیر تکرار کے مرفوع روایات موصول ہوں یا معلق کل تعداد: 2761

---

[1] تاریخ بغداد: 9/2۔

یہ اعداد و شمار صرف مرفوع روایات کے اعتبار سے ہے، البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موقوفات اور تابعین وتبع تابعین اور بعد والوں کی مقطوع روایات اس میں شامل نہیں ہیں۔

❁ صحیح بخاری میں کتب کی تعداد: 97 اور ابواب کی تعداد: 3889 ہے۔

نوٹ: ......شیخ فؤاد عبدالباقی کے اعداد و شمار کے مطابق صحیح بخاری میں روایات کی تعداد: 7563 ہے۔ اور اس اختلاف کی وجہ یا تو صحیح بخاری کے نسخوں کے فرق کی وجہ سے ہے یا پھر اعداد و شمار کے طریقہ کا مختلف ہونا ہے کہ ایک نے دو یا تین ایک جیسی احادیث کو ایک شمار کیا ہو اور دوسرے نے ان کو علیحدہ حدیثیں شمار کیا ہو۔ واللہ اعلم

البتہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان ساڑھے سات ہزار احادیث کو ذخیرہ حدیث کے ایک بہت بڑے مجموعے سے منتخب کیا جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"صَنَّفْتُ كِتَابِي الصَّحِيحَ لِسِتَّ عشرة سنةً خَرَّجْتُهُ مِن سِتِّمِائَةِ أَلْفِ حَدِيْثٍ وَجَعَلْتُهُ حُجَّةً فِيْمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللهِ تَعَالَى" ❶

"میں نے اپنی کتاب الصحیح سولہ سال میں تصنیف کی، چھ لاکھ احادیث کے مجموعہ سے میں نے ان احادیث کو منتخب کیا اور اس (کتاب) کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجت اور دلیل بنایا۔"

اور ایک جگہ امام بخاری رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں:

"لَمْ أخرج في الكتاب إلَّا صَحِيْحًا ، وَمَاتَرَكْتُ مِنَ الصَّحِيْحِ أَكْثَرُ."

"میں نے اپنی کتاب میں صرف صحیح حدیث بیان کی ہے اور جو صحیح احادیث میں نے چھوڑ دی ہیں وہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔"

---

❶ تهذيب الكمال : 449/24.

صحیح بخاری کا مقام:

قرآن کریم کے بعد صحت کے اعتبار سے اگر کوئی کتاب ہے تو وہ جامع صحیح بخاری ہے اور اس بات پر اُمت کے اکابر علماء متفق ہیں خصوصا اہل سنت والجماعت خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ یہاں ہم ان میں سے چند کے اُقوال بیان کرتے ہیں:

- امام نسائی فرماتے ہیں: "أَجوَدُ هذه الكُتُبِ كِتَابُ البُخَارِيِ" ان کتب احادیث میں سب سے عمدہ امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔ ❶
- حافظ عبدالغنی مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

  ''امام ابوعبداللہ الجعفی جو صحیح کے مصنف ہیں اور اس معاملے میں امام اور مقتدی بہ سمجھے جاتے ہیں اور تمام اہل اسلام کے نزدیک ان کی کتاب قابل اعتماد ہے۔'' ❷
- امام ابوعمرو بن الصلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

  ''بخاری و مسلم رحمہما اللہ دونوں کی کتابیں، کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح ہیں پھر امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب ان دونوں میں سے زیادہ صحیح اور زیادہ فائدہ مند ہے۔'' ❸
- امام ابو یحیٰی شرف الدین نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

  تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتابیں بخاری و مسلم کی صحیحین ہیں اور پوری اُمت نے انہیں قبول کیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب ان دونوں میں سے زیادہ صحیح اور زیادہ فائدہ مند ہے۔ ❹
- امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ تهذيب الاسماء و الصفات: 74/1. ❷ تهذيب الكمال: 431/24.

❸ علوم الحديث لابن الصلاح، ص: 18.

❹ مقدمه نووى شرح صحيح مسلم، ص: 14.

"امام بخاری کی جامع صحیح کتبِ اسلام میں سب سے جلیل القدر اور کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ افضل ہے۔" ❶

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امام بخاری رحمہ اللہ کی جامع صحیح کی مقبولیت اور صحت پر تمام اہل اسلام متفق ہو چکے ہیں۔ ❷

مزید فرماتے ہیں: صحیح بخاری کے پڑھنے سے قحط سالی دور ہو جاتی ہے اور قحط کے زمانے میں اس کی تکمیل کی برکت سے بارش کا نزول ہوتا ہے۔ ❸

❁ امام ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امام محمد بن اسماعیل بخاری کی کتاب قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح، سب سے زیادہ جلیل القدر عظیم المرتبت اور فرقان کے بعد سب سے زیادہ عمومی نفع والی ہے۔

❁ ابوزید مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان سویا ہوا تھا کہ خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا: اے ابوزید! شافعی کی کتاب کا درس کب تک دو گے؟ آخر میری کتاب کا درس کب دو گے؟ میں نے عرض کی: حضور! آپ کی کتاب کون سی ہے؟ تو فرمایا: محمد بن اسماعیل البخاری کی "الجامع الصحیح"۔ ❹

❁ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جو شخص اس کتاب کی عظمت کا قائل نہ ہو وہ بدعتی ہے اور مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلنے والا ہے۔ ❺

صحیح بخاری کے مقام اور مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کتاب پر اہل علم نے مختلف انداز سے خدمات سر انجام دی ہیں بہت سے اہل علم نے اس کی شروحات لکھیں، کسی

---

❶ تاریخ اسلام: 142/6.
❷ البدایہ والنہایہ: 527/14.
❸ ارشاد الساری: 29/1.
❹ هدي الساري، ص: 577.
❺ حجۃ اللہ البالغہ: 297/1.

نے اس کے غریب الفاظ کی شرح کی، کسی نے اس کے ابواب کے تراجم پر کتب لکھیں، کسی نے اس کے فقہی مسائل پر کتب لکھیں، کسی نے اس کتاب کی مختصرات لکھیں، کسی نے اس پر مستخرجات کتب لکھیں۔ کسی نے اس پر مستدرکات لکھیں، کسی نے اس کے رجال پر کتب لکھیں اور کسی نے اس کی معلق روایات پر کتب لکھی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی شروط:

بخاری و مسلم رحمہما اللہ اور دیگر صحاح ستہ کے مؤلفین کی اپنی بیان کردہ کوئی ایسی شرط نہیں جو انہوں نے اپنی کتاب میں احادیث بیان کرنے کے لیے مقرر کی ہو۔ البتہ ان کے طریقہ کار اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے علماء نے ہر ایک کی شرائط بیان کی ہیں۔

امام ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

- امام بخاری رحمہ اللہ و امام مسلم رحمہ اللہ اپنی کتاب میں ایسی روایات ذکر کرتے ہیں جس کے تمام رواۃ (اول سے لے کر آخر طبقے تک) ثقہ ہوں اور ان کے ثقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہو۔
- دوسری شرط یہ ہے کہ اس حدیث کی سند شروع سے لے کر آخر تک متصل ہو، اور کہیں انقطاع نہ ہو۔
- صحیح بخاری کی وہ روایت سب سے اعلیٰ و ارفع ہو گی جس کی سند میں صحابی سے بیان کرنے والے راوی دو یا دو سے زیادہ ہوں۔
- امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں کسی ایسی حدیث کو روایت نہیں کیا جس میں ادنیٰ شبہ بھی پایا گیا ہو۔
- امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ثقات راویوں کے طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ کے راویوں کی روایات کو بطور اصل بیان کیا ہے، لیکن طبقہ اولی کے راویوں کی روایات کو بطور استیعاب نقل کیا ہے جبکہ طبقہ ثانیہ کی روایات کو بہت کم بیان کیا ہے۔
- صحیح بخاری کے بارے امام بخاری رحمہ اللہ کی اپنی بیان کردہ شرط یہ ہے کہ میں اپنی اس

کتاب میں صرف اس حدیث کو بیان کروں گا جو صحیح ہوگی اور اس کی صحت پر مجھے یقین ہوگا۔

- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے طبقہ ثانیہ سے زیادہ تر روایات بطور تعلیق بیان کی ہیں، البتہ طبقہ ثالثہ سے بطور تعلیق بھی بہت کم بیان کی ہیں۔

نوٹ: ......امام بخاری رحمہ اللہ نے طبقہ اولیٰ کے ان ثقات سے روایات نقل کی ہیں جن کے مشائخ مکثرین میں سے ہیں اور اگر کوئی محدث مکثرین میں سے نہیں اور نہ ہی اس کے تلامذہ کے طبقات ہیں تو ایسی صورت میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ان محدثین کی روایات پر اعتماد کیا جو ثقاہت اور عدالت میں مضبوط اور قابل اعتماد تھے جیسے یحییٰ بن سعید انصاری رحمہ اللہ وغیرہ ایسے رواۃ کی روایت کو بطور تفرد بھی بیان کیا ہے۔

اور اگر ثقاہت اور عدالت میں تو مضبوط تھے لیکن ان پر قوی اعتماد نہیں تھا تو ان کی روایات کو بطور مشارکہ ذکر کیا ہے یعنی اس طبقہ کے ایک دوسرے ثقہ کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے اور بطور تفرد ذکر نہیں کیا۔ ایسی صورت صحیح بخاری میں کثرت سے پائی گئی ہے۔

صحیح بخاری کی خصوصیات:

یہاں ہم امام بخاری رحمہ اللہ کی جامع صحیح کی چند امتیازی خصوصیات بیان کریں گے جو مندرجہ ذیل ہیں:

- اس کتاب کو اَصح الکتاب بعد کتاب اللہ کا درجہ حاصل ہے۔
- عالی سند ہونے کے اعتبار سے صحیح بخاری میں 22 روایات ثلاثی ہیں۔
- امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ کتاب بیک وقت حدیث اور فقہ کا ایک بہت بڑا مجموعہ ہے۔
- امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کی سند میں راوی اور مروی عنہ کے درمیان صرف معاصرت پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ معاصرت کے ساتھ ساتھ ملاقات کے ثابت ہونے کا اہتمام کیا ہے جو کہ صرف صحیح بخاری کی روایات کا خاصہ ہے۔
- امام بخاری رحمہ اللہ ایک ہی روایت کو متعدد بار ذکر کرتے ہیں اور ہر بار اس سے ایک نیا

مسئلہ مستنبط کرتے ہیں جس سے پڑھنے والے میں ملکہ اجتہاد اور مسائل مستنبط کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے یہ صرف صحیح بخاری کا خاص طرز ہے۔

- کتب حدیث کے ذخیرہ میں جو مقبولیت اس کتاب کو حاصل ہوئی کوئی دوسری کتاب اس تک نہیں پہنچ سکی۔
- صحیح بخاری کا مصائب و امراض اور قحط سالی میں پڑھنا مصائب و مشکلات کو دور کرنے کا موجب ہے۔
- بعض سلف کے قول کے مطابق اس کتاب کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی کتاب کہا ہے۔
- تقریباً نوے ہزار محدثین نے براہِ راست امام بخاری رحمہ اللہ سے یہ کتاب پڑھی۔
- جس کثرت سے اس کتاب کی شروح اور حواشی وغیرہ دنیا کی مختلف زبانوں میں لکھے گئے کسی اور کتاب کے نہیں لکھے گئے۔
- چھ لاکھ احادیث کے اتنے بڑے مجموعے سے اس کتاب کی روایات کا انتخاب کیا گیا ہے۔
- اس جامع صحیح کی تکمیل پر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب کو محدثین کی ایک بڑی تعداد کے سامنے پیش کیا تو سب نے اس کی صحت پر اتفاق کیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا صحیح میں منہج:

- امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں صرف ان روایات کو بیان کیا ہے جو صحیح تھیں اور ان کی صحت پر ان کو یقین تھا۔
- امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب کو سولہ سال کے طویل عرصہ میں تالیف کیا اس لیے دورانِ سفر ان کو یہ سلسلہ کئی بار منقطع کرنا پڑا اس لیے جب دوبارہ شروع کرتے تو بسم اللہ سے آغاز کرتے یہی وجہ ہے کہ جامع صحیح میں بسم اللہ متعدد جگہوں پر مذکور ہے۔
- امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب میں قرآنی آیات، آثارِ صحابہ اور آئمہ اُمت کے فتاویٰ جات کو درج کرتے ہیں۔

- امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات متعدد رواۃ کے نام، صحابہ کے نام اور کنیتیں بطور وضاحت ذکر کر دیتے ہیں تاکہ روایت غرابت سے نکل جائے۔
- اگر راوی اعلیٰ درجے کا ثقہ نہ ہو تو اس کے ساتھ دوسرے ثقہ کو بطور مشارکہ د مقارنہ ذکر کر دیتے ہیں تاکہ روایت میں قوت پیدا ہو سکے۔
- اگر روایت میں کوئی ایسا غریب لفظ آ جائے جس کی مثال قرآن کریم میں موجود ہو تو قرآن کے ان الفاظ کو نقل کر دیتے ہیں اور اس کی وضاحت میں مفسرین کے اقوال نقل کر دیتے ہیں۔
- امام بخاری رحمہ اللہ جامع صحیح کی ہر کتاب کے اختتام پر آخر میں ایسی حدیث ذکر کرتے ہیں جس میں اس کتاب کی انتہا اور خاتمے کی طرف اشارہ ہو۔
- امام بخاری رحمہ اللہ روایت بالمعنی بیان کرنے کے جواز کے قائل ہیں اس لیے اپنی صحیح میں روایت بالمعنی بھی بیان کر دیتے ہیں۔
- امام بخاری رحمہ اللہ ایک ہی حدیث کو متعدد بار اپنی صحیح میں ذکر کرتے ہیں لیکن ہر مرتبہ سنداً یا متناً کوئی نیا فائدہ اور نیا حکم مستنبط کرنا مقصود ہوتا ہے۔
- بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ایک ہی متن کو متعدد بار متعدد صحابہ سے بیان کرتے ہیں تاکہ حدیث غرابت کے حکم سے نکل جائے۔
- بسا اوقات ایک ہی روایت کو دو مرتبہ ذکر کرتے ہیں لیکن ایک جگہ سند عن کے ساتھ ہوتی ہے جبکہ دوسری جگہ سند میں سماع کی صراحت بیان کر دیتے ہیں۔
- بسا اوقات ایک روایت کی سند میں ایک جگہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان ایک راوی کا اضافہ ہوتا ہے اور دوسری جگہ وہی سند بغیر اضافے کے بیان کرتے ہیں۔ یہ معلوم کرانے کے لیے کہ اس راوی نے اس روایت کو بالواسطہ اور بلا واسطہ دونوں طرح سے بیان کیا ہے۔
- بعض دفعہ امام بخاری رحمہ اللہ ایک ہی حدیث کے مختلف ٹکڑے مختلف ابواب میں بیان

کرتے ہیں اور ہر جگہ ایک نیا فائدہ اور نیا حکم ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے۔

❀ بعض مرتبہ حدیث ایک ہی سند سے مروی ہوتی ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ اسے ایک جگہ موصول اور دوسری جگہ معلق بیان کر دیتے ہیں، کبھی اس حدیث کو ایک جگہ تام اور دوسری جگہ بالاختصار بیان کردیتے ہیں۔

نوٹ: ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکثر طور پر امام بخاری رحمہ اللہ جب کسی متن کا کچھ حصہ ذکر کردیں اور باقی محذوف کردیں تو دیکھا گیا ہے کہ متن کا مذکور حصہ مرفوع ہوتا ہے اور محذوف حصہ موقوف ہوتا ہے۔

صحیح بخاری کے تراجم ابواب:

صحیح بخاری میں موجود تراجم ابواب بڑی اہمیت کے حامل ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ کے یہ قائم کردہ تراجم ان کی فقاہت، مسائل پر استدراک اور دقیق نظر ہونے کی بہت بڑی دلیل ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے ان ابواب کے لیے بڑا گرانقدر اہتمام کیا چنانچہ ابو احمد بن عدی رحمہ اللہ، عبدالقدوس بن ھمام رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں بہت سے ایسے مشائخ سے ملا جو یہ بیان کرتے تھے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں تراجم نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک اور منبر شریف کے درمیان ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر لکھے اور ہر ترجمۃ الباب لکھتے وقت دو رکعات پڑھیں۔ ❶

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ھدی الساری کی فصل ثانی میں ذکر کردہ تفصیل سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ صحیح بخاری میں دو طرح کے تراجم ہیں:

(1) ظاہری تراجم (2) مخفی تراجم

1- ظاہری تراجم:

اس سے مراد یہ ہے کہ ترجمۃ الباب اس مضمون کے عین مطابق ہو جس بارے میں

---

❶ هدي الساری، الفصل الثانی، ص: 8تا 14.

حدیث وارد ہوئی ہے اور بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ حدیث کے الفاظ سے ہی ترجمۃ الباب قائم کر دیتے ہیں خواہ مکمل الفاظ کے ساتھ یا بعض الفاظ کے ساتھ اور صحیح بخاری میں زیادہ تر ظاہری تراجم ہی پائے جاتے ہیں۔

2- مخفی تراجم:

اس سے مراد یہ ہے کہ ترجمۃ الباب اور حدیث کے مضمون کے درمیان مطابقت ظاہری نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو اور غور وفکر کرنے سے معلوم ہو۔

ایسے تراجم کی مطابقت سمجھنا اور حل کرنا قدرے مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سے علماء یہ بات کہنے پر مجبور ہو گئے کہ "فقه البخاری فی تراجمه" امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہ صحیح کے تراجم میں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے ایسا کرنے کی وجہ یا تو ایسی حدیث نہ ملنا ہے جو ترجمۃ الباب کے بھی مطابق ہو اور امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح کی شرط کے بھی مطابق ہو۔

اور بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ کے ایسا کرنے کی وجہ طلباء اور قارئین کی تشحیذ اذہان ہوتی ہے۔ البتہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح کے تراجم میں مختلف اسلوب اپنائے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات باب کے ترجمہ کے الفاظ ایسی حدیث کے الفاظ سے ذکر کرتے ہیں جو امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح کی شرط کے مطابق نہیں ہوتی لیکن اس کے ساتھ کسی قرآنی آیت یا اثر کو ذکر کر دیتے ہیں بطور تائید تا کہ پڑھنے والا سمجھ لے کہ اس بارے میری شرط کے مطابق کوئی روایت نہیں ہے۔

2:...... امام بخاری رحمہ اللہ اکثر طور پر ترجمۃ الباب کو لفظ استفہام کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور یہ اس لیے کرتے ہیں کہ جب اس مسئلے کے بارے مختلف احتمالات ہوں اور کسی ایک احتمال کے بارے پختگی نہ ہو۔

3:...... امام بخاری رحمہ اللہ اکثر طور پر ترجمۃ الباب میں ایسا معاملہ ذکر کرتے ہیں کہ جو

ظاہر طور پر غیر واضح ہوتا ہے اور غور و فکر کرنے سے اس کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ اس میں کن کا رد ہے جیسے مثال کے طور پر "باب قول الرجل : ماصلینا" اس میں ان افراد کا رد ہے جو ان الفاظ کو کہنا مکروہ سمجھتے ہیں۔

4:...... کبھی ایسے معاملے کا ترجمۃ الباب میں ذکر کرتے ہیں جو کسی واقعے کے ساتھ خاص ہوتا ہے مثال کے طور پر "باب استیاك الامام بحضرة رعیته"

5:...... اکثر طور پر ترجمۃ الباب میں کسی ایسی حدیث کے الفاظ ذکر کرتے ہیں جو امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں ہوتی لیکن باب میں ایسی صحیح حدیث پیش کرتے ہیں جو ظاہر یا مخفی طور پر اس معنی کی تائید کر رہی ہوتی ہے۔

نوٹ: ...... امام بخاری رحمہ اللہ نے جس طرح ترجمۃ الباب اور باب میں مذکور حدیث کے درمیان بڑے اسرار و رموز مدنظر رکھے ہیں اسی طرح صحیح بخاری میں موجود کتب اور ابواب کی ترتیب میں بھی بڑی مناسبت اور اسرار و رموز کو مدنظر رکھا ہے حتی کہ بعض اہل علم نے صحیح بخاری میں موجود کتب اور ابواب کی ترتیب میں جو مناسبات ہیں ان کو بڑے احسن انداز میں بیان کیا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے استاذ ابوحفص عمر بن رسلان البلقینی رحمہ اللہ (ت 805ھ)

معلقاتِ صحیح بخاری:

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بہت سی روایات معلق نقل کی ہیں جن کی تعداد: 1341 ہے۔ صحیح بخاری کی معلقات کے بارے بات کرنے سے پہلے معلق روایت کی تعریف جاننا ضروری ہے۔

معلق:

وہ روایت جس کی سند کی ابتداء سے ایک یا اس سے زائد راوی حذف کر دیے جائیں۔

نوٹ: ...... اگر شروع سے لے کر آخر تک تمام راوی ہی حذف کر دیے جائیں اور صرف قال رسول اللہ ﷺ کہہ دیا جائے تو وہ روایت بھی معلق ہی ہوگی۔

صحیح بخاری میں پائی جانے والی معلق روایات کی دو قسمیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(1) معلقاتِ مرفوعہ (2) معلقاتِ موقوفہ

معلقاتِ مرفوعہ:

وہ روایات جو حکم کے اعتبار سے مرفوع ہیں لیکن ان کی اسناد حذف کر دی گئی ہیں۔

صحیح بخاری میں پائی جانے والی مرفوع معلقات کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت:......وہ معلقات جو صحیح میں دوسری جگہ باسند موصول بیان کر دی گئی ہیں ایسی روایات حکم کے اعتبار سے صحیح ہیں اور قابل قبول ہیں۔

دوسری صورت:......وہ معلقات جو صحیح میں معلق ہی بیان ہوئی ہیں کسی جگہ موصول بیان نہیں ہوئیں البتہ اس قسم کی روایات کو دیکھا جائے گا کہ آیا وہ صیغہ جزم سے بیان کی گئی ہیں یا صیغہ تمریض سے۔

صیغہ جزم:......مثلاً قَالَ، ذَکَرَ، رَوٰی، یعنی صیغہ معلوم۔ وہ روایات جو صحیح بخاری میں صرف معلق ہی مذکور ہیں لیکن صیغہ جزم سے بیان کی گئی ہیں تو ان میں سے اکثر و بیشتر صحیح ہیں اور کچھ حسن درجے کی ہیں اور شاذ و نادر ضعیف ہیں لیکن ان کا ضعف بھی رجال میں پایا جانے والا ضعف نہیں بلکہ معمولی انقطاع ہے یا معمولی کمزوری ہے جو دوسرے قرائن سے رفع ہو جاتی ہے۔

صیغۂ تمریض:......مثلاً رُوِیَ، قِیلَ، ذُکِرَ، یعنی صیغہ مجہول۔ وہ معلقات جو صیغۂ تمریض سے بیان ہوئی ہیں ان میں کچھ صحیح ہیں اور کچھ غیر صحیح البتہ اکثریت کی دوسری روایات سے موافقت پائی گئی ہے لیکن بہت کم ہیں جن کا ضعف ختم نہیں ہو سکا۔

معلقاتِ موقوفہ:

صحیح بخاری میں پائی جانے والی موقوفات کے بارے صحیح موقف یہی ہے کہ جو صحیح ثابت ہیں ان کو صحیح سمجھا جائے گا اور جو صحیح ثابت نہیں ان پر صحت کا حکم نہیں لگایا جائے گا لیکن یہ بات

طے شدہ ہے امام بخاری رحمہ اللہ جو موقوفات اپنی صحیح میں وارد کرتے ہیں وہ زیادہ تر، صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے فتاوئ جات ہیں یا قرآنی آیات کی تفسیر ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے بطور استیناس ذکر کیا ہے یا پھر مختلف فیہ مسائل میں اپنے موقف کی تائید میں ذکر کیا ہے۔

خلاصہ کلام:

صحیح بخاری میں پائی جانے والی معلقات کے حوالے سے خلاصہ کلام مندرجہ ذیل ہے:

1:...... صحیح بخاری کی معلقات کی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم وہ معلقات جن کی نسبت ان کے قائلین کی طرف کی گئی ہے مثلاً قال فلان: کذا ۔ اور دوسری قسم وہ ہے جن کی نسبت ان کے قائلین کی طرف نہیں کی گئی بلکہ یُذْکَر جیسے الفاظ سے منقول ہیں۔

2:...... صحیح بخاری میں جتنی معلقات مرفوع ہیں وہ مجموعی طور پر سوائے چند کے سب صحیح ہیں۔

3:...... صحیح بخاری میں جو معلقات موقوف ہیں وہ باعتبار قبولیت کے صحیح ہیں۔

4:...... صحیح بخاری میں جو کچھ موجود ہے اس کی دو صورتیں ہیں:

(الف) پہلی صورت: وہ احادیث مسندہ جو صحیح بخاری کا اصل موضوع ہیں۔

(ب) دوسری صورت: وہ موقوف روایات اور آثار جن کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں ذکر کیا یا کسی مسئلے کی وضاحت اور تفسیر میں بیان کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا اس صورت میں ایسی موقوف روایات اور معلق آثار بیان کرنا جو امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں تو چونکہ وہ کتاب کا اصل نہیں لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ پر اعتراض کرنا کہ انہوں نے ان معلقات اور آثار کو پیش کرنے میں صحت کا خیال نہیں کیا تو یہ اعتراض بے فائدہ اور بے معنی ہے۔

صحیح بخاری پر خدمات:

امام بخاری رحمہ اللہ کے اخلاص اور خلوص نیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اہل علم کے ہاں بڑی قبولیت بخشی اور قرون اولیٰ سے لے کر آج تک مختلف انداز میں اس کتاب

پر خدمات سرانجام دی جارہی ہیں ہم ان میں سے چند چیدہ چیدہ یہاں بیان کرتے ہیں۔

شروحات:

صحیح بخاری پر لکھی جانے والی شروح درج ذیل ہیں:

(1)اعلام السنن :......مصنف:الامام ابو سلیمان حمد بن محمد البُستی الخطابی رحمہ اللہ (ت 388ھ) یہ صحیح بخاری کی بعض روایات کی شرح ہے مکمل روایات کی نہیں، یہ مکہ کی ام القریٰ یونیورسٹی کے مطبع میں "أعلام الحدیث" کے نام سے چھپی ہے۔

(2)شرح صحیح البخاری :......مصنف:الامام ابو الحسن علی بن خلف بن عبدالمالك المعروف بابن بطال المالكی رحمہ اللہ (ت449ھ)۔اس شرح میں فقہی انداز اپنایا گیا ہے اور چونکہ ابن بطال رحمہ اللہ مالکی ہیں تو زیادہ تر فقہ مالکی کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

(3)شرح صحیح البخاری :......مصنف:ابو زکریا یحییٰ بن شرف الدین النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) یہ شرح ناقص اور نامکمل ہے اور دو جلدوں میں مطبوع ہے۔

(4)الکواکب الدراری شرح صحیح البخاری:......مصنف:الامام شمس الدین محمد بن یوسف المعروف بالکرمانی رحمہ اللہ (ت 786ھ)

(5)التنقیح لألفاظ الجامع الصحیح :...... مصنف:الامام بدر الدین محمد بن عبداللہ بن بهادر الزرکشی رحمہ اللہ (ت 794ھ)

(6)فتح الباری شرح صحیح البخاری :......مصنف:الامام ابو الفرج عبدالرحمن بن احمد بن رجب الحنبلی رحمہ اللہ (ت 795ھ) یہ بڑی عمدہ اور نفیس شرح ہے امام ابن رجب رحمہ اللہ نے اس شرح میں تربیتی اور اعتقادی اصلاح کا بڑا اہتمام کیا ہے البتہ امام ابن رجب رحمہ اللہ اسے مکمل نہ کر سکے اور یہ کتاب الجنائز تک کی شرح ہے۔

(7)التوضیح لشرح الجامع الصحیح :......مصنف:الامام سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن أحمد الانصاری المعروف بابن الملقن رحمہ اللہ (ت 804ھ) یہ بڑی مفید اور اہم شرح ہے اور مابعد آنے والی شروحات کی اصل ہے خصوصاً امام

ابن ملقن رحمہ اللہ کے شاگرد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی شرح کے لیے ۔ یہ 32 جلدوں میں عرب ملک قطر کی وزارت مذہبی اُمور کے اہتمام سے طبع ہوئی ہے۔

(8) فتح الباری شرح صحیح البخاری :......مصنف: الحافظ الامام احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (ت 852ھ) صحیح بخاری پر ایک گوہر نایاب کی شکل میں کی جانے والی خدمت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی یہ شرح ہے خصوصاً اس شرح کا مقدمہ جوھدی الساری کے نام سے موسوم ہے حتیٰ کہ بعض اہل علم جیسا کہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس شرح کو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے تشبیہ دی ہے: قوله عليه السلام : لا هجرة بعد الفتح ۔

(9) عمدة القاری شرح صحیح البخاری :......مصنف: العلامه بدرالدين محمود بن احمد بن موسیٰ الحلبی العینی رحمہ اللہ (ت 855ھ) یہ شرح بھی بڑی عمدہ ہے خصوصاً رجال پر اس میں اچھی بحث کی گئی ہے۔

(10) التوشیح شرح الجامع الصحیح :......مصنف: العلامة عبدالرحمن بن الكمال ابی بکر بن محمد جلال الدين السيوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ)

(11) إرشاد الساری علی صحیح البخاری :......مصنف: الامام احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمہ اللہ (ت 923ھ) یہ شرح بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے اور بڑی جامع شرح ہے امام قسطلانی رحمہ اللہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

(12) منحة الباری بشرح صحیح البخاری : ...... مصنف: العلامة زكريا بن محمد بن احمد بن زكريا الانصاری (ت 926ھ)

(13) عون الباری لِحَلِّ أدِلَّةِ البخاري: ...... مصنف: العلامة صديق حسن خان القنوجی رحمہ اللہ (ت 1307ھ) اس کے علاوہ اور بھی بہت سی شروح ہیں جو عربی کے علاوہ مختلف زبانوں میں پائی جاتی ہیں۔

صحیح بخاری کے رجال پر لکھی جانے والی کتب:

جس طرح بخاری میں موجود روایات کے متن کی شرح پر کتب لکھی گئیں اسی طرح بخاری کی روایات کے رجال پر بھی اہل علم نے بہت سی کتب لکھیں۔

صحیح بخاری کے رجال پر لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب امام ابواحمد عبداللہ بن عدی (ت365ھ) کی کتاب ہے جس کا نام "من روی عنه البخاری" ہے۔ امام ابن عدی رحمہ اللہ کے بعد بہت سے علماء نے اس بارے میں لکھنا شروع کیا جن کی کتب مندرجہ ذیل ہیں:

(1) الهداية والارشاد:...... مصنف: الامام ابونصر احمد بن محمد الکلاباذی رحمہ اللہ (ت 398ھ)۔

(2) التعديل والتخريج لمن أخرج له البخاری فی الصحيح:...... مصنف: ابو الوليد سليمان بن خلف الباجي رحمہ اللہ (ت474ھ)

(3) الجمع بين رجال الصحيحين:...... مصنف: ابو الفضل محمد بن طاهر المقدسی (ت507ھ)

صحیح بخاری پر لکھی جانے والی مستخرجات:

مستخرج سے مراد یہ ہے کہ کوئی محدث صحیح بخاری کی احادیث کو مصنف کی سند کی بجائے اپنی سند سے بیان کرے اور صاحب کتاب کے استاد یا اس سے اوپر کسی واسطے میں سند ایک ہو جائے۔

(1) المستخرج علی الصحيح:...... مصنف: الحافظ ابو بكر احمد بن ابراهيم بن اسماعيل الاسماعيلی (ت 371ھ)

(2) المسند الصحيح علی كتاب البخاری :...... مصنف: الامام ابو احمد محمد بن احمد الجرجانی (ت377ھ)

(3) المستخرج علی البخاری :...... مصنف: الامام ابونعيم احمد بن عبدالله بن أحمد الاصفهانی (ت430ھ)

باب 2

فصل: 1

سیرت امام مسلم بن حجاج نیساپوری رحمہ اللہ

نام ونسب :...... آپ کا نام مسلم بن حجاج، کنیت ابو الحسین، لقب عساکر الدین اور نسبت قشیری ہے۔ مکمل نسب نامہ کچھ یوں ہے:

ابو الحسین مسلم بن حجاج بن مسلم بن ورد بن کوشاذ قشیری نیساپوری، خراسانی رحمہ اللہ۔

بنو قشیر :...... یہ عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے جن کے جد اول قشیر بن کعب ہیں ان کا مسکن نجد اور طائف کا علاقہ ہے یہ نجد اور طائف میں مختلف جگہوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ بنو قشیر میں کچھ افراد نے صحابی ہونے کا بھی شرف حاصل کیا مثلاً:

1: ثور بن عروة بن عبدالله بن قشير رضی اللہ عنہ

2: حيدة بن معاويه بن قشير رضی اللہ عنہ

3: قرة بن هبيرة بن سلمة الخير بن قشير رضی اللہ عنہ

4: مالك بن عمرو العقيلي القشيري رضی اللہ عنہ

امام مسلم رحمہ اللہ کے اجداد میں عقبہ بن عمرو بن سعد بن سلمۃ الخیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے لیکن اس کا بیٹا زرارہ بن عقبہ والی خراسان بنا پھر اس کا پوتا عمرو بن زرارہ بھی امیر خراسان رہا لیکن عمرو شہید ہو گیا البتہ ان کی اولاد نیساپور میں آباد ہوئی، حافظ ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اسی زرارہ بن عقبہ کی اولاد میں سے امام مسلم رحمہ اللہ ہیں۔

کتب انساب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کا شجرہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ نسب سے جاملتا ہے اور وہ اس طرح کہ قشیر کے پردادا عامر بن صعصعہ

کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح سے ہے۔

عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ھوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ ❶

نیساپور:

امام مسلم رحمہ اللہ کی علاقائی نسبت خراسان کے مشہور شہر نیساپور کی طرف ہے یہ شہر اس زمانے میں علم و عرفان کا گہوارہ اور محدثین کا شہر تصور کیا جاتا تھا۔ سرزمین نیساپور جس طرح کبار محدثین اور بلند پایہ آئمہ مجتہدین کی زمین سمجھی جاتی تھی اسی طرح یہ زرخیز، سرسبز و شاداب، باغات اور پھلدار درختوں اور میوہ جات کی پیداوار میں مشہور تھی گویا دنیوی ثمرات اور اُخروی ثمرات میں یہ بڑی بے مثال تھی۔

بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ خراسان کے چار شہر بڑے مشہور تھے اور خراسان کے لیے ستون کی حیثیت رکھتے تھے اور علم کے بڑے مراکز تصور کیے جاتے تھے اور وہ چار شہر یہ ہیں:

(1) مَرْو (2) نَیسَاپُور (3) بَلْخ (4) هَرَاة

ان شہروں کو مُدُنُ الاسلام بھی کہا گیا ہے۔ البتہ خراسان کے ان چار شہروں میں سے نیساپور سب سے خوبصورت اور علم و فضل میں سب سے بڑھ کر ہے۔

یہ شہر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کے خالہ زاد بھائی امیر عبداللہ بن عامر بن کریز کے ہاتھ پر 29 ہجری میں فتح ہوا اور انہوں نے وہاں ایک جامع مسجد تعمیر کروائی۔

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ نیساپور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کے گورنر احنف بن قیس رحمہ اللہ کے ہاتھوں فتح ہوا پھر یہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا اور دوبارہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ کو بھیجا تو انہوں نے

❶ معجم قبائل العرب القديمة والجديثة عمر رضا كحاله: 708/2.

دوبارہ اسے فتح کیا۔

نوٹ:...... آج یہ شہر نیشاپور یعنی شین کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور اسی طرح مشہور ہے۔

ولادت باسعادت:

امام مسلم رحمہ اللہ کی سن ولادت کے بارے قدرے اختلاف پایا گیا ہے لہٰذا ہم اہل علم کے چند اقوال یہاں نقل کرتے ہیں:

(1)...... امام ذہبی، حافظ ابن حجر، حافظ ابن کثیر اور علامہ صفی الدین رحمہم اللہ نے امام مسلم رحمہ اللہ کی تاریخ پیدائش 204ھ ذکر کی ہے۔

(2)...... امام نووی، ابن خلکان اور ابن الاثیر رحمہم اللہ کے نزدیک امام موصوف کی تاریخ پیدائش 206ھ ہے۔ جبکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مسلم رحمہ اللہ کی پیدائش 202ھ میں ہوئی البتہ بعض نے 204ھ اور بعض نے 206ھ ذکر کی ہے اور حافظ ابن اثیر رحمہ اللہ نے مقدمہ جامع الاصول میں اسی آخری بات کو ہی اختیار کیا ہے۔

اسی طرح امام حاکم، حافظ ابن الصلاح اور امام نووی رحمہم اللہ نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

خاندانِ علم وفضل:

امام مسلم رحمہ اللہ نے جس خاندان میں آنکھ کھولی وہ دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے خیر و فضل والا خاندان تھا آپ کے اجداد کا شمار خراسان ونیساپور کے ولاۃ اور صاحب ثروت افراد میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد محترم کا شمار محدثین اور مشائخ میں ہوتا ہے۔

چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ کے شاگرد محمد بن عبدالوهاب الفرّاء فرماتے ہیں:

"وَكَانَ اَبُوهُ الحجاج بن مُسْلِمٍ مِنَ الْمَشْيَخَةِ"❶

"ان کے والد گرامی حجاج بن مسلم مشائخ میں سے ہیں۔"

امام مسلم رحمہ اللہ کے پردادا وَرد کا شمار بھی حدیث کے رواۃ میں ہوتا ہے جیسا کہ حافظ ابن

---

❶ تهذيب التهذيب: 127/10.

حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"عن مسلم بن حجاج عن ابيه عن جده عن رئابؓ أنّه شهد مع النبي ﷺ بيعة الرضوان"[1]

گویا حصول علم کا شوق اور تعلیم و تعلم سے وابستگی ان کو ورثہ میں ملی تھی اور علم سے یہ مانوسیت اور شوق زندگی کے آخر تک ان کے ساتھ قائم رہا اور اس کا منہ بولتا ثبوت ان کا علمی شاہکار جامع صحیح مسلم ہے۔

ابتدائی تعلیم:

امام مسلم رحمہ اللہ کی ابتدائی تعلیم اور زمانہ طفولت کے بارے میں اہل تاریخ خاموش ہیں البتہ ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہونے کی وجہ سے زیادہ قرین قیاس بات یہی محسوس ہوتی ہے کہ آپ نے بچپن سے ہی علم کے حصول کا آغاز کر دیا تھا۔

جن حالات میں امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنا بچپن گزارا اس دور میں دستور یہ تھا کہ لوگ اپنے بچوں کو کُتّاب (پڑھنا لکھنا جاننے والوں) کے پاس بھیجتے جہاں قرآن کی تعلیم اور اس کے حفظ کے ساتھ ساتھ عربی زبان کے متعلقہ علوم وفنون پڑھائے جاتے اور جب طالب علم اس مرحلے سے فارغ ہوتا پھر مشائخ اور اہل علم کی مجالس کا رخ کرتا اور شرعی علوم اور سماع حدیث میں مصروف ہو جاتا اور ظن غالب یہی ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی اپنی ابتدائی تعلیم اسی منہج کے مطابق حاصل کی۔

امام مسلم رحمہ اللہ صغر سنی میں ہی حدیث کے سماع و حفظ میں مصروف ہو گئے تھے آپ نے 218ھ میں حدیث کا سماع شروع کر دیا جبکہ اس وقت آپ کی عمر ابھی 12 سال تھی۔ آپ نے اپنے علاقے نیساپور کے بڑے مشائخ سے ان کی بہت سی مرویات کا سماع کیا۔ نیساپور کے اول الذکر مشائخ جن سے حدیث کا سماع کیا مندرجہ ذیل ہیں:

[1] الاصابة فى تمييز الصحابه : 522/1.

1: یحییٰ بن یحییٰ بن بکیر التمیمی النیسابوری رحمہ اللہ (ت 226ھ)

2: بشر بن الحکم النیسابوری رحمہ اللہ (ت 237 یا 238ھ)

3: اسحاق بن راھویہ النیسابوری رحمہ اللہ (ت 238ھ)

طلبِ حدیث میں سفر:

کبار محدثین کی طرح امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی طلبِ حدیث کے لیے اس وقت کے بڑے بڑے علمی مراکز کی طرف سفر طے کیا اور اس وقت کے کبار محدثین سے استفادہ کیا جو علم و فضل میں مرجع سمجھے جاتے تھے چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ بھی ان علماء محدثین میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے طلبِ حدیث کے لیے کثرت سے سفر طے کیے لہٰذا آپ کے بارے امام ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رَحَلَ إِلَى خُرَاسَانَ والعِرَاقِ والشَّامِ ومِصْرَ وَالحِجَازِ"❶

"امام مسلم رحمہ اللہ نے (طلبِ حدیث کے لیے) خراسان، عراق، شام، مصر اور حجاز مقدس کی جانب سفر کیا۔"

آپ کے بارے امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آپ شہروں اور علاقوں کے کبار آئمہ کی طرف کثرت سے سفر کرنے والے تھے۔ ❷

امام مسلم رحمہ اللہ نے سماعِ حدیث کا آغاز 218 ہجری میں نیساپور کے محدث یحییٰ بن یحییٰ نیساپوری سے کیا۔ اس وقت آپ عنفوان شباب میں تھے اور امرد تھے یعنی مونچھ داڑھی نہیں آئی تھی۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے طلبِ حدیث کے لیے سفر صغر سنی میں ہی شروع کر دیا تھا چنانچہ 14 سال کی عمر میں حج جیسے مقدس فریضے کے لیے 220ھ میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور 221ھ میں حج سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کے محدث امام عبداللہ بن مسلمہ قعنبی رحمہ اللہ سے حدیث

❶ البدایہ والنھایہ: 48/11۔

❷ مقدمہ صحیح مسلم للنووی، ص: 28۔

کا سماع کیا اس طرح طلب حدیث کے لیے سفر کی ابتداء اور اپنے علاقے سے باہر سماع حدیث کا آغاز سرزمین حجاز مقدس سے کیا۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے جن علاقوں اور شہروں کی طرف سفر کیا اور وہاں کے جن مشائخ سے حدیث کا سماع کیا انہیں بالتفصیل بیان کرتے ہیں۔

مکہ مکرمہ:

امام مسلم رحمہ اللہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ آئے اور پھر حج سے فارغ ہوکر مکہ کے معمر شیخ عبداللہ بن مسلمہ قعنبی رحمہ اللہ سے حدیث کا سماع کیا امام قعنبی امام مسلم رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سے سب سے بڑے شیخ ہیں اور یہ اس لیے کہ امام قعنبی رحمہ اللہ کا تابعین میں سے سلمہ بن وَرْدان تابعی سے سماع ثابت ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے مکہ میں جن سے سماع حدیث کیا ان میں سے ایک امام سعید بن منصور رحمہ اللہ (ت 227ھ) بھی ہیں۔

مدینہ نبویہ:

امام مسلم رحمہ اللہ نے طلب حدیث کے لیے مدینہ نبویہ کا بھی رخ کیا اور اس وقت کے مدینہ میں موجود محدثین سے حدیث کا سماع کیا لیکن ان میں سرفہرست جن کا نام ذکر کیا جاتا ہے وہ امام اسماعیل بن أبی اویس (ت 226ھ) ہیں۔

بصرہ:

اس وقت کے علمی مراکز میں سے ایک مرکز شہر بصرہ بھی تھا جو علم و فضل اور کبار محدثین کا مسکن تھا چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے بصرہ کا بھی رخ کیا، بصرہ کے جن محدثین سے امام مسلم رحمہ اللہ نے حدیث کا سماع کیا ان میں سے چند مشہور مندرجہ ذیل ہیں:

1: محمد بن بکار البصری رحمہ اللہ (ت 237ھ)

2: احمد بن عبده الضبی البصری رحمہ اللہ (ت 245ھ)

3: محمد بن المثنٰی البصری رحمہ اللہ (ت 252ھ)

4: محمد بن بشار البصری رحمہ اللہ (ت 252ھ)

کوفہ:

امام مسلم رحمہ اللہ نے سن 220 ہجری میں حج کرنے کے بعد جب مکہ میں سماع حدیث سے فارغ ہوئے تو واپسی پر کوفہ میں ٹھہرے اور کوفہ کے مشہور محدث عمر بن حفص بن غیاث رحمہ اللہ (ت 221ھ) سے اور احمد بن یونس رحمہ اللہ (ت 227ھ) سے حدیث کا سماع کیا۔ (1)

اس کے علاوہ امام مسلم رحمہ اللہ نے کوفہ کے جن مشائخ سے حدیث کا سماع کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1: ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (ت 235ھ)

2: عثمان بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (ت 239ھ)

3: ابو کریب محمد بن العلاء رحمہ اللہ (ت 247ھ)

4: عبدالرحمن بن برّاد الکوفی رحمہ اللہ

بغداد:

امام مسلم رحمہ اللہ کا بغداد میں کئی مرتبہ آنا ہوا چونکہ بغداد اس وقت دارالخلافہ تھا اور ملت اسلامیہ کی ترقی وتمدن اور اسلامی تہذیب کا مرکز سمجھا جاتا تھا اور اطراف عالم سے علماء کا وہاں آنا جانا رہتا تھا اور کبار محدثین کی آماجگاہ تھا، لہٰذا امام مسلم رحمہ اللہ نے سفر حج کے بعد سن 225ھ میں اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کیا اور بغداد آئے اور یہاں کے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا اسی طرح اہل بغداد نے بھی آپ سے روایات اَخذ کیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ کا آخری مرتبہ سن 259ھ میں بغداد آنا ہوا۔ (2)

---

(1) تاریخ الاسلام للذھبی: 431/6۔ (2) تاریخ بغداد: 101/13۔

بغداد کے جن مشائخ سے آپ نے حدیث کا سماع کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1: خلف بن هشام البغدادی رحمہ اللہ (ت 229 ھ)

2: زهیر بن حرب البغدادی رحمہ اللہ. (ت 232 ھ)

3: ابو زکریا یحییٰ بن ایوب البغدادی رحمہ اللہ (ت 234 ھ)

4: احمد بن حنبل الشیبانی البغدادی رحمہ اللہ (ت 241 ھ)

5: یعقوب بن ابراهیم الدورقی البغدادی رحمہ اللہ (ت 252 ھ)

مصر:

امام مسلم رحمہ اللہ اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے مصر بھی پہنچے اور مصر کے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے بطور نص یہ بات بیان کی ہے کہ احمد بن عبدالرحمن الوھبی رحمہ اللہ سن 250ھ کے بعد اختلاط کا شکار ہوئے جب امام مسلم رحمہ اللہ مصر سے جا چکے تھے۔ [1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کا سفر مصر کی جانب اس تاریخ سے پہلے کا ہے، البتہ مصر کے جن مشائخ سے حدیث کا سماع کیا ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

1: حرمله بن یحییٰ التجیبي رحمہ اللہ (ت 243 ھ)

2: عمرو بن سواد العامری رحمہ اللہ (ت 245 ھ)

3: محمد بن سلمه المرادی رحمہ اللہ (ت 248 ھ)

4: ابو طاهر احمد بن عمرو المصری رحمہ اللہ (ت 250 ھ)

خراسان:

خراسان اپنے علم وفضل کے اعتبار سے محدثین کے لیے ایک بہت بڑے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا خراسان علاقے کے چار بڑے شہر تھے۔

(1) نیساپور (2) مرو (3) بلخ (4) ہرات

[1] صيانة صحيح مسلم ، ص: 97.

امام مسلم رحمہ اللہ نے پہلے تین شہروں کے مشائخ سے روایات اپنی صحیح میں کثرت سے بیان کی ہیں یہاں ہم ترتیب سے ان شہروں کے چند مشہور مشائخ ذکر کرتے ہیں جن سے امام مسلم رحمہ اللہ نے حدیث کا سماع کیا۔

مشائخ نیساپور:

امام مسلم رحمہ اللہ چونکہ اسی علاقے سے تعلق رکھتے تھے اس لیے امام مسلم رحمہ اللہ نے سب سے پہلے نیساپور کے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا خصوصاً جو اس وقت مرجع خلائق سمجھے جاتے تھے ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

1: محمد بن رافع القشیری النیسابوری رحمہ اللہ

2: یحییٰ بن یحییٰ النیسابوری رحمہ اللہ

3: بشر بن الحکم النیسابوری رحمہ اللہ

4: احمد بن یوسف النیسابوری رحمہ اللہ

مشائخ مرو:

امام مسلم رحمہ اللہ نے نیساپور کے مشائخ سے حدیث کا سماع کرنے کے بعد خراسان کے دیگر شہروں کا رخ کیا تاکہ وہاں کے مشائخ سے بھی کسب فیض کیا جائے چنانچہ آپ نے مرو کی طرف رخ کیا اور وہاں کے مشہور مشائخ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے جن میں سے قابل ذکر مندرجہ ذیل ہیں:

1: ابو یعقوب اسحاق بن راھویہ المروزی رحمہ اللہ

2: محمد بن حاتم بن میمون المروزی رحمہ اللہ

3: اسحاق بن منصور المروزی رحمہ اللہ

مشائخ بلخ:

خراسان کے مشہور شہروں میں سے ایک بلخ بھی تھا جس کی طرف امام مسلم رحمہ اللہ نے

اپنے سفر کے رفیقِ خاص احمد بن سلمہ کی معیت میں سفر کیا اور بلخ کے مشہور زمانہ محدث ابورجاء قتیبہ بن سعید بن جمیل البغلانی رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور ان سے حدیث کا سماع کیا۔

اَلرَّي:

اس وقت کے اہم علمی مراکز میں سے ایک شہر رَيّ بھی تھا جس کی طرف نسبت رَازی کہلاتی ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے متعدد بار اس علاقے کی طرف اپنا علمی سفر طے کیا لیکن یہ بات یقینی ہے کہ آپ پہلی بار سن 240 ہجری سے پہلے یہاں آئے کیونکہ آپ نے اس شہر کے مشہور محدث محمد بن مہران الجمال رحمہ اللہ سے حدیث کا سماع کیا جن کی وفات سن 239 ہجری میں ہوئی اسی طرح محمد بن عبدالرحمٰن زُنَیج سے بھی حدیث کا سماع کیا جن کی وفات سن 240 ہجری میں ہوئی۔

البتہ امام مسلم رحمہ اللہ اپنی جامع صحیح تالیف کرنے کے بعد 250 ہجری کے بعد بھی یہاں آئے لیکن اس بار حدیث کے سماع کی بجائے وہاں کے علماء سے علمی مذاکرے کی غرض سے آئے اور وہاں کے علماء آپ سے مستفید ہوئے۔

شام:

امام مسلم رحمہ اللہ کے شام کی طرف حدیث کے لیے رحلت کرنے کے حوالے سے اہل علم کے دو گروہ ہیں:

پہلا گروہ: ...... بعض اہل علم خصوصاً حافظ ابن عساکر وغیرہ کے نزدیک امام مسلم رحمہ اللہ نے شام کی طرف طلبِ حدیث کے لیے سفر کیا اور دمشق کے محدث محمد بن خالد السکسکی رحمہ اللہ سے سماع کیا اور الولید بن مسلم کی احادیث لکھیں بلکہ حافظ ابن عساکر اپنے استاد الحسن بن محمد أبي نصر الیورناتی رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مجھے صالح بن أبي صالح نے درخت کی ایک چھال کا کاغذ دکھایا جس پر امام مسلم بن حجاج کے خط سے الولید بن مسلم رحمہ اللہ

کی احادیث لکھی تھیں۔

دوسرا گروہ: ......امام ذہبی رحمہ اللہ، امام سخاوی رحمہ اللہ اور دیگر اہل علم کے نزدیک امام مسلم رحمہ اللہ کا شام کی طرف سفر غیر یقینی ہے اور جو احادیث انہوں نے محمد بن خالد السکسکی رحمہ اللہ سے سنی ہیں وہ موسمِ حج میں سنی تھیں اور مزید یہ بھی بیان کیا ہے کہ کیسے ممکن ہے کہ امام دُحیم رحمہ اللہ اور امام ہشام بن عمار رحمہ اللہ جیسے جہابذہ محدثین کے ہوتے ہوئے امام مسلم رحمہ اللہ ان سے بغیر سماع کیے واپس آگئے اور صرف محمد بن خالد السکسکی رحمہ اللہ سے سماع کیا۔

اور رہی بات حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ کی کہ انہوں نے اپنے شیخ ابونصر الیورناتی رحمہ اللہ سے جو درخت کی چھال کے ورقہ کے بارے بیان کیا اس بارے امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کی سند منقطع ہے۔

نوٹ: ......بعض اہل علم نے ایک بڑی عمدہ توجیہ بیان کی ہے کہ ممکن ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ شام میں کسی اضطراری حالت میں داخل ہوئے اور زیادہ دیر قیام نہ کر سکے بلکہ جلدی واپس چلے آئے۔

امام مسلم رحمہ اللہ کے اوصاف:

امام مسلم رحمہ اللہ نے جس مذہبی اور علمی گھرانے میں پرورش پائی اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ نے ایک بہترین مادری درس گاہ میں تربیت پائی، آپ کا گھرانہ مالی حالات کے لحاظ سے بھی مستحکم تھا اس لیے صاف ستھرے ماحول میں پرورش پائی اور بہت سی فضولیات اور لغویات سے محفوظ رہے۔

آپ بڑے بلند ہمت، راست باز اور حق شناس تھے، کبھی نہ کسی کی غیبت کی نہ لڑائی جھگڑا اور نہ کسی کو سب وشتم کیا۔

امام حاکم رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کو خان محمش میں احادیث بیان کرتے دیکھا آپ دراز قد، داڑھی اور سر کے بال سفید اور پگڑی پہن رکھی تھی جس کی طرفین کندھوں کے درمیان لٹک رہی تھیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ پیشے کے اعتبار سے تاجر تھے نیساپور کے خان محمش (سرائے) میں تجارت کرتے بہت سی اَراضی املاک کے مالک اور صاحب ثروت تھے۔

آپ مالی طور پر مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ زہد و ورع، کثرتِ عبادت اور اعلیٰ صفاتِ حمیدہ کے مالک تھے وسعتِ علمی اور دین میں احتیاط آپ کا نمایاں وصف تھا۔ آپ کی اخلاقیات کے چند نمونے مندرجہ ذیل ہیں:

بلند ہمتی:

آپ کی بلند ہمتی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے طلب علم میں اس وقت کے علمی مراکز جو اطرافِ عالم میں پھیلے ہوئے تھے سب کی طرف سفر کیا اور سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔

ایک حدیث کو تلاش کرنے میں رات بھر بیدار رہے ہوا یوں کہ امام مسلم رحمہ اللہ کے لیے حدیث کی مجلس منعقد کی گئی دورانِ مجلس آپ سے ایک حدیث کی بابت سوال کیا گیا آپ اسے نہیں جانتے تھے چنانچہ مجلس برخاست ہونے پر گھر آئے اور چراغ روشن کیا اور مطلوب حدیث کو تلاش کرنے لگے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

حق کی طرفداری:

آپ کی نمایاں صفات میں سے ایک نمایاں صفت حق گوئی اور حق کی طرفداری کرنا ہے جس کی دلیل مندرجہ ذیل واقعہ ہے:

امام بخاری رحمہ اللہ جب نیساپور میں تشریف فرما ہوئے تو نیساپور کے عظیم محدث محمد بن یحییٰ الذہلی رحمہ اللہ نے اپنے تلامذہ کو امام بخاری رحمہ اللہ کی مجلس میں سماعِ حدیث کے لیے جانے کی اجازت دی اور ساتھ تاکید کی کہ قرآن کے بارے ان سے کوئی سوال نہ کرنا کیوں کہ اگر انہوں نے ہمارے خلاف بات کہی تو خراسان میں موجود اہل بدعت ہر ناصبی، رافضی، جہمی اور مرجیء کو ہمارے اوپر آواز کسنے کا موقع ملے گا۔

لوگ امام بخاری رحمہ اللہ کی مجلس میں کثیر تعداد میں حاضر ہوئے بالآخر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا مجلس کے دوسرے یا تیسرے دن ایک آدمی نے امام بخاری رحمہ اللہ سے کلام کے متعلق سوال کر دیا تو آپ نے فرمایا: ہمارے افعال مخلوق ہیں اور ہمارا بولنا مخلوق ہے۔

تو حاضرین مجلس میں اختلاف پیدا ہو گیا جس کی خبر امام محمد بن یحییٰ ذھلی رحمہ اللہ کو ہوئی تو انہوں نے اپنی مجلس حدیث میں اعلان کر دیا کہ کوئی شخص محمد بن اسماعیل کی مجلس میں نہ جائے اور جو کوئی گیا وہ اسی کے مذہب پر تصور کیا جائے گا۔

چنانچہ لوگوں نے امام بخاری رحمہ اللہ کی مجلس حدیث میں جانا چھوڑ دیا سوائے امام مسلم رحمہ اللہ اور امام احمد بن سلمہ رحمہ اللہ کے ایک دن امام ذہلی رحمہ اللہ دوران مجلس کہنے لگے! جو بھی الفاظ بولنے کو مخلوق کہتا ہے وہ ہماری مجلس میں نہ بیٹھے۔

مجلس میں امام مسلم رحمہ اللہ بھی موجود تھے انہوں نے اپنی چادر سر پر رکھی بھری مجلس سے اٹھ کر چلے گئے اور جو روایات امام ذہلی رحمہ اللہ سے سنی تھیں سب اوراق اٹھا کر ایک آدمی کے ہاتھ بھیج دیے چونکہ امام مسلم رحمہ اللہ سمجھتے تھے کہ اس مسئلے میں امام بخاری رحمہ اللہ حق پر ہیں، اس لیے حق کی طرفداری کی اسی بناء پر صحیح مسلم میں امام مسلم رحمہ اللہ نے امام محمد بن یحییٰ الذہلی رحمہ اللہ کی کوئی روایت نہیں ذکر کی۔

فائدہ:...... مسئلہ کلام کے بارے امام محمد بن یحییٰ الذہلی رحمہ اللہ اور امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ کا موقف ایک ہی تھا لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کا موقف تفصیل کے ساتھ تھا جسے عوام الناس سمجھ نہ سکے اور اسے غلط رنگ میں پیش کیا۔

اصل موقف یہی تھا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ تفصیل یہ کرتے تھے کہ کلام اللہ کی صفت ہے لہٰذا وہ غیر مخلوق ہے یعنی جو تلاوت کیا جاتا وہ کلام اللہ ہے اور جو تلاوت فعل ہم ادا کرتے ہیں وہ ہمارا فعل ہے جو کہ مخلوق ہے۔

علم اور اہل علم سے محبت:

امام مسلم رحمہ اللہ کی امتیازی صفات میں سے ایک صفت علم اور اہل علم سے بے پناہ محبت تھی، چنانچہ آپ نے 12 سال کی کم عمری میں ہی نیساپور کے مشائخ سے حدیث کا سماع شروع کر دیا اور اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے نیساپور کے کبار مشائخ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

جس طرح آپ علم کے شوقین تھے اسی طرح اہل علم سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے چنانچہ جب آپ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے علم و فضل اور حدیث اور علل حدیث پر مضبوط رسوخ دیکھا تو بے ساختہ یہ پکار اُٹھے:

"دَعْنِي حَتّٰى أُقَبِّلَ رِجْلَيْكَ يَاأُسْتَاذَ الأَسْتَاذِينَ وَسَيِّدَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَطَبِيْبَ الْحَدِيْثِ فِي عِلَلِهِ ." ❶

"اے استاذوں کے استاذ، محدثین کے سردار اور حدیث کی علل کے بہترین طبیب مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے پاؤں کو بوسہ دوں۔"

امام مسلم رحمہ اللہ کے بارے حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَكَانَ لِمَوتِهِ سَبَبٌ غَرِيبٌ نَشَأَ عَنْ غَمْرَةِ فِكْرِيَّةٍ عِلْمِيَّةٍ ."

"امام مسلم رحمہ اللہ کی موت کا سبب بڑا عجیب تھا جو کہ ایک علمی پریشانی کی وجہ سے رونما ہوا۔" ❷

ان تمام آثار سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ علم اور اہل علم سے بڑی والہانہ محبت رکھتے تھے اور علمی ذوق نے آپ کو ہر چیز سے بیگانہ کر رکھا تھا۔

جود و سخا:

امام مسلم رحمہ اللہ کے آباء و اجداد کا شمار نیساپور کے رؤسا میں سے ہوتا ہے اس لیے امام

---

❶ سير أعلام النبلاء: 437/12. ❷ معرفة علوم الحديث، ص: 52.

مسلم رحمہ اللہ نے ورثہ میں کثیر اموال اور املاک پائیں گویا امام مسلم رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح علم میں خیر کثیر سے نوازا تھا اسی طرح دنیوی مال و متاع میں بھی خیر کثیر کے مالک تھے۔ آپ پیشہ کے اعتبار سے تاجر تھے اور کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ ❶

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: خان محمش سرائے میں آپ تجارت کرتے تھے اور استوا مقام پر آپ کی زمین تھی جس سے آپ کا گزر بسر ہوتا تھا۔

امام مسلم رحمہ اللہ علم اور اہل علم کی خدمت میں اور غرباء مساکین پر خرچ کرنے کو پسند کرتے تھے اسی لیے اہل علم کے ہاں اور عوام الناس میں بڑے پسندیدہ سمجھے جاتے تھے۔ دل میں استغناء کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

چنانچہ آپ کے بارے امام ذہبی رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں: امام مسلم رحمہ اللہ تاجر پیشہ تھے شہر نیساپور کے محسن تھے اور جائیداد و ثروت کے مالک تھے۔ ❷

اہل علم کے ہاں مقام:

امام مسلم رحمہ اللہ کی علمی برتری اور فوقیت کا اعتراف آپ کے مشائخ نے بھی کیا اور معاصرین نے بھی علم حدیث کی دنیا میں آپ نے بڑا مقام و مرتبہ حاصل کیا۔ جس زمانہ میں آپ نے آنکھ کھولی اس وقت ہر سو کبار محدثین اور اہل فن موجود تھے لیکن اللہ کے فضل کے بعد آپ کی ذہانت و فطانت، فطری قابلیت، فضل و کمال اور فہم حدیث میں کمال رسوخ ہونے کی بہت سے اہل علم نے گواہی دی ہے۔

چنانچہ یہاں ہم چند اہل علم کے اقوال بیان کرتے ہیں:

- امام مسلم رحمہ اللہ ابھی زمانہ طالب علمی میں ہی تھے کہ آپ کی ذہانت و فطانت اور فہم و فراست کو دیکھ کر نیساپور کے عظیم محدث امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرمانے لگے:

"مَرْدِ کَامِلِ بَوَد۔" ❸ "یہ کامل عالم بنے گا۔"

---

❶ تهذيب التهذيب: 127/10. ❷ شذرات الذهب: 145/2.

❸ تاريخ بغداد: 102/13.

❁ آپ کے بارے آپ کے استاذ الشیخ اسحاق بن منصور الکوسج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَنْ نَعْدَمَ الْخَيْرَ مَاأَبْقَاكَ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ"❶

"جب تک اللہ تعالیٰ نے تمہیں مسلمانوں کے لیے زندہ رکھا ہے ہم خیر و بھلائی سے محروم نہیں ہوں گے۔"

❁ آپ کے رفیق سفر اور شاگرد رشید احمد بن سلمہ رحمہ اللہ کبار مشائخ کی آپ کے بارے رائے یوں بیان کرتے ہیں:

"رَأَيْتُ اَبَازُرْعَةَ وَاَبَاحَاتِمٍ يُقَدِّمَانِ مُسْلِمَ بْنَ الْحَجَّاجِ فِي مَعْرِفَةِ الصَّحِيْحِ عَلَى مَشَايِخِ عَصْرِهِمَا."❷

"میں نے ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ اور امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ صحیح حدیث کی پہچان کرنے میں امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کو اپنے زمانے کے دیگر مشائخ سے مقدم کرتے تھے۔"

❁ امام محمد بن عبدالوہاب الفراء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كَانَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ مِنْ عُلَمَاءِ النَّاسِ وَأَوْعِيَةِ الْعِلْمِ، ما عَلِمْتُهُ إِلَّا خَيْرًا."❸

امام مسلم بن حجاج لوگوں کے علماء اور علم کے محافظوں میں سے تھے اور میں انہیں یقینی طور پر پسندیدہ شخصیت سمجھتا ہوں۔

❁ امام محمد بن بشار رحمہ اللہ اپنے چار شاگردوں کے بارے بطور فخر یوں فرماتے ہیں:

"حُفَّاظُ الدُّنْيَا أَرْبَعَةٌ أَبُوزُرْعَةَ بِالرَّيِّ وَمُسْلِمٌ بِنَيْسَابُوْرَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ بِسَمَرْقَنْدَ وَمُحَمَّدُبْنُ إِسْمَاعِيْلَ بِبُخَارَى."

❶ تاریخ الاسلام: 432/6. ❷ تذکرۃ الحفاظ: 589/2.
❸ تهذیب التهذیب: 115/10.

دنیا میں حفاظ حدیث چار ہیں: ابوزرعہ رحمہ اللہ رَيّ میں، مسلم بن حجاج رحمہ اللہ نیساپور میں، عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی رحمہ اللہ سمرقند میں اور محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ بخاری میں۔

❁ امام ابوعبداللہ محمد بن یعقوب الاخرم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إِنَّمَا أَخْرَجَتْ نَيْسَابُورُ ثَلَاثَةَ رِجَالٍ: مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَ الذُّهْلِيُّ وَمُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ"❶

نیساپور نے تین (صاحب کمال) آدمی پیدا کیے: محمد بن یحییٰ ذہلی رحمہ اللہ، مسلم بن حجاج رحمہ اللہ اور ابراہیم بن ابی طالب رحمہ اللہ"۔

❁ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ آپ کے بارے یوں فرماتے ہیں:

"كَتَبْتُ عَنْهُ بِالرَّيِّ وَكَانَ ثِقَةً مِنَ الْحُفَّاظِ لَهُ مَعْرِفَةٌ بِالْحَدِيثِ"❷

"میں نے امام مسلم رحمہ اللہ سے رَيّ شہر میں احادیث لکھیں وہ ثقہ حفاظ میں سے تھے اور حدیث کی خوب معرفت رکھتے تھے۔"

❁ ابوعمرو محمد بن حمدان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید المعروف ابن عقدہ سے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کے بارے سوال کیا کہ "أَيُّهُمَا أَعْلَمُ" ان دونوں میں سے زیادہ عالم کون ہے تو امام ابن عقدہ رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ امام بخاری رحمہ اللہ بھی عالم تھے اور امام مسلم رحمہ اللہ بھی عالم تھے میں نے بار بار سوال کیا لیکن وہ یہی جواب دیتے رہے بالآخر فرمانے لگے: اے ابوعمرو! اہل شام سے روایت کرنے میں امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اہل شام میں سے بعض کی کتب سے روایات اخذ کیں جس میں ایک ہی راوی ایک جگہ نام سے اور دوسری جگہ کنیت سے ذکر کیا گیا تو امام بخاری رحمہ اللہ کو گمان ہوا کہ یہ دو مختلف افراد ہیں جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ سے بہت کم غلطی ہوئی۔

❁ امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت المعروف خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ تاریخ الاسلام: 433/6۔ ❷ الجرح والتعدیل: 182/8۔

"أَحَدُ الأَئِمَةِ مِنْ حُفَّاظِ الحَدِيثِ" ❶

"امام مسلم رحمہ اللہ حفاظِ حدیث آئمہ میں سے ایک ہیں۔"

❁ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"المُقَدَّمُ وَالحُجَّةُ فِي التَّمْيِيزِ بَيْنَ الصَّحِيحِ وَالسَّقِيمِ" ❷

"امام مسلم رحمہ اللہ صحیح اور ضعیف میں امتیاز کرنے میں حجت اور سب سے مقدم سمجھے جاتے تھے۔"

❁ امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی المعروف ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَكَانَ مِنْ كِبَارِ العُلَمَاءِ وَأَوْعِيَةِ العِلْمِ" ❸

"امام مسلم رحمہ اللہ کبار علماء اور علم کے خزانوں میں سے تھے۔"

❁ امام عبدالکریم بن محمد سمعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أَبُو الحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الحَجَّاجِ القُشَيْرِي أَحَدُ آئِمَةِ الدُّنْيَا المَشْهُورُ كِتَابُهُ الصَّحِيحُ فِي الشَّرْقِ وَالغَرْبِ" ❹

"امام ابوحسین مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ دنیا کے آئمہ میں سے ایک ہیں ان کی کتاب "الصحیح" مشرق و مغرب میں مشہور ہے۔"

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"امام مسلم رحمہ اللہ مسلمانوں کے آئمہ، حفاظ محدثین اور مضبوط مصنفین میں سے ایک ہیں۔ آئمہ متقدمین میں سے بہت سے علماء نے ان کی تعریف کی ہے اور تمام علماء ان کی امامت، علم میں تقدم، صحتِ حدیث ان کی ثقاہت اور ان کی کتاب کی قبولیت پر متفق ہیں۔" ❺

❶ تاریخ بغداد: 100/13. ❷ مختصر تاریخ نیسابور، ص: 34.
❸ المنتظم فی الملوك والأمم: 32/5. ❹ الانساب: 155/10.
❺ إكمال المعلم، ص: 96.

❁ امام ابوزکریا یحیٰی بن شرف الدین نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علماء اُمت امام مسلم کی عظمت، امامت اور بلند مرتبہ ہونے پر متفق ہیں اور اس بات کی سب سے بڑی دلیل: ان کی کتاب ''الصحیح'' ہے جو حسنِ ترتیب اور طرقِ حدیث کی تلخیص میں اپنی مثال آپ ہے نہ اس سے پہلے کسی کتاب میں اور نہ بعد میں یہ چیز پائی گئی ہے۔'' ❶

❁ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف میں امام مسلم رحمہ اللہ کے بارے مختلف اوصاف بیان کیے ہیں۔

کہیں آپ کے بارے یوں کہا: الامام، الحافظ، حجۃ الاسلام۔ ❷

کہیں آپ کے بارے یوں کہا: الامام الکبیر، الحافظ، المجرد، الحجۃ۔ ❸

اور کہیں یوں فرمایا: أحد أركان الحديث۔ ❹

بلکہ امام ذہبی رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ کے استاد یحیٰی بن یحیٰی نیساپوری رحمہ اللہ کے ترجمہ میں یوں لکھتے ہیں:

خراسان میں یحیٰی بن یحیٰی رحمہ اللہ جیسا اگر کوئی تھا تو اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ تھا اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے بعد اس جیسا کوئی تھا تو وہ محمد بن یحیٰی الذہلی رحمہ اللہ تھا اور اگر اس کے بعد اس جیسا کوئی تھا تو وہ مسلم بن حجاج رحمہ اللہ تھا اور مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کے بعد ایسا کوئی ہوا تو وہ محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ تھا اور محمد بن نصر رحمہ اللہ کے بعد اس جیسا کوئی ہوا تو وہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ تھا اور ان کے بعد ابوحامد بن الشرقی رحمہ اللہ اور ان کے بعد ابوبکر الصبغی رحمہ اللہ تھے۔ ❺

❁ حافظ ابوالفداء عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اہل حدیث اور غیر اہل حدیث علماء کی ایک بہت بڑی جماعت نے امام مسلم رحمہ اللہ کی

❶ تهذيب الاسماء واللغات: 90/2۔ ❷ تذكرة الحفاظ: 588/2۔
❸ سير اعلام النبلاء: 557/12۔ ❹ العبر في خبر من غبر: 23/2۔
❺ سير اعلام النبلاء: 519/10۔

تعریف اور مدح بیان کی ہے۔ ❶

❁ ابو الفضل حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے امام مسلم رحمہ اللہ کے بارے میں یہ القاب بیان کیے ہیں:

"ثِقَةٌ ، حَافِظٌ ، إِمَامٌ ، مُصَنِّفٌ ، عَالِمُ الْفِقْهِ"

امام مسلم رحمہ اللہ کا مذہب:

امام مسلم رحمہ اللہ مذہب کے اعتبار سے محدثین کے مذہب پر تھے یعنی کتاب وسنت کے پیروکار تھے اور خاص کسی امام کے مقلد نہ تھے جیسا کہ آپ کے بارے امام عبدالرحمٰن سخاوی رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں:

"وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ كَانَ عَلَى طَرِيقَةِ الْأَئِمَّةِ مِنْ أَهْلِ الْآثَارِ فِي عَدَمِ التَّقْلِيدِ . "

"اور یہ بات ظاہر ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ آئمہ محدثین کے مذہب اور طریقے پر تھے جو احادیث و آثار کی پیروی کرنے والے تھے مقلد نہ تھے۔"

اور مزید یوں فرماتے ہیں:

"وَمِمَّنْ قَالَ إِنَّهُ عَلَى مَذْهَبِ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَلَيْسَ بِمُقَلِّدٍ بِعَيْنِهِ مِنَ الْعُلَمَاءِ . "❷

اور بعض نے یہ کہا ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ اہل حدیث (محدثین) کے مذہب پر تھے اور علماء میں سے کسی معین فرد کے مقلد نہیں تھے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ، امام ابوداؤد رحمہ اللہ، امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ وغیرہ کیا یہ آئمہ مجتہدین میں سے ہیں جنہوں نے کسی کی تقلید نہیں کی یا پھر یہ سب مقلدین میں سے ہیں؟

❶ البدایہ والنہایہ: 47/11.

❷ غنية المحتاج فی ختم صحيح مسلم بن الحجاج ، ص: 36-37.

تو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرمانے لگے:

"امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ فقہ کے امام اور اہل اجتہاد میں سے ہیں۔"

البتہ امام مسلم رحمہ اللہ، امام ترمذی رحمہ اللہ، امام نسائی رحمہ اللہ اور امام ابن ماجہ رحمہ اللہ اور ان جیسے دیگر علماء محدثین یہ سب اہل حدیث مذہب پر تھے اور علماء میں سے کسی خاص فرد کے مقلد نہ تھے لیکن یہ مطلق مجتہدین میں سے نہیں ہیں بلکہ آئمہ حدیث جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ، امام ابوعبید رحمہ اللہ اور دیگر ان جیسے علماء محدثین کے اقوال کی طرف میلان رکھتے تھے۔ ❶

بعض اہل علم نے امام مسلم رحمہ اللہ کو مسلک کے اعتبار سے شافعی کہا ہے جیسا کہ صاحب کشف الظنون امام کتانی رحمہ اللہ اور نواب صدیق الحسن رحمہ اللہ وغیرہ۔

جبکہ شیخ عبداللطیف سندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام مسلم وامام ترمذی رحمہ اللہ کے متعلق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دونوں امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد ہیں حالانکہ یہ دونوں مجتہد تھے البتہ بہت سے مسائل میں ان سے استفادہ کیا ہے، ان کے اجتہاد کی طرف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اشارہ کیا ہے چنانچہ تقریب التہذیب میں فرماتے ہیں: ثِقَةٌ ، إِمَامٌ۔ ❷

بعض علماء نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کو امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب پر قرار دینے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی بعض کتب میں امام شافعی رحمہ اللہ کی بڑی تعریف کی ہے اور انہیں حدیث اور جرح وتعدیل میں مرجع قرار دیا ہے اس بناء پر بعض اہل علم نے ان کو مسلک کے اعتبار سے شافعی قرار دیا ہے۔

صحیح بات اور حقیقت یہی ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کسی خاص فرد کے مقلد نہ تھے بلکہ محدثین اور اہل حدیث کے مذہب پر تھے اور آئمہ مجتہدین میں سے ہیں۔

---

❶ مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ: 20/39-40.

❷ مقدمہ لامع الدراری علی جامع البخاری ، ص: 18.

امام مسلم رحمہ اللہ کا عقیدہ:

امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ اپنے عقیدہ کے اعتبار سے اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے حاملین میں سے ہیں اور اس بات کی سب سے بڑی دلیل ان کا علمی شاہکار صحیح مسلم ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ اپنی کتاب "تبیین کذب المفتری فیما نسب إلی الامام ابی الحسن الاشعری" میں اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کو بیان کرنے کے بعد اس عقیدہ کے حاملین علماء میں امام مسلم رحمہ اللہ کو بھی ذکر کرتے ہیں۔

ابو منصور بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الملل والنحل" میں "بیان التحقیق لنجاۃ اهل السنة والجماعة" کے نام سے ایک عنوان قائم کیا جس میں انہوں نے اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے حاملین فقہاء محدثین اور قراء ونحاۃ کو ذکر کیا ہے، اس میں انہوں نے امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کو بھی شامل کیا ہے اور آخر میں فرماتے ہیں:

"وَكُلُّ هٰؤُلَاءِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ." ❶

"اور یہ سب اہل سنت والجماعت میں سے ہیں۔"

اور نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ اپنی کتاب "المقالة الفصيحة" میں قدیم اہل سنت کے عقیدہ کو بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور اس عقیدہ کے حاملین میں امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور اصحاب صحاح ستہ کو ذکر کرتے ہیں۔ ❷

امام مسلم کے اساتذہ:

امام مسلم رحمہ اللہ نے طلب حدیث میں اس وقت کے تمام بڑے علمی مراکز کی طرف سفر کیا اور وہاں کے علماء ومشائخ سے استفادہ کیا اسی وجہ سے آپ کے اساتذہ کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے اساتذہ کے نام حروف معجم کے اعتبار سے ذکر کیے ہیں اور

❶ كتاب الملل والنحل، ص: 156. ❷ المقالة الفصيحة، ص: 23-24.

پھر آخر میں فرماتے ہیں:

"وَعِدَّتُهُمْ مِئَتَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا أَخْرَجَ عَنْهُمْ فِي الصَّحِيحِ." ❶

"اور ان کی تعداد 220 افراد ہے جن سے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایات بیان کی ہیں۔"

اس بات کو ذکر کرنے کے بعد امام ذہبی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"ان کے علاوہ بھی امام مسلم رحمہ اللہ کے کچھ شیوخ ہیں جن کی امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت بیان نہیں کی مثال کے طور پر علی بن الجعد رحمہ اللہ، امام علی بن المدینی رحمہ اللہ اور امام محمد بن یحییٰ الذهلی رحمہ اللہ۔"

البتہ اس کے علاوہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ اور امام محمد بن مسلم بن وارۃ رحمہ اللہ بھی ہیں جن کو بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے۔

شیخ مشہور بن حسن آل سلمان نے امام مسلم رحمہ اللہ کے اساتذہ کو ذکر کرتے ہوئے 219 آپ کے وہ اساتذہ ذکر کیے ہیں جن سے آپ نے اپنی صحیح میں روایات بیان کی ہیں اور 26 ایسے اساتذہ ذکر کیے ہیں جن سے اپنی کتاب صحیح کی بجائے دیگر کتب میں روایت کی ہے۔ ❷

یہاں ہم امام مسلم رحمہ اللہ کے شیوخ میں سے ان چند کا ذکر کرتے ہیں جن سے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی جامع صحیح میں کثرت سے روایات نقل کی ہیں:

1: الامام ابو بكر عبدالله بن محمد بن ابراهيم بن أبي شيبه الكوفي رحمہ اللہ (ت 235ھ): ان کی (1540) احادیث صحیح مسلم میں ہیں۔

2: الامام ابو خيثمه زهير بن حرب النسائي رحمہ اللہ (ت234ھ): ان کی صحیح مسلم میں 1281 احادیث ہیں۔

---

❶ سير أعلام النبلاء: 561/12.

❷ الامام مسلم و منهجه في الصحيح وأثره في علم الحديث.

3: الامام ابو موسیٰ محمد بن المثنی البصری رحمہ اللہ (ت252ھ): ان کی صحیح مسلم میں (772) احادیث ہیں۔

4: الامام ابو رجاء قتیبہ بن سعید البغلانی رحمہ اللہ (ت240ھ): ان کی صحیح مسلم میں (668) احادیث ہیں۔

5: الامام ابو عبدالرحمن محمد بن عبداللہ بن نمیر الکوفی رحمہ اللہ (ت234ھ): ان کی صحیح مسلم میں (573) احادیث ہیں۔

6: الامام ابو کریب محمد بن العلاء بن کریب الکوفی رحمہ اللہ (ت247ھ): ان کی صحیح مسلم میں (556) احادیث ہیں۔

7: الامام ابو بکر محمد بن بشار البندار البصری رحمہ اللہ (ت252ھ): ان کی صحیح مسلم میں (460) احادیث ہیں۔

8: الامام ابو عبداللہ محمد بن رافع القشیری رحمہ اللہ (ت245ھ): ان کی صحیح مسلم میں (362) احادیث ہیں۔

9: الامام ابو عبداللہ محمد بن حاتم بن میمون المؤدب رحمہ اللہ (ت235ھ): ان کی صحیح مسلم میں (300) احادیث ہیں۔

10: الامام ابو الحسن علی بن حجر بن إیاس المروزی رحمہ اللہ (ت244ھ): ان کی صحیح مسلم میں (188) احادیث ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ کے تلامذہ:

یہ بات تو طے شدہ ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ سے علمی فیض حاصل کرنے والے ایک کثیر تعداد میں ہیں البتہ ان تلامذہ کو مکمل طور پر احاطۂ شمار میں کرنا قدرے مشکل ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ کے اساتذہ کے بارے میں تو صحیح مسلم سے رہنمائی حاصل کرنا ممکن ہے لیکن آپ کے شاگردوں کے بارے اطلاع پانے کے لیے کتبِ رجال اور کتبِ تراجم کی بنظر عمیق ورق

گردانی کرنا ضروری ہے۔

امام مزی رحمہ اللہ نے تہذیب الکمال میں اور ان کے بعد ان کے شاگرد امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "سیر أعلام النبلاء" میں امام مسلم رحمہ اللہ کے بعض شاگردوں کا ذکر کیا ہے۔

یہاں ہم ان کے ناموں کو حروف تہجی کے اعتبار سے ذکر کرتے ہیں:

1: ابراهيم بن اسحاق الصيرفى رحمہ اللہ (ت 303 هـ)

2: ابراهيم بن ابى طالب رحمہ اللہ (ت 295 هـ)

3: ابراهيم بن محمد بن حمزه رحمہ اللہ (ت 353 هـ)

4: ابراهيم بن محمد بن سفيان النيسابورى رحمہ اللہ (ت 308 هـ)

5: احمد بن حمدون الأعمشى رحمہ اللہ (ت 321 هـ)

6: احمد بن سلمه النيسابورى (ت 286 هـ)

7: احمد بن على بن الحسين القلانسى رحمہ اللہ۔

8: احمد بن المبارك المستملى رحمہ اللہ (ت 284 هـ)

9: احمد بن محمد بن الحسن ابن الشرقى رحمہ اللہ (ت 325 هـ)

10: احمد بن نصر بن ابراهيم الخفاف رحمہ اللہ (ت 299 هـ)

11: حاتم بن احمد بن محمود الكندى رحمہ اللہ

12: الحسين بن محمد بن زياد القبّانى رحمہ اللہ (ت289 هـ)

13: داود بن سليمان الكرمانى رحمہ اللہ

14: ذكريا بن داود بن بكر النيسابورى رحمہ اللہ (ت 286 هـ)

15: سعيد بن عمرو بن عمار البرذعى رحمہ اللہ (ت 292 هـ)

16: صالح بن محمد بن عمرو جزرة رحمہ اللہ (ت 293 هـ)

17: عبدالله بن احمد بن عبدالسلام الخفاف رحمہ اللہ (ت 294 هـ)

18: عبدالله بن محمد بن الحسن ابن الشرقى رحمہ اللہ (ت 328 هـ)

19: عبداللہ بن محمد بن علی البلخی رحمہ اللہ (ت 294 ھ)

20: عبداللہ بن یحییٰ بن موسیٰ السرخسی القاضی رحمہ اللہ

21: عبدالرحمن بن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ (ت 327 ھ)

22: علی بن اسماعیل الصفار رحمہ اللہ (ت 307 ھ)

23: علی بن الحسن بن موسیٰ الهلالی رحمہ اللہ (ت 267 ھ) وهو أكبر من الامام مسلم رحمہ اللہ "یہ امام مسلم رحمہ اللہ سے بڑے تھے۔"

24: علی بن الحسین بن الجنید الرازی رحمہ اللہ (ت 291 ھ)

25: الفضل بن محمد بن علی البلخی رحمہ اللہ

26: محمد بن ابراهیم بن محمد الأصبهانی رحمہ اللہ (ت 289 ھ)

27: محمد بن احمد بن زهیر الطوسی رحمہ اللہ

28: محمد بن اسحاق بن ابراهیم السراج رحمہ اللہ (ت 313 ھ)

29: محمد بن اسحاق بن خزیمة النیسابوری رحمہ اللہ (ت 311 ھ)

30: محمد بن عبدالرحمن بن محمد السرخسی رحمہ اللہ (ت 325 ھ)

31: محمد بن عبدالوهاب بن حبیب العبدی رحمہ اللہ (ت 272 ھ)

32: محمد بن عبد بن حمید ابن الحافظ الکبیر رحمہ اللہ

33: محمد بن عیسیٰ بن سورة الترمذی رحمہ اللہ (ت 279 ھ)

34: محمد بن محمد بن موسیٰ البلخی رحمہ اللہ

35: محمد بن مخلد بن حفص الدُّوری رحمہ اللہ (ت 331 ھ)

36: محمد بن النضر بن سلمة بن الجارود رحمہ اللہ (ت 291 ھ)

37: مکی بن عبدان بن بکر التمیمی رحمہ اللہ (ت 325 ھ)

38: نصر بن أحمد بن نصر الکندی رحمہ اللہ (ت 293 ھ)

39: یحییٰ بن محمد بن صاعد البغدادی رحمہ اللہ (ت 318 ھ)

40: یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم الاسفرایینی رحمہ اللہ (ت 316 ھـ)

امام مسلم رحمہ اللہ کی وفات:

امام مسلم رحمہ اللہ کی وفات کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے جو کہ درحقیقت امام مسلم رحمہ اللہ کی بلند ہمتی اور حدیث کے ساتھ شغف کا خاص ثبوت ہے۔

ہوا یوں کہ امام مسلم رحمہ اللہ کے لیے حدیث کے مذاکرہ کی مجلس منعقد کی گئی۔ امام مسلم رحمہ اللہ بڑے انہماک سے درس حدیث میں مصروف تھے کہ دوران مجلس آپ سے ایک حدیث پوچھی گئی جسے آپ نہ پہچان سکے مجلس برخاست ہونے کے بعد آپ اس فکر اور پریشانی میں گھر واپس لوٹے، دیا روشن کیا اور گھر والوں سے کہا کہ آج رات میرے پاس کوئی نہ آئے، اتنے میں کسی نے کھجوروں کی ایک ٹوکری بھیجی آپ کو بتایا گیا تو انہوں نے کہا مجھے بھی پیش کرو چنانچہ یہ ٹوکری آپ کو پیش کی گئی آپ بڑے انہماک سے حدیث تلاش کرنے کے لیے مستغرق رہے اور ساتھ ساتھ کھجوریں بھی تناول کرتے رہے حتی کہ صبح ہوگئی حدیث بھی مل گئی اور کھجوریں بھی ختم ہوگئیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ اسی وجہ سے بیمار ہوگئے اور وفات پاگئے۔

آپ نے اتوار کی شام 25 رجب 261ھ الموافق 6 مئی 875ء کو 55 سال کی عمر پا کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے سوموار کے دن نیشاپور کے باہر محلہ نصر آباد کے میدان زیاد قبرستان میں دفن کیا گیا۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وارفع درجتہ فی المھدیین

امام مسلم رحمہ اللہ کی مؤلفات:

امام مسلم رحمہ اللہ نے تصنیف وتالیف کی دنیا میں بھی اپنے پیچھے ایک بہت بڑا علمی ورثہ چھوڑا چنانچہ حدیث اور علوم الحدیث پر لکھنے میں آپ کا شمار مکثرین میں سے ہوتا ہے۔ امام عبدالرحمٰن بن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "المنتظم" میں آپ کی 23 تصانیف ذکر کی ہیں

اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ''سیر أعلام النبلاء'' میں 20 تصانیف ذکر کی ہیں البتہ شیخ مشہور حسن آل سلمان نے اپنی کتاب ''الامام مسلم بن الحجاج ومنهجه فی الصحیح'' میں امام مسلم رحمہ اللہ کی تصانیف بڑی تفصیل سے بیان کی ہیں۔ ان میں سے کچھ طبع شدہ ہیں اور کچھ مخطوط یا مفقود ہیں۔ آپ کی طبع شدہ کتب مندرجہ ذیل ہیں:

(1) الأسامی والکنی (2) التمیز (3) الجامع الصحیح (4) رجال عروة بن الزبیر (5) المنفردات والوُحدان (6) الطبقات (7) أسماء الرجال (8) طبقات التابعین (9) طبقات الرواة

امام مسلم رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے جو مفقود ہیں یا مخطوط کی صورت میں ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) الإخوة والأخوات (2) الأفراد (3) أفراد الشامیین من الحدیث عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم (4) الأقران (5) الأوحاد (6) الانتفاع بأهب السباع (7) انتخاب مسلم علی أبی أحمد الفراء (8) أولاد الصحابة ومن بعدهم من المحدثین (9) أوهام المحدثین (10) التاریخ (11) تفضیل السنین (12) الجامع الکبیر علی الأبواب (13) ذکر أولاد الحسین (14) رواة الاعتبار (15) سؤالاته احمد بن حنبل (16) العلل (17) کتاب عمرو بن شعیب (18) المخضرمون (19) مسند حدیث مالک (20) المسند الکبیر علی الرجال (21) مشایخ الثوری (22) مشایخ شعبة (23) مشایخ مالك (24) معرفة رواة الأخبار (25) کتاب المعمر فی ذکر ما أخطأ فیه مَعمر (26) المفرد (27) الوحدان (28) من لیس له إلا راوٍ واحدٌ۔

نوٹ:...... بعض اہل علم نے آخری دو کتابوں کو ایک کتاب شمار کیا ہے۔

فصل: 2

صحیح مسلم

نام:

امام مسلم رحمہ اللہ کی اس شہرہ آفاق تصنیف کے نام بارے اہل علم کی مختلف آراء ہیں اور اس امر کے بارے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح میں کوئی واضح صراحت نہیں بیان کی البتہ امام ابوعمرو ابن الصلاح رحمہ اللہ اپنی کتاب "صیانة صحیح مسلم" میں امام مسلم رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"صَنَّفْتُ هٰذَا "الْمُسْنَدَ الصَّحِيْحَ" مِنْ ثَلَاثِمِائَةِ أَلْفِ حَدِيْثٍ مَسْمُوعَةٍ." ❶

"میں نے یہ کتاب "المسند الصحیح" تین لاکھ مسموع احادیث کے مجموعے سے تصنیف کی۔"

امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کتاب کو صرف "المسند" کے نام سے بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں:

"عَرَضْتُ هٰذَا "الْمُسْنَدَ" عَلَى أَبِي زُرْعَةَ" ❷

"میں نے یہ "المسند" امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ پر پیش کی۔"

- امام ابن منجویہ، امام حاکم، ابن ابی یعلی رحمہ اللہ، خطیب بغدادی رحمہ اللہ، ابن جوزی رحمہ اللہ اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کتاب کا نام "المسند الصحیح" ذکر کیا ہے۔
- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ اور نواب صدیق حسن رحمہ اللہ نے اس کا نام "الجامع"

---

❶ صیانة صحیح مسلم، ص: 68۔ ❷ صیانة صحیح مسلم، ص: 68۔

ذکر کیا ہے۔

- امام ابن اثیر رحمہ اللہ، امام نووی رحمہ اللہ، امام ابن خلکان، امام ذہبی رحمہ اللہ اور امام سمعانی رحمہ اللہ نے اس کتاب کا نام "الصحیح" ذکر کیا ہے۔
- قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کتاب کا نام "المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ذکر کیا ہے۔
- ابن خیر اشبیلی رحمہ اللہ نے اس کتاب کا نام یہ ذکر کیا ہے، المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ان تمام اقوال کی روشنی میں اولی اور بہتر یہی ہے کہ اس کتاب کو مسند صحیح کے نام سے ذکر کیا جائے جو کہ صاحب کتاب نے خود ذکر کیا ہے البتہ اس وقت حدیث کی دنیا میں اہل علم کے ہاں یہ کتاب "صحیح مسلم" کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

سبب تالیف:

اہل علم نے صحیح مسلم کے لکھے جانے کے مختلف اسباب بیان کیے ہیں جنھیں ہم یہاں اختصار سے بیان کرتے ہیں۔

1:...... امام مسلم رحمہ اللہ سے ان کے شاگرد رشید اور رفیق سفر احمد بن سلمۃ رحمہ اللہ نے مطالبہ کیا کہ آپ دین کی سنن واحکام، ثواب وعقاب اور ترغیب وترہیب کے حوالے سے صحیح احادیث کا مجموعہ اکٹھا کر دیں تا کہ بوقت ضرورت اس کی طرف رجوع کیا جا سکے۔ [1]

2:...... امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنے عہد میں دیکھا کہ بہت سے لوگ جو اپنے آپ کو محدث گردانتے ہیں اور بعض دوسرے جو جاہل صوفی اور بے دین قصہ گو (قصاص) عوام میں ایسی ضعیف اور منکر روایات پھیلا رہے ہیں اور سادہ عوام جو ان روایات کے ضعف سے ناواقف

[1] مقدمہ صحیح مسلم.

ہیں پورے اعتماد اور وثوق سے ان پر عمل پیرا ہو رہے ہیں تو آپ نے یہ عزم کیا کہ صرف صحیح احادیث کا ایک ایسا مجموعہ تیار کیا جائے کہ لوگ دین کے احکام میں اس سے رہنمائی پا سکیں اور اپنے اعمال کی اصلاح کر سکیں۔ ❶

3:...... مولانا عبدالمجید خادم رحمہ اللہ نے ''اخبار اہل حدیث'' رسالہ میں ذکر کیا ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے دینی علوم کی تکمیل کے بعد تحریر و تدوین پر توجہ فرمائی اور در حقیقت تحصیل حدیث میں اس قدر کاوش و کوشش انہوں نے اسی غرض اور اسی مقصد سے کی تھی کہ حدیث کی ایک جامع مانع اکمل و افضل کتاب مرتب کریں چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ ایک بار میرے استاذ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے پوچھا؟ مسلم! تم اس قدر حدیثیں جمع کر کے کیا کرو گے؟

میں نے عرض کی: جناب میں ان کو کتابی صورت میں مدون کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

یہ جواب سن کر استاذ صاحب بہت خوش ہوئے اور میرے اس عزم کو مبارک اور اچھا قرار دیا۔ ❷

صحیح مسلم کا مقام تالیف:

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' اپنے شہر نیساپور میں تصنیف کی جہاں ان کے پاس ان کے اُخذ حدیث کے اُصل مخطوطات موجود تھے۔ آپ کو یہ کتاب تالیف کرنے میں پندرہ سال کا عرصہ لگا جیسا کہ آپ کے شاگرد ابو الفضل اُحمد بن سلمہ رحمہ اللہ نے اس بات کی صراحت کی ہے، فرماتے ہیں:

"كُنْتُ مَعَ مُسْلِمٍ فِي تَأْلِيفِ صَحِيحِهِ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً." ❸

''میں امام مسلم رحمہ اللہ کی صحیح کی تالیف میں ان کے ساتھ پندرہ سال رہا۔''

جبکہ امام یحیٰی بن شرف الدین نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کی

---

❶ مقدمه صحيح مسلم۔

❷ اخبار اہل حدیث، سوہدرہ 24 اپریل 1954، مدیر مولانا عبدالمجید خادم۔

❸ سير أعلام النبلاء: 566/12.

کاٹ چھانٹ میں ایک سال لگا کر ٹوٹل سولہ سال کے عرصہ میں تالیف کی اور یہی وہ مدت ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ کو اپنی صحیح کو تالیف کرنے میں لگی۔ ❶

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الصحیح" کو اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور یہ مخطوط آپ کی وفات کے بعد بھی کافی عرصہ تک محفوظ رہا جیسا کہ امام ابن الأخرم رحمہ اللہ (ت 344ھ) کے بارے میں مذکور ہے:

"أحضر ابو عبدالله ابن لأخرم كتابَ مُسْلِمٍ بِخَطِّ مُسْلِمٍ." ❷

مجلس میں امام ابوعبداللہ ابن الاخرم نیساپوری رحمہ اللہ نے امام مسلم رحمہ اللہ کی کتاب پیش کی جو کہ امام مسلم رحمہ اللہ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تھی۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے سن 235 ہجری میں اس کتاب کی تالیف شروع کی اور پندرہ سال کے عرصہ میں اسے مکمل کیا اور سن 250 ہجری کو اس کی تالیف سے فارغ ہوئے جیسا کہ امام عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أن احمد بن سلمه قال: كُنْتُ مَعَ مُسْلِمٍ فِي تَأْلِيفِ هٰذَا الكِتَابِ سَنَةَ خَمْسِينَ ومِئَتَيْنِ." ❸

"احمد بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ: سن 250ھ میں اس کتاب کی تالیف (کے وقت) میں امام مسلم رحمہ اللہ کے ساتھ تھا۔"

اور اس بات کی تائید صحیح مسلم کے راوی، ابراہیم بن سفیان رحمہ اللہ کے قول سے بھی ہوتی ہے کہتے ہیں:

"فَرَغَ لَنَا مُسْلِمٌ مِنْ قِرَاْءَةِ هٰذَا الكِتَابِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ سَبْعٍ وَخَمْسِينَ ومِئَتَيْنِ." ❹

"امام مسلم رحمہ اللہ رمضان 257ھ میں ہم پر اس کتاب کی قراءت کر کے فارغ ہوئے۔"

❶ تاريخ بغداد: 14/2.
❷ سير أعلام النبلاء: 469/15.
❸ التقييد والايضاح، ص: 29.
❹ صيانة صحيح مسلم، ص: 107.

ان اقوال کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوئی کہ امام مسلم رحمہ اللہ اس کتاب کی تالیف سے 250 ہجری میں فارغ ہو چکے تھے اسی لیے 257 ہجری میں اس کتاب کی اپنے تلامذہ پر قراءت کی لہٰذا جن اہل علم نے یہ بات ذکر کی ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کتاب کی تالیف 250 ہجری میں شروع کی۔ یہ بات کمزور اور محل نظر ہے کیونکہ پندرہ سال اس کتاب کو تالیف کرنے میں لگے تو 257 ہجری میں اس کتاب کو اپنے تلامذہ پر کیسے قرأت کر دیا۔

صحیح مسلم کے رواۃ:

صحیح مسلم اگرچہ امام مسلم رحمہ اللہ کی ایک شہرۂ آفاق تصنیف ہے لیکن اس کے باوجود امام مسلم رحمہ اللہ سے براہِ راست اس کتاب کو بیان کرنے والے بہت کم افراد ہیں جو کہ تواتر کی حد کو نہیں پہنچتے یہاں ہم ان رواۃ کو ذکر کرتے ہیں جنہوں نے امام مسلم رحمہ اللہ سے براہِ راست صحیح مسلم کا سماع کیا۔

(1) ابو اسحاق ابراهیم بن محمد بن سفیان النیسابوریؒ:

امام ابو اسحاق صحیح مسلم کو روایت کرنے والوں میں سب سے زیادہ مشہور ہیں اور امام مسلم رحمہ اللہ کے ان شاگردوں میں سے ہیں جنہوں نے زیادہ عرصہ امام مسلم رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی چنانچہ ان کے بارے امام حاکم یوں ذکر کرتے ہیں:

"سمعت محمدَ بْنَ يَزِيدَ العدلَ يَقُولُ: كَانَ إِبْرَاهِيمُ مُجَابَ الدعوة ...... ويَقُول أيضًا: إنه كَانَ مِنَ الْعُبَّادِ الْمُجْتَهِدِيْنَ وَمِنَ الْمُلَازِمِينَ لِمُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ." [1]

"میں نے محمد بن یزید العدل سے سنا کہتے ہیں: امام ابراہیم بن محمد مستجاب الدعوات تھے اور مزید کہتے ہیں: کہ وہ بڑے عبادت گزار اور مجتہدین میں سے ہیں اور زیادہ عرصہ امام مسلم رحمہ اللہ کے ساتھ وقت گزارنے والے شاگردوں میں

---

[1] التقييد لابن نقطة: 218/1.

سے تھے۔"

ان کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ یوں ذکر کرتے ہیں:

"الامَامُ القُدْوَةُ الفَقِيهُ العَلَّامَةُ المُحَدِّثُ الثِّقَةُ......وَكَانَ مِنْ آئِمَةِ الحَدِيثِ ......وَلَازَمَ مُسْلِمًا مُدَّةً وَبَرَعَ فِي عِلْمِ الْأَثَرِ.❶"

"ابراہیم بن محمد رحمہ اللہ امام، پیشوا، فقیہ، علامہ، محدث اور ثقہ ہیں......مزید فرماتے ہیں: اور وہ آئمہ حدیث میں سے ہیں......اور وہ ایک مدت تک امام مسلم رحمہ اللہ کے ساتھ رہے اور علم حدیث میں برتری حاصل کی۔"

امام مسلم رحمہ اللہ کے اس شاگرد امام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان نیساپوری رحمہ اللہ سے صحیح مسلم کو روایت کرنے والے تین اشخاص قابل ذکر ہیں:

1: ابو احمد محمد بن عیسیٰ بن محمد بن عبدالرحمن بن عمرویہ النیسابوری الجلودی رحمہ اللہ

2: ابو عبداللہ محمد بن یزید العدل رحمہ اللہ

3: ابوبکر محمد بن ابراهيم بن یحییٰ الکسائی رحمہ اللہ

لیکن ان سب میں جس راوی نے زیادہ شہرت پائی اور ان کی روایت زیادہ معتمد ہے وہ اول الذکر امام محمد جلودی رحمہ اللہ ہیں حتیٰ کہ ان کے بارے امام حاکم یوں بیان کرتے ہیں:

"وَخُتِمَ بِوَفَاتِهِ سِمَاعُ كِتَابِ مُسْلِمِ بْنِ الحَجَّاجِ ، وَكُلُّ مَنْ حَدَّثَ بِهِ بَعْدَهُ عن إبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ وغَيْرِه فَإِنَّه غَيْرُ ثِقَةٍ.❷"

"امام جلودی رحمہ اللہ کی وفات کے ساتھ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب کا سماع اختتام پذیر ہو گیا اور جو شخص بھی امام جلودی رحمہ اللہ کے بعد (امام مسلم رحمہ اللہ کے شاگرد) ابراہیم بن محمد بن سفیان یا کسی اور سے (صحیح مسلم) کو روایت کرتا ہے وہ

---

❶ سير أعلام النبلاء: 14/311-312. ❷ صيانة صحيح مسلم، ص: 106.

قابل اعتماد نہیں ہے۔"

(2) ابو محمد أحمد بن علی القلانسی رحمہ اللہ:

امام مسلم رحمہ اللہ سے صحیح مسلم کو بیان کرنے والے دوسرے راوی ابو محمد احمد بن علی القلانسی رحمہ اللہ ہیں لیکن اس سلسلہ روایت نے بلاد مغرب میں پذیرائی حاصل کی اور علمائے مغرب صحیح مسلم کو اسی سلسلہ سے ہی روایت کرتے ہیں لیکن اس سلسلہ روایت میں نقص پایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ امام ابو محمد القلانسی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے آخری تین اجزاء امام مسلم رحمہ اللہ سے نہیں سنے۔

لیکن اس نقص کے باوجود یہ سلسلۂ روایت فائدے سے خالی نہیں کیونکہ جو روایات صحیح مسلم کے پہلے راوی ابو اسحاق سے رہ گئی تھیں انہیں امام ابو احمد القلانسی رحمہ اللہ نے "حدثنا مسلم" کے الفاظ سے بیان کیا ہے اور وہ روایات 13 کے قریب ہیں۔

اس کے برعکس جو صحیح مسلم کے آخری تین اجزاء ابو احمد القلانسی کی روایت میں بطریق سماع نہیں ہیں انہیں اہل مغرب میں سے امام ابو احمد القلانسی سے بیان کرنے والے راوی ابو العلاء ابن ماہان رحمہ اللہ نے ابو احمد الجلودی عن ابن سفیان عن مسلم کے طریق سے بیان کیا جس سے وہ نقص بھی ختم ہو گیا۔

- امام ابو أحمد القلانسی رحمہ اللہ سے روایت کرنے والے امام ابو بکر احمد بن محمد بن یحییٰ الاشقر رحمہ اللہ ہیں۔
- امام ابو بکر الاشقر رحمہ اللہ سے روایت کرنے والے ابو العلا، عبدالوہاب بن عیسیٰ ابن ماھان الفارسی رحمہ اللہ ہیں۔

بعض اہل علم نے امام مسلم رحمہ اللہ سے صحیح مسلم روایت کرنے والے دو رواۃ اور بھی ذکر کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(3) ابو الحسن مکی بن عبدان النیسابوری رحمہ اللہ۔

(4) احمد بن یحییٰ بن الاشقر الشافعی رحمہ اللہ۔

صحیح مسلم میں احادیث کی تعداد:

امام ابن الصلاح رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "صیانۃ صحیح مسلم" میں الفصل التاسع کے تحت بیان کیا ہے کہ صحیح مسلم میں بغیر تکرار کے روایات کی تعداد چار ہزار ہے۔ جبکہ تکرار کے ساتھ بخاری کی مکرر روایات سے صحیح مسلم کی روایات کہیں زیادہ ہیں، امام ابو الفضل عبدالرحیم العراقی رحمہ اللہ نے ابو الفضل احمد بن مسلم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ صحیح مسلم کی مکرر روایات کی تعداد بارہ ہزار ہے اور اس کی وجہ کثرت طرق ہے۔

- ابو حفص عمر بن عبدالمجید رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "مالا یسع المحدث جهله" میں ذکر کیا ہے کہ صحیح مسلم آٹھ ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔
- شیخ محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ نے بغیر تکرار کے صحیح مسلم کی احادیث کی تعداد 3033 ذکر کی ہے اور اصول روایات شمار کی ہیں متابعات شمار نہیں کیں۔

تطبیق:......دونوں اقوال کے درمیان وجہ تطبیق یہ نظر آتی ہے کہ ایک قائل نے ایک ہی حدیث جو متعدد شیوخ سے مروی ہے اسے ایک ہی شمار کیا ہے جبکہ دوسرے قائل نے شیوخ کے مختلف ہونے سے روایت کو بھی مختلف اور مستقل شمار کیا ہے۔ واللہ اعلم

امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح احادیث کا اتنا بڑا مجموعہ تین لاکھ احادیث میں سے منتخب کیا جیسا کہ خود فرماتے ہیں:

"صَنَّفْتُ هٰذَا الْمُسْنَدَ الصَّحِيْحَ مِنْ ثلاثمائة أَلْفِ حديث مَسْمُوْعَةٍ." ❶

"میں نے یہ مسند صحیح تین لاکھ مسموع روایات سے تصنیف کی ہے۔"

صحیح مسلم کا مقام:

حدیث کی دنیا میں صحیح بخاری کے بعد امام مسلم رحمہ اللہ کی صحیح کا دوسرا نمبر ہے اگرچہ امام

---

❶ تاریخ بغداد: 101/13.

مسلم رحمہ اللہ کی دیگر تصانیف بھی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کی اس تصنیف کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا کہ رہتی دنیا تک ان کے لیے صدقہ جاریہ اور ذکر خیر کا ذریعہ بن گئی۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَيْسَ تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَآءِ كِتَابٌ أَصَحَّ مِنَ الْبُخَارِي وَمُسْلِمٍ بَعْدَ الْقُرْآنِ." ❶

"آسمان کی چھت تلے قرآن کے بعد کوئی ایسی کتاب نہیں جو بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی کتاب سے زیادہ صحیح ہو۔"

امام مسلم رحمہ اللہ نے پندرہ سال کی مسلسل محنت شاقہ کے بعد مکمل بحث و تمحیص کے ساتھ صحیح احادیث کا مجموعہ ایک خاص اور منفرد حسن ترتیب کے ساتھ مرتب کیا جو اپنی مثال آپ ہے۔

چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَا وَضَعْتُ شَيْئًا فِي هٰذَا الْمُسْنَدِ إِلَّا بِحُجَّةٍ وَمَا أَسْقَطْتُ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا بِحُجَّةٍ." ❷

"جو کچھ میں نے اس مسند میں درج کیا وہ ایک حجت و دلیل کے پیش نظر ہے اور جو میں نے اس سے ساقط کیا وہ بھی دلیل کے پیش نظر ہے۔"

گویا اس گوہر نایاب کی تصنیف میں آپ نے کسی قسم کی کوئی کسر نہ چھوڑی بلکہ اس میں صحت و سقم کی چھان بین کے لیے اس وقت کے مستند علماء سے مشورہ بھی کرتے رہے جیسا کہ فرماتے ہیں:

"عَرَضْتُ كِتَابِي هٰذَا الْمُسْنَدَ عَلَى أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ، فَكُلَّ مَا أَشَارَ أَنَّ لَهُ عِلَّةً: تَرَكْتُهُ وَكُلَّ مَا قَالَ: إِنَّهُ صَحِيْحٌ وَلَيْسَ لَهُ عِلَّةٌ

❶ مجموع الفتاوی: 74/18.

❷ صيانة صحيح مسلم، ص: 67.

أَخْرَجْتُهُ.»❶

میں نے اپنی یہ مسند امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ پر پیش کی تو ہر وہ حدیث جس کے معلول ہونے کا انہوں نے اشارہ کیا میں نے اسے چھوڑ دیا اور جس کے بارے انہوں نے کہا کہ صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں تو میں نے اسے بیان کر دیا۔

لہٰذا اس گراں قدر جہد مسلسل کے بعد جب اس کتاب کو تصنیف کیا تو ببانگ دہل اس بات کا اعلان کیا اور فرمایا:

"لَو أَنَّ أَهْلَ الْحَدِيْثِ يَكْتُبُوْنَ الْحَدِيْثَ مِئَتَي سَنَةٍ فَمَدَارُهُمْ عَلَى هٰذَا الْمُسْنَدِ.»❷

"اگر محدثین دو سو سال تک بھی احادیث لکھتے رہیں تو وہ اس صحیح مسلم سے مستغنی اور بے پرواہ نہیں ہو سکتے بلکہ تب بھی ان کا دار و مدار اسی مسند پر ہوگا۔"

امام سعید بن سکر رحمہ اللہ کے پاس علمائے حدیث کا ایک گروہ آیا اور عرض کی کہ حدیث کی کتب تو بہت ہو چکی ہیں اگر آپ ہمیں کچھ ایسی کتب کے بارے رہنمائی فرما دیں جن پر ہم اعتماد اور اکتفاء کر لیں تو وہ تھوڑی دیر خاموش رہے بالآخر اُٹھے اور گھر چلے گئے اور کتابوں کے چار تھیلے لے کر آئے اور اپنے سامنے رکھ کر فرمانے لگے یہ اسلام کی بنیادیں ہیں یعنی کتاب مسلم رحمہ اللہ، کتاب بخاری رحمہ اللہ، کتاب ابی داود اور کتاب نسائی رحمہ اللہ۔❸

امام ابوعمرو ابن الصلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علل حدیث میں امام مسلم رحمہ اللہ جیسے اور بھی اہل علم تھے کچھ آپ کے برابر تھے اور کچھ آپ سے برتر، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کتاب "صحیح" کے ذریعے ستاروں کی طرح بلندی عطا فرمائی کہ آپ علوم حدیث اور دیگر فنون میں امام و حجت سمجھے جاتے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔❹

امام یحییٰ بن شرف الدین نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے بھی صحیح مسلم کو تحقیق کی نظر

❶ صيانة صحيح مسلم، ص: 67. ❷ سير أعلام النبلاء: 568/12.
❸ شروط الائمة الستة، ص: 24. ❹ صيانة صحيح مسلم، ص: 60.

سے دیکھا ہے اور اس کتاب کی اسانید کی بہترین ترتیب، خوبصورت سیاق، عمدہ طریقۂ کار، تحقیق کی نفاست، باریک بینی کے قیمتی جواہرات، فن روایت میں احتیاط اور ورع کے مختلف پہلو، روایت کے طرق کا اختصار اور تلخیص کی خوش اسلوبی اور دیگر محاسن اور عجائبات اور ظاہری و باطنی لطائف پر مطلع ہوا تو اس نے یقینی طور پر جان لیا کہ امام مسلم رحمہ اللہ ایسے محدث و امام ہیں کہ جن کو بعد والے نہیں پہنچ سکتے اور آپ کے معاصرین میں بہت تھوڑے ہیں جو آپ کے مقام کے قریب قریب ہیں اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔ ❶

بعض آئمہ محدثین نے اس کتاب کی مطلق طور پر فضیلت بیان کی ہے جیسا کہ امام ابوعلی النیسابوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَا تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ كِتَابٌ أَصَحُّ مِنْ كِتَابِ مُسْلِمٍ." ❷

''آسمان کی چھت تلے کوئی ایسی کتاب نہیں جو صحیح مسلم سے زیادہ صحیح ہو۔''

اس عظیم المرتبت کتاب کے بارے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں:

امام مسلم رحمہ اللہ کو اپنی کتاب کے حوالے سے ایک ایسا وافر اور عظیم مرتبہ حاصل ہوا ہے کہ اس جیسا کسی اور کو حاصل نہیں ہوا حتی کہ بعض اہل علم نے اس کتاب کو امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی صحیح سے بھی افضل قرار دیا ہے اور اس کی وجہ خصوصیت حدیث کے تمام طرق کو جمع کرنا عمدہ سیاق سے بیان کرنا اور بغیر ٹکڑوں کے حدیث کے مکمل الفاظ ذکر کرنے کا خیال رکھنا اور روایت بالمعنی بیان کرنے سے اجتناب کرنا ہے۔

جبکہ نیساپور کے بہت سے علماء نے اس انداز کو اپنایا لیکن وہ اس مقام کو نہیں پا سکے مجھے بیس سے زائد ایسے آئمہ یاد ہیں جنہوں نے صحیح مسلم پر مستخرجات لکھی ہیں پس پاک ہے وہ ذات جو عطا کرنے والا اور بہت زیادہ عطیات کرنے والا ہے۔ ❸

❶ مقدمہ شرح مسلم للنووی، ص: 11۔

❷ تاریخ بغداد: 101/3۔ ❸ تہذیب التہذیب: 115/10۔

صحیح مسلم، صحاح ستہ میں مقام و مرتبہ کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر ہے اور اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ أصح الکتب بعد القرآن ہونے کے اعتبار سے بھی صحیح مسلم دوسرے نمبر پر ہے اور پوری اُمت نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو قبول کیا ہے صحیح مسلم کا مقام مندرجہ ذیل وجوہات سے بھی جانا جا سکتا ہے:

1:...... امام مسلم رحمہ اللہ نے جب اس کتاب کو تصنیف کیا اس وقت سے لے کر آج تک یہ کتاب بہت سے بلاد اسلامیہ میں بڑے اہتمام سے پڑھی جا رہی ہے۔

2:...... جس طرح اس کتاب کی درس و تدریس کا کام آج تک جاری و ساری ہے اسی طرح اس کتاب کی طباعت بھی جاری ہے اور چھوٹے بڑے مکتبات کی زینت سمجھی جاتی ہے۔

3:...... متقدمین و متاخرین اہل علم کے حالات زندگی میں یہ بات نمایاں طور پر ملتی ہے کہ انہوں نے اس کتاب کی اپنے شیخ پر قرأت کی اور اسے آگے بھی پڑھایا۔

4:...... بہت سے علماء نے صحیحین کے حفظ کا اہتمام کیا جو سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

5:...... اس کتاب کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ بہت سے متقدمین علماء نے اس کتاب پر مستخرجات لکھی ہیں۔

6:...... اس کتاب کی مختصرات بھی بہت لکھی گئی ہیں۔

7:...... اس کتاب کی کثیر تعداد میں شروحات لکھی گئی ہیں اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

8:...... بہت سے علماء نے صحیح مسلم کے رجال پر کتب تصنیف کی ہیں۔

صحیح مسلم کی شروط:

امام مسلم رحمہ اللہ کے منہج سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں دو چیزوں کا اعتبار کیا ہے:

1:...... حدیث کے تمام راوی ثقہ ہوں اور ان کے ثقہ ہونے پر سب کا یا اکثر کا اتفاق ہو۔

2:.....اس حدیث کی سند متصل ہو کہیں انقطاع نہ ہو۔

نوٹ: .....امام بخاری ؒ کے نزدیک راوی اور مروی عنہ کے درمیان لقاء (ملاقات) ثابت ہونا ضروری ہے جبکہ امام مسلم ؒ و دیگر محدثین کے نزدیک لقاء ضروری نہیں بلکہ معاصرت (ہم عصر ہونا) ہی کافی ہے۔

امام مسلم ؒ نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں یہ بات ذکر کی ہے کہ وہ اس کتاب میں صرف صحیح احادیث نقل کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی صحیح کے مقدمہ میں ان لوگوں کی مذمت بیان کی ہے جو چھان بین کیے بغیر ضعیف روایات نقل کرتے ہیں یا غیر ثقات سے روایات نقل کرتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ امام مسلم ؒ نے اپنی کتاب کا نام ''المسند الصحیح'' ذکر کیا ہے۔

یہ سب باتیں اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ امام مسلم ؒ نے اپنی صحیح کی شرائط اپنی صحیح کے مقدمہ میں اشارۃً بیان کردی ہیں جیسا کہ امام حازمی ؒ فرماتے ہیں:

"وأمَّا شَرْطُ مُسْلِمٍ فَقَدْ صَرَّحَ بِهِ فِي خُطْبَةِ كِتَابِهِ."

''البتہ امام مسلم ؒ نے اپنی شرط اپنی صحیح کے مقدمہ میں صراحت سے بیان کردی ہے۔'' [1]

الشیخ ابوعبیدہ مشہور حسن فرماتے ہیں:

امام مسلم ؒ کا ہدف اپنی صحیح میں یہ ہے کہ جو حدیث وہ نبی ﷺ سے بیان کریں وہ صحیح سلامت ہو اور تمام عیوب سے پاک ہو اور سند کے تمام راوی ثقہ ہوں اور اکثر آئمہ ناقدین کے نزدیک جھوٹے اور متہم نہ ہوں اور حفظ و اتقان سے موصوف ہوں، ان کی روایت میں نہ شدید اختلاف ہو اور نہ ہی فحش غلطی ہو لیکن امام مسلم ؒ کا مقصد یہ نہیں ہے کہ راوی حدیث ضبط و اتقان میں انتہا درجے کا ہو بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ راوی میں ضبط و اتقان پایا جائے۔ اسی طرح امام مسلم ؒ ایسے رواۃ کی احادیث بیان نہیں کرتے جو اکثر محدثین کے

[1] شروط الأئمة الخمسة، ص: 52۔

نزدیک متہم ہوں یا اکثر کے نزدیک حدیث وضع کرنے والے ہوں یا ان کی روایات زیادہ تر منکر یا غلط ہوں۔ لہٰذا امام مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک منکر روایات بیان کرنے والا راوی وہ قرار دیا جائے گا جس کی روایات اکثر طور پر دیگر ثقات کی مخالفت کرنے والی ہوں۔ ❶

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں راویوں کے تین طبقات کے اعتبار سے احادیث کی بھی تین اقسام بیان کی ہیں:

پہلی قسم: ...... ان روایات کی ہے جو ہر قسم کے عیوب سے محفوظ ہیں خواہ اس عیب کا تعلق متن سے ہو یا سند سے اور ان روایات کو بیان کرنے والے رجال اہل استقامت متقن اور ضابط ہیں اور وہ روایات کسی قسم کے اختلاف یا اختلاط کا شکار نہیں ہیں۔

دوسری قسم: ...... ان روایات کی جن کے بیان کرنے والے پہلی قسم کے رجال سے مرتبہ میں کچھ کم ہیں لیکن صداقت و امانت داری اور علم کی نسبت ان کی طرف کی جاتی ہے اور حاملین حدیث میں ان کا شمار ہوتا ہے جیسے عطاء بن السائب، یزید بن أبی زیاد اور لیث بن أبی سُلیم وغیرہ۔

ان پہلی دو قسم کی روایات کو امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔

تیسری قسم: ...... ان روایات کی ہے جن کے راوی اکثر اہل علم کے نزدیک متہم ہیں اس قسم کی روایات کو امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ذکر نہیں کیا بلکہ ایسے رواۃ کی احادیث سے اجتناب کیا ہے۔ اسی طرح وہ رواۃ جن کی روایات پر اکثر اہل علم نے منکر یا غلط ہونے کا حکم لگایا ہے ان کی احادیث کو بھی اپنی صحیح میں ذکر نہیں کیا۔ جیسے عبداللہ بن مسور ابو جعفر المدائنی، عمرو بن خالد، عبدالقدوس الشامی، محمد بن سعید المصلوب، غیاث بن ابراهيم، سلیمان بن عمرو، ابو داود النخعی وغیرہ

البتہ اہل علم کے ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ احادیث کی اس تقسیم کا کیا مقصد

---

❶ الامام مسلم بن الحجاج و منهجه فی الصحیح و أثره فی علم الحديث، ص: 460 تا 461.

ہے امام ابو عبداللہ الحاکم رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں صرف طبقہ اولیٰ کے رواۃ کی احادیث بیان کی ہیں۔ اور طبقہ ثانیہ کے رواۃ کی احادیث اپنی صحیح میں بیان کرنے کا موت نے انہیں موقع ہی نہیں دیا۔

جبکہ قاضی عیاض رحمہ اللہ ان دونوں کی رائے کی مخالفت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: کہ صحیح مسلم میں دونوں طبقوں کی روایات موجود ہیں فرق صرف یہ ہے کہ طبقہ اولیٰ کی روایات بطور اصل ہیں اور طبقہ ثانیہ کی روایات متابعت یا شواہد کے طور پر درج ہیں۔ اسی طرح طبقہ ثانیہ کی روایات ان ابواب میں بھی ذکر کر دی گئی ہیں جن میں طبقہ اولیٰ کی روایات دستیاب نہ ہو سکیں۔

اسی طرح ان راویوں کی روایات کو بھی ذکر کر دیا جن راویوں کو بعض محدثین نے معتبر اور بعض نے غیر معتبر قرار دیا۔ یا وہ راوی متہم بالبدعہ تھے یعنی طبقہ ثالثہ کی روایات بھی ذکر کر دیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے 434 راویوں سے، امام بخاری رحمہ اللہ نے امام مسلم رحمہ اللہ کے 635 راویوں سے روایت نہیں لی۔ ❶

بعض وہ راوی جن کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کسی شبہ کی بناء پر ترک کر دیا تھا امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ان سے روایت لی ہے لیکن ان کے شبہ کا ازالہ کر کے ان کی احادیث بیان کی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام مسلم رحمہ اللہ نے پہلے دو طبقہ کے راویوں کی احادیث بطور استیعاب بیان کی ہیں اور تیسرے طبقہ کے راویوں کی احادیث اسی انداز میں بیان کیں جس انداز میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں طبقہ ثانیہ کے راویوں کی احادیث بیان کی ہیں۔ اور مزید فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں طبقہ ثانیہ کے قابل اعتماد راویوں کی روایات بغیر استیعاب کے بیان کی ہیں۔ ❷

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ هدي الساري، ص: 6۔ ❷ هدي الساري، ص: 9۔

رہا مسئلہ بخاری اور مسلم کی شرط کا تو کچھ راوی ایسے ہیں جن سے خاص طور پر امام بخاری روایت کرتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن سے خاص طور امام مسلم رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں اور ان کے علاوہ کچھ ایسے رواۃ ہیں جن سے روایت کرنے میں یہ دونوں مشترک ہیں انہی رواۃ پر متفق علیہ روایات کا مدار ہے اور بسا اوقات ان میں سے ایک کسی راوی سے متابعات اور شواہد میں روایت بیان کرتا ہے اور اصول میں اس سے روایت نہیں لیتا۔ بلکہ بعض دفعہ تو اس کی روایت کو اس کے غیر سے معروف طریق سے بیان کرتا ہے اور جس روایت میں وہ راوی منفرد ہوتا ہے اسے روایت نہیں کرتا۔ اسی طرح بعض مرتبہ کسی ثقہ راوی کی روایت ترک کر دیتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ اس ثقہ سے اس روایت میں خطأ ہوئی ہے حالانکہ درحقیقت معاملہ اس طرح نہیں کیونکہ حدیث کی علل کو پہچاننا بڑا باشرف علم ہے جسے اس فن کے آئمہ ہی جانتے ہیں۔ ❶

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قول کی مزید توضیح کے لیے میں یہاں چند رواۃ ذکر کرتا ہوں جن سے شیخین میں سے بعض نے روایت لی ہے اور بعض نے ان کی روایت ترک کی ہے۔

مثال کے طور پر ابو الزبیر المکی، سہیل بن ابی صالح، العلاء بن عبدالرحمٰن، حماد بن سلمہ رحمہم اللہ ان سے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت لی ہے جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی روایت اپنی صحیح میں ترک کر دی ہے اسی طرح عکرمہ مولیٰ ابن عباس، اسحاق بن محمد الفروی اور عمرو بن مرزوق وغیرہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت لی ہے جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے ان کی روایت کو ترک کر دیا ہے۔

خلاصۂ کلام:

1:...... امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے چونکہ اپنی کوئی شرط صراحتاً بیان نہیں کی

❶ مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ : 42/18.

لہٰذا علماء کا ان کی شرائط کو بیان کرنا ان کے طرز کو دیکھ کر ایک اندازہ ہے یقین نہیں۔

2:...... صحیح مسلم میں جتنی بھی احادیث مذکور ہیں وہ صاحب کتاب کے نزدیک بالکل صحیح ہیں۔

3:...... امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں جو روایات ذکر کی ہیں وہ کسی نہ کسی دلیل کے پیش نظر ہیں اور جن روایات کو ترک کیا ہے وہ بھی کسی نہ کسی دلیل اور حجت کے پیش نظر ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

"مَا وَضَعْتُ شيئًا إلَّا بِحُجَّةٍ وَمَا أَسْقَطْتُ شَيْئًا إلَّا بِحُجَّةٍ"

4:...... امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں صرف وہ روایات ذکر کی ہیں جن کی صحت پر ان کے مشائخ کا اجماع موجود ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"إِنَّمَا وَضَعْتُ هٰهُنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ"

5:...... امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں صحیح احادیث کو بطور استیعاب نقل نہیں کیا۔

6:...... شیخین نے روایات کی تصحیح میں صرف راوی کی عدالت اور ضبط کو ہی مدنظر نہیں رکھا بلکہ راوی کی اپنے مروی عنہ شیخ کے ساتھ صحبت وملازمت کی قلت وکثرت اور دونوں کے ایک شہر سے تعلق رکھنا یا اپنے شیخ کے شہر میں اجنبی ہونا یا اپنے شیخ کی روایات پر مکمل اطلاع اور بصیرت تام ہونا، ان سب چیزوں کا اعتبار کیا ہے۔

جیسا کہ امام سفیان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: حدثني فلانٌ وَهُوَ كَذَّابٌ تو انہیں کہا گیا: أَنْتَ تَروی عَنْهُ وَتَقُولُ: هو كذابٌ۔

تو انہوں نے جواب دیا: إِنِّي أَعْرِفُ كَذِبَهُ مِنْ صِدْقِهِ۔

صحیح مسلم کی خصوصیات:

یہاں ہم امام مسلم رحمہ اللہ کی کتاب صحیح مسلم میں پائی جانے والی خصوصیات ذکر کرتے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

1:......صحاح ستہ میں سے صرف صحیح مسلم وہ کتاب ہے جس کے مصنف نے اپنی کتاب کی ابتداء میں ایک بڑا مفید مقدمہ لکھا ہے جس میں محدثین کے حدیث کے اخذ و اداء کے لیے جو منہج ہے اسے بیان کیا اور ثقات سے روایت اخذ کرنے کی افادیت اور متروکین کی روایات سے اجتناب کرنے پر تلقین کی ہے اور علوم حدیث کے بعض قیمتی اصول بیان کیے ہیں۔

2:......امام بخاری رحمہ اللہ روایت بالمعنی بیان کرنے کے قائل ہیں جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت بالمعنی سے اجتناب کیا ہے اور حدیث کے بعینہٖ وہی الفاظ بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول تھے اور اس پر مستزاد یہ کہ انہوں نے تراجم ابواب بھی اپنی طرف سے بیان کرنے سے اجتناب کیا ہے۔

3:......صحیح بخاری رجال حدیث کی جانچ پڑتال اور احتیاط میں اگرچہ صحیح مسلم سے فوقیت رکھتی ہے لیکن الفاظِ حدیث کی پرکھ اور حسنِ ترتیب کے لحاظ سے صحیح مسلم، صحیح بخاری پر زیادہ فوقیت پانے والی ہے۔

4:......امام مسلم رحمہ اللہ نے محدثین کے منہج کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی صحیح میں "حدثنا" اور "أخبرنا" کے فرق کا بھی خیال رکھا ہے۔

5:......ایک ہی مفہوم کی حدیث جو دو مختلف راویوں کے اختلافِ الفاظ سے ہوا سے ایک ہی سند سے ذکر کرتے ہوئے ان کے الفاظ کا اختلاف بھی ذکر کر دیتے ہیں اور واللفظ لفلان سے اشارہ کر دیتے ہیں جبکہ یہ چیز صحیح بخاری میں نہیں ہے۔

6:......صحیفہ ہمام بن منبہ کو نقل کرنے میں امام مسلم رحمہ اللہ نے سب سے جدا اور عمدہ راہ اختیار کی ہے اور وہ اس طرح کہ حدثنا سے لے کر عن رسول اللہ ﷺ تک پوری سند بیان کر دینے کے بعد یوں کہہ دیا: فذكر احاديث منها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

7:......جب کبھی کسی نام یا کنیت کو ذکر کرتے ہیں تو اس کی توضیح کبھی تو یعنی فلان یا پھر وھو فلان سے کرتے ہیں جیسے مثال کے طور پر:

"حدثنا عبداللّٰہ بن مسلمہ حدثنا سلیمان یعنی ابن بلال عن یحی وھو ابن سعید الخ"

جوکہ امام مسلم رحمہ اللہ کی وسعتِ علمی اور حسن بیان پر دلیل ہے۔

8:...... صحیح مسلم کو ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی حاصل ہے کہ ایک ہی حدیث کے تمام طرق واسانید کو ایک بڑے سہل اسلوب سے ایک ہی جگہ جمع کردیتے ہیں جس سے فہم بھی آسان ہوجاتا ہے اور روایت کی اسنادی قوت بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت کے طرق کو مختلف ابواب میں پھیر کر بیان کرتے ہیں۔

9:...... امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں ایک ہی حدیث کو مختلف قطعات کی صورت میں مختلف ابواب میں ذکر کرتے ہیں جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ اپنی صحیح میں حدیث کو ایک ہی جگہ تام بیان کرتے ہیں بغیر کسی تقدیم دتاخیر یا حذف واسقاط کے یہی وجہ ہے کہ بخاری کی روایات میں تعقید اور پیچیدگیاں پیدا ہوگئیں جوکہ صحیح مسلم کی احادیث میں نہیں ہیں۔

10:...... صحیح مسلم میں تعلیقات بہت کم پائی جاتی ہیں حتی کہ بعض اہل علم نے ان کی تعداد 12 ذکر کی ہے جبکہ صحیح بخاری میں تعلیقات بہت زیادہ ہیں۔

11:...... صحیح مسلم میں صرف مسند احادیث ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال اور تابعین رحمہم اللہ کے فتاویٰ سے بھی گریز کیا ہے تاکہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے میں کسی دوسری چیز کی آمیزش نہ ہو جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مسئلہ کی وضاحت، تائید اور تقویت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موقوفات اور تابعین رحمہم اللہ کے فتاویٰ بھی کثرت سے ذکر کیے ہیں۔

12:...... اسانید میں تحویل کے کثرت استعمال کی وجہ سے بھی صحیح مسلم ممتاز ہے۔

13:...... بخاری و مسلم میں موجود مدلسین کی معنعن روایات کو جمہور علماء نے سماع پر محمول کیا ہے لیکن اس کے باوجود امام مسلم رحمہ اللہ حتی الامکان تدلیس کو رفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

14:...... اگر کسی جگہ روایات کے الفاظ میں اجمال یا ابہام پایا جائے تو اس کے بعد ایسی

روایات ذکر کرتے ہیں جس سے اس ابہام کی وضاحت ہو جائے۔

صحیح مسلم کا منہج:

1:...... امام مسلم ؒ نے اس کتاب میں صرف احادیث جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

2:...... امام مسلم ؒ نے اسے کتب اور ابواب فقہیہ پر مرتب کیا ہے اگرچہ بظاہر کتب اور ابواب قائم نہیں کیے۔

3:...... امام مسلم ؒ احادیث کو ذکر کرتے ہوئے "حدثنا" اور "أخبرنا" کے فرق کا بھی خیال رکھتے ہیں۔

4:...... کسی حدیث کو تبھی مکرر ذکر کیا ہے جب اس میں کوئی زائد معنی ہو یا اس جگہ کوئی اسنادی علت موجود ہو کیونکہ امام مسلم ؒ کے نزدیک جس روایت میں زائد معنی بیان ہو وہ مستقل حدیث کا درجہ رکھتی ہے۔

5:...... امام مسلم ؒ نے طبقہ اولیٰ کے رواۃ سے بغیر کسی قید کے روایات بیان کی ہیں چاہے وہ ان روایات کو بیان کرنے میں متفرد ہوں یا نہ ہوں جبکہ طبقہ ثانیہ کے رواۃ سے جب وہ متفرد ہوں تو ان سے روایت بیان نہیں کی۔ البتہ جب وہ طبقہ اولیٰ کے ساتھ مل کر آئیں یا پھر طبقہ ثانیہ کے رواۃ کثرت طرق سے بیان کریں جو ایک دوسرے کو تقویت دے رہے ہوں تو ان سے روایت لی ہے۔

6:...... امام مسلم ؒ نے راوی اور مروی عنہ کے درمیان صرف معاصرت پر اکتفاء کیا ہے ان کے نزدیک لقاء شرط نہیں۔

7:...... امام مسلم ؒ نے احادیث کے بعینہ الفاظ نقل کرنے کا اہتمام کیا ہے نہ روایت بالمعنی ذکر کرتے ہیں اور نہ ہی روایت کو قطعات میں بیان کرتے ہیں۔

8:...... اگر راویوں کے الفاظ میں اختلاف ہو تو بڑے ضبط و اہتمام سے ہر راوی کے الفاظ کا اختلاف واضح کرتے ہیں۔

9:...... امام مسلم ؒ اپنی صحیح میں ان روایات کا اہتمام کرتے ہیں جن میں مدلسین کے سماع کی صراحت موجود ہو۔

10:...... امام مسلم ؒ ہر مسئلے میں سب سے پہلے ثقات متقنین کی روایات کو ذکر کرتے ہیں پھر ان رواۃ کی جو درجے میں ان سے کم ہوں۔

11:...... جب امام مسلم ؒ ایک ہی جگہ ایک ہی مسئلے کے متعلقہ متون جمع کریں تو ان کے نزدیک مندرجہ ذیل فوائد مقصود ہوتے ہیں۔

(الف) ان متون کے باہمی اتفاق کی معرفت۔

(ب) متون کے مابین اختلاف کی معرفت۔

(ج) ان متون میں پائی جانے والی کمی وزیادتی کی معرفت تاکہ شاذ روایت کی پہچان ہوسکے۔

(ھ) ان متون میں پائے جانے والے کسی غریب لفظ کی تفسیر۔

12:...... اگر کسی حدیث کے تمام طرق واسانید ایک جگہ جمع ہوں تو امام مسلم ؒ کے نزدیک مندرجہ ذیل اہداف مراد ہوتے ہیں:

(الف) تاکہ حدیث اپنے کثرت طرق کی بناء پر زیادہ پختگی حاصل کرلے۔

(ب) کسی مبہم کے نام کی صراحت مقصود ہوتی ہے۔

(ج) کسی راوی کی نسبت کی وضاحت مراد ہوتی ہے۔

(د) مدلس کے سماع کی صراحت مقصود ہوتی ہے۔

(ھ) راوی حدیث کے تفرد اور عدم تفرد کا پتہ چلتا ہے۔

(و) سند میں پائی جانے والی علت کی پہچان کرانی مقصود ہوتی ہے۔

13:...... امام مسلم ؒ نے کسی حدیث کو بغیر کسی ضرورت یا فائدے کے مکرر ذکر نہیں کیا۔

14:...... امام مسلم ؒ نے اپنی کتاب میں تراجم ابواب ذکر نہیں کیے۔

صحیح مسلم کے تراجم:

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں تراجم وعناوین قائم نہیں کیے البتہ احادیث کو اس حسنِ ترتیب سے ذکر کیا ہے کہ پڑھنے والا خود بخود ان احادیث کے بارے فقہی عنوان قائم کر سکتا ہے امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام مسلم رحمہ اللہ نے تراجم ابواب ذکر نہیں کیے تاکہ کتاب کا حجم مزید نہ بڑھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی اور وجہ ہو۔

مزید امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بہت سے علماء نے ابواب صحیح مسلم کے تراجم وعناوین قائم کیے ہیں بعض ان میں سے عمدہ ہیں اور بعض عمدہ نہیں ہیں جس کی وجہ ترجمہ کی عبارت میں خامی ہے یا اس کے الفاظ میں رکاکت (کمزوری) پائی جاتی ہے وغیرہ اور ان شاء اللہ میں نہایت موزوں ومناسب الفاظ سے تراجم بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ [1]

شیخ ابوشہبہ رحمہ اللہ امام نووی رحمہ اللہ کے قول کے بارے یوں فرماتے ہیں:

"امام نووی رحمہ اللہ نے بہت اچھا کیا کہ مشکل کو آسان، بعید کو قریب اور متلاشی اور استدلال کرنے والے کے لیے فائدہ حاصل کرنا آسان بنا دیا۔"

معلقاتِ صحیح مسلم:

یہ بات تو مسلمہ ہے کہ صحیحین میں معلقات موجود ہیں البتہ صحیح مسلم کی نسبت صحیح بخاری میں تعلیقات کی تعداد زیادہ ہے امام ابوعلی الغسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں معلقات کی تعداد "14" ہے جبکہ امام ابوعمرو ابن الصلاح رحمہ اللہ نے بڑے جزم سے صحیح مسلم کی معلقات کی تعداد 12 ذکر کی ہے اور یہی بات زیادہ راجح ہے۔

امام ابوعمرو ابن الصلاح رحمہ اللہ نے صحیحین کی معلقات کے بارے بڑی نفیس کلام کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

---

[1] مقدمہ صحیح مسلم للنووی رحمہ اللہ: 45/1.

1: صحیحین میں معلق روایات موجود ہیں۔

2: صحیح بخاری کی معلقات بانسبت صحیح مسلم کے بہت زیادہ ہیں۔

3: صحیحین کی معلقات پر ضعف کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

4: جن معلقات کو شیخین نے صیغہ جزم سے بیان کیا ہے وہ یقینی طور پر صحیح ہیں۔

البتہ صحیح مسلم کی معلقات کے بارے میں اہل علم نے جو نتیجہ بیان کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے:

(1) صحیح مسلم میں موجود معلقات کی تعداد 12 (بارہ) ہے جن کی تین قسمیں ہیں:

(الف) وہ معلقات جن کو امام مسلم رحمہ اللہ نے خود موصول بھی بیان کیا ہے اور ان کی تعداد پانچ ہے۔

(ب) وہ معلقات جن کو امام مسلم رحمہ اللہ نے معلق بیان کیا ہے جبکہ دیگر اہل علم نے اسے موصول بیان کیا ہے اور اس قسم کی صرف ایک ہی حدیث ہے۔

(ج) جن روایات میں امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنے شیخ کو مبہم ذکر کیا ہے اسے بھی بعض علماء نے معلق شمار کیا ہے اور اس قسم کی روایات کی تعداد 6 (چھ) ہے۔

(2) امام مسلم رحمہ اللہ نے جن محدثین سے ان معلقات کو بیان کیا ہے ان سے صیغۂ جزم سے بیان کیا ہے۔

(3) امام مسلم رحمہ اللہ نے ان معلقات کو صرف متابعات اور شواہد میں بیان کیا ہے، اُصول میں بیان نہیں کیا۔

شروح صحیح مسلم:

حدیث کی دنیا میں امام مسلم رحمہ اللہ کی کتاب صحیح مسلم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قبولیت عطا فرمائی۔ صحت کے اعتبار سے امام بخاری رحمہ اللہ کی جامع صحیح کے بعد اس کا رتبہ ہے یہی وجہ ہے کہ زمانۂ تالیف سے لے کر آج تک اس پر مختلف اعتبار سے خدمات سرانجام دی جا رہی ہیں۔ صحیح مسلم پر لکھی جانے والی شروح تو بہت سی ہیں جن میں سے کچھ ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

(1)التحریر فی شرح صحیح مسلم:

مصنف:ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل الاصفھانی رحمہ اللہ (ت520ھ)۔

(2)المفهم في شرح غريب مسلم:مصنف:ابو الحسن عبدالغافر بن اسماعیل الفارسی رحمہ اللہ (ت529ھ)

(3)المعلم بفوائد صحیح مسلم:

مصنف:ابو عبداللہ محمد بن علی بن عمر المازری رحمہ اللہ (ت536ھ)۔

(4)إکمال المعلم بفوائد صحیح مسلم:

مصنف:القاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی رحمہ اللہ (ت544ھ)

(5)الإعلام بفوائد مسلم : مصنف:أحمد بن محمد بن الحسن بن عتیق الذھبی البلنسی رحمہ اللہ (ت601ھ)۔

(6)اقتباس السراج فی شرح مسلم بن الحجاج :......مصنف:ابو الحسن علی بن أحمد الوادی آشي الغسانی رحمہ اللہ (ت609ھ)۔

(7)شرح صحیح مسلم :......مصنف:عماد الدین عبدالرحمن بن عبدالعلی المصری المعروف بابن السکری رحمہ اللہ (ت624ھ)۔

(8)شرح صحیح مسلم:

مصنف:ابو المعالی محمد بن ایوب رحمہ اللہ (ت635ھ)۔

(9)المفصح المفهم والموضح الملهم لمعانی صحیح مسلم:

مصنف:ابو عبداللہ یحییٰ بن ھشام الانصاری رحمہ اللہ (ت646ھ)۔

(10)شرح صحیح مسلم:......مصنف:ابو المظفر یوسف بن قزغلی ، سبط ابن الجوزی رحمہ اللہ (ت654ھ)

(11)المفهم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم:...... مصنف:ابو العباس احمد بن عمر بن ابراھیم القرطبی رحمہ اللہ (ت656ھ)۔

(12) المنهاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج:

مصنف: ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدین النووی رحمہ اللہ (ت676ھ)۔

(13) إکمال الإکمال علی صحیح مسلم:

مصنف: محمد بن ابراهیم البقوری رحمہ اللہ (ت707ھ)۔

(14) الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج:

مصنف: جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (ت911ھ)۔

(15) السراج الوهاج فی کشف مطالب صحیح مسلم بن الحجاج:

مصنف: العلامة صدیق حسن خان القنوجی (ت1307ھ)۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی شروح ہیں لیکن ہم نے صرف ان کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے۔

صحیح مسلم کے رجال پر لکھی جانے والی کتب:

جس طرح بعض اہل علم نے صحیحین کے رجال پر مستقل کتابیں لکھیں، اسی طرح بعض نے مستقل صحیح بخاری کے رجال پر کتب لکھیں تو چند ایسے محدثین بھی ہیں جنہوں نے خاص طور پر صحیح مسلم کے رجال پر کتب لکھیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(1) رجال صحیح الامام مسلم:

مصنف: ابو بکر أحمد بن منجویه (ت428ھ)۔

(2) المنهاج فی رجال مسلم بن الحجاج:

مصنف: عبداللہ بن أحمد بن سعید بن یربوع الاشبیلی (ت522ھ)

(3) رجال مسلم بن الحجاج:

مصنف: ابو العباس أحمد بن طاهر الانصاری (ت532ھ)۔

(4) تسمیة رجال صحیح مسلم الذین انفردبهم عن البخاری:

مصنف: محمد بن أحمد بن عثمان الذهبی رحمہ اللہ (ت 748ھ)۔

(5) تسمیۃ رجال مسلم:...... مصنف: ابو بکر أحمد بن علی الأصفهانی رحمہ اللہ۔

المستخرجات علی صحیح مسلم:

کسی کتاب پر جب استخراج کیا جائے تو اس کا زیادہ تر فائدہ اصل کتاب کو پہنچتا ہے لہٰذا صحیح مسلم پر بھی بہت سے اہل علم نے مستخرجات کتب لکھی ہیں جن میں سے چند ایک کو ہم یہاں ذکر کر دیتے ہیں:

(1) المسند الصحیح المستخرج علی صحیح مسلم: مصنف: ابو بکر محمد بن محمد بن رجاء النیسابوری رحمہ اللہ (ت 286ھ)۔

(2) المستخرج علی صحیح مسلم: مصنف: ابو الفضل احمد بن سلمة رحمہ اللہ تلمیذ مسلم رحمہ اللہ (ت 286ھ)۔

(3) المستخرج علی صحیح مسلم:

مصنف: ابو جعفر أحمد بن حمدان الحیری رحمہ اللہ (ت 311ھ)۔

(4) مختصر المسند الصحیح المخرّج علی صحیح الامام مسلم بن الحجاج: مصنف: ابو عوانة یعقوب بن اسحاق الاسفرایینی رحمہ اللہ (ت 316ھ)۔

(5) المستخرج علی صحیح مسلم: مصنف: ابو الفضل محمد بن أبی الحسین بن عمار الشهید (ت 323ھ)۔

باب 3

فصل: 1

سیرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ

نام ونسب:

آپ کا نام سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران ہے۔کنیت ابوداؤد اور قبیلے کے اعتبار سے نسبت الازدی، علاقے کے اعتبار سے نسبت السجستانی ہے۔

آپ رحمہ اللہ اپنے نام کی بجائے اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہوئے ،آپ عرب کے بڑے قبائل میں سے قبیلہ ازد سے تعلق رکھنے کی وجہ سے عربی نسل تھے اور کہا جاتا ہے کہ آپ کے اجداد میں جو عمران نام ذکر ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے جو جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ [1]

شہر سجستان:

شہر سجستان کا شمار اس وقت کے مشہور مراکز علمیہ میں ہوتا تھا قدیم جغرافیائی اعتبار سے اس شہر کی مشرقی حدود بلادِ سند تک پھیلی ہوئی تھیں اور مغربی حدود قوہستان اور صحراءِ کرمان تک ،شمالی حدود خراسان تک جبکہ جنوبی حدود صوبہ مکران تک پھیلی ہوئی تھیں۔

لیکن اگر موجودہ جغرافیائی اعتبار سے دیکھا جائے تو ملک افغانستان کے جنوب مغرب سے شروع ہوتی ہیں اور افغانستان کے علاقے قندھار، ھیلمند اور نیمروز وغیرہ اس میں شامل ہیں یہاں تک کے ایران مشرقی علاقے کی داخلی حدود بھی اس میں شامل ہیں۔

---

[1] تهذيب الكمال : 356/11۔

افغانستان کے جنوب مغرب میں صوبہ سجستان کا ایک مشہور قصبہ ہے جو "زرنج" کے نام سے مشہور ہے قدیم عرب مؤرخین نے اسی زرنج قصبے کو ہی سجستان قرار دیا ہے اور اس پر سجستان کا اطلاق کیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس صوبہ سجستان کا مشہور قصبہ ہے اس لیے بعض نے امام ابوداؤد کی نسبت زرنج کی طرف کی ہے یعنی زرنجی۔

سجستان صوبہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں 23ھ میں عاصم بن عمرو التمیمی کی قیادت میں فتح ہوا یہ عاصم مشہور سپہ سالار القعقاع بن عمرو کا بھائی ہے اسلامی فتوحات میں ان کے کارنامے بڑے مشہور ہیں۔

ولادت:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ سجستان میں سن 202ھ میں پیدا ہوئے جیسا کہ ان کے شاگرد ابوعبید الآجری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوداؤد سے سنا انہوں نے کہا: وُلِدتُ سنة اثنتين ومائتين .... "میں سن 202ھ میں پیدا ہوا۔"[1]

ابتدائی تعلیم وتربیت:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ایک علمی خاندان میں نشوونما پائی کیونکہ آپ کے والد گرامی اشعث بن اسحاق کا شمار امام حماد بن زید رحمہ اللہ کے شاگردوں میں ہوتا ہے اور آپ کے بڑے بھائی محمد بن اشعث بھی راویانِ حدیث میں شمار ہوتے ہیں تو جب گھرانے میں حدیث پڑھنے پڑھانے والے ہوں گے تو یقیناً بچے بھی علم حدیث کے شائقین ہوں گے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے حالات لکھنے والوں نے آپ کے بچپن اور حصول علم کی ابتداء کے حوالے سے کچھ بیان نہیں کیا لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ آپ نے صغر سنی میں ہی علم کا حصول شروع کر دیا تھا اور اس بات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کا شمار ان علماء میں ہوتا جنہوں نے طلبِ حدیث کے لیے چھوٹی عمر میں سفر کا آغاز کیا چنانچہ آپ بیس سال سے

---

[1] سوالات ابی عبید الآجری اباداود : 1898 .

کم عمر کے تھے جب آپ نے طلبِ حدیث کے لیے رحلت کا آغاز کیا۔

طلبِ حدیث میں سفر:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنے علاقے کے اہل علم سے علم و فیض حاصل کرنے کے بعد طلب حدیث کے لیے اپنے سفر کا آغاز کیا اور سجستان کے قریب جو مراکز علمیہ تھے ان کی طرف رخ کیا۔ امام ابوداؤد کا شمار ان محدثین میں سے ہوتا ہے جنہوں نے کثرت سے طلب حدیث میں سفر طے کیا چنانچہ آپ کے بارے امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ یوں لکھتے ہیں:

"أَحَدُ مَنْ رَحَلَ وَطَوَّفَ وَجَمَعَ وَ صَنَّفَ وَكَتَبَ عَنِ الْعِرَاقِيِّينَ وَالْخُرَاسَانِيِّينَ وَالشَّامِيِّينَ وَالْمِصْرِيِّينَ وَالْجَزَرِيِّينَ" ❶

"امام ابوداؤد ان لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے سفر کیے، علاقوں کا چکر لگایا، احادیث جمع اور تصنیف کیں اور عراق، خراسان، شام، مصر اور جزائر والوں سے روایات لکھیں۔"

امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کے بارے یوں فرماتے ہیں:

"رَحَلَ وَجَمَعَ وَصَنَّفَ وَبَرَعَ فِي هٰذَا الشَّأْنِ" ❷

"آپ نے طلب حدیث میں سفر کیا، احادیث جمع کیں، ان کو تصنیف کیا اور اس فن میں صاحب کمال بنے۔"

اور حاکم الوراق بیان کرتے ہیں:

آپ اپنے زمانے کے اہل حدیث کے بلا نزاع امام ہیں، آپ نے مصر، حجاز، شام، عراق، خراسان میں احادیث کا سماع کیا۔ آپ نے عراق جانے سے پہلے خراسان کے شہر هراة میں احادیث لکھیں، بغلان میں امام قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ سے روایات لکھیں اور خراسان کے شہر الري میں ابراہیم بن موسیٰ رازی سے احادیث لکھیں۔ ❸

---

❶ تاريخ بغداد للخطيب : 55/9۔ ❷ سير أعلام النبلاء : 204/13۔

❸ تاريخ مدينه دمشق : 194/22۔

یہ اثر اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے عراق بلادِ عرب کی جانب سفر کرنے سے پہلے خراسان کے مشہور شہروں ھرات، بغلان اور ری کے کبار علماء سے احادیث لکھ لی تھیں۔

آپ کے بارے امام عبدالرحمٰن سخاوی رحمہ اللہ یوں کہتے ہیں:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حدیث رسول ﷺ کے لیے مختلف شہروں کا چکر لگایا، آپ اپنے شہر سے جب بغداد آئے تو آپ کی عمر 18 سال تھی کیونکہ امام ابوداؤد خود کہتے ہیں: میں نے 220 ہجری میں بغداد میں عفان کی نماز جنازہ پڑھی اور امیر عفان کی موت سن 220ھ ربیع الآخر میں ہوئی۔

اور سن 220ھ کے رجب کے مہینے میں جس صبح عثمان بن الھیثم المؤذن رحمہ اللہ نے وفات پائی آپ بصرہ پہنچے اور ان دنوں وہاں ابوعمر الضریر سے ایک مجلس میں احادیث کا سماع کیا اور اسی سال شعبان میں امام ابوعمر الضریر نے وفات پائی۔ ❶

امام سخاوی رحمہ اللہ کے اس قول سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

1:...... امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے چھوٹی عمر میں طلب حدیث کے لیے سفر شروع کیا۔

2:...... امام ابوداؤد رحمہ اللہ 18 سال کی عمر سے پہلے پہلے بجستان، خراسان اور اس کے مختلف شہروں کے مشائخ سے احادیث حاصل کر چکے تھے۔

3:...... امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے 220ھ میں بلادِ عرب کی طرف سفر شروع کیا اور پہلے بغداد آئے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے رحلات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے پہلے خراسان کے قرب وجوار کے مشہور شہروں کی طرف سفر کیا اور وہاں کے مشائخ سے احادیث کا سماع کیا۔

❶ بذل المجهود للسخاوی، ص:78تا79۔

(1) هَرَاة:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے سجستان سے قریب تر شہر ھراۃ کی طرف سفر طے کیا جو کہ اس وقت کے علمی مراکز میں سے ایک مشہور مرکز تھا اور علماء محدثین کا گڑھ سمجھا جاتا تھا۔ بعض اہل علم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ بصرہ کی طرف اپنے پہلے رحلہ کے وقت ھراۃ میں ہی مقیم تھے اور یہاں سے ہی روانہ ہوئے۔ امام ابوداؤد کے ھراۃ کے مشائخ میں سے الشیخ عبدالرحمٰن بن حسین الھروي (ت 256ھ) قابل ذکر ہیں جن سے امام صاحب نے اپنی سنن میں روایت بیان کی ہے۔

(2) بغلان:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے خراسان کے جن شہروں میں علم حاصل کیا ان میں سے ایک بغلان ہے آپ نے یہاں الامام قتیبہ بن سعید البغلانی رحمہ اللہ (ت 240ھ) اور دیگر مشائخ سے حدیث کا سماع کیا۔

(3) الري:

امام ابوداؤد نے اٹھارہ برس کی عمر سے کم میں اس شہر کی طرف سفر کیا اور یہاں کے کبار محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔ یہاں کے قابل ذکر مشائخ مندرجہ ذیل ہیں:

1: ابو اسحاق ابراهیم بن موسیٰ الرازی رحمہ اللہ (ت 230ھ)

2: ابو غسان محمد بن عمرو الرازی رحمہ اللہ (ت 240ھ)

(4) نیسا پور:

خراسان کے علمی مراکز میں سے ایک شہر نیسا پور ہے امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے طلب حدیث کے اوائل میں اس شہر کا رخ کیا اور یہاں کے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا۔

نیسا پور کے جن مشائخ سے حدیث کا سماع کیا ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

1: ابو محمد عبداللہ بن الجراح النیسابوری رحمہ اللہ (ت 232ھ)

2: ابو یعقوب اسحاق بن ابراھیم المعروف اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ (ت238ھ)

3: ابو عبداللہ محمد بن رافع رحمہ اللہ (ت245ھ)

4: ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ الذھلی رحمہ اللہ (ت258ھ)

(5) مَرْو:

امام ابوداؤد نے خراسان کے جن علاقوں میں حدیث کا سماع کیا ان میں سے ایک مَرْو شہر بھی ہے، امام ابوداؤد کے مرو کے اساتذہ میں سے چند یہ ہیں:

1: الشیخ أحمد بن محمد بن ثابت المروزی رحمہ اللہ (ت229ھ)

2: الشیخ عبدۃ بن سلیمان المروزی رحمہ اللہ (ت239ھ)

(6) بَلْخ:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے بلخ کے مشائخ میں سے قابل ذکر الامام یحییٰ بن موسیٰ البلخی رحمہ اللہ (ت239ھ) ہیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے خراسان اور ماورائے نہر کے علاقوں سے اپنی علمی پیاس بجھا کر بلادِ عرب کا رخ کیا اور وہاں کے علمی مراکز سے حدیث کا سماع کیا اور شام و مصر اور حجاز کے بڑے بڑے شہروں تک پہنچے۔

(1) بغداد:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بلادِ خراسان سے کسبِ فیض کے بعد سب سے پہلے جس شہر کا رخ کیا وہ بغداد تھا جو اپنے علم و فضل اور کبار محدثین کا مسکن ہونے کے حوالے سے مشہور تھا۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ سن 220ھ میں بغداد آئے جیسا کہ اپنے بارے خود فرماتے ہیں کہ انہوں نے بغداد میں عفان بن مسلم الصفار کی نماز جنازہ پڑھی جس کی موت ربیع الآخر 220ھ میں ہوئی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ بغداد میں یکے بعد دیگرے آتے رہے جیسا کہ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس بات کی صراحت اپنی تاریخ بغداد میں کی ہے اور اس بات کی دوسری دلیل امام

ابوداؤد رحمہ اللہ کا امام احمد بن حنبل، امام علی بن المدینی اور امام یحییٰ بن معین رحمہم اللہ جیسے کبار محدثین کے ہاں عرصہ دراز تک ٹھہرنا اور ان سے خوب استفادہ کرنا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے بغداد کے چند مشہور مشائخ درج ذیل ہیں:

1: اسحاق بن اسماعیل الطالقانی رحمہ اللہ (ت230ھ)

2: زهير بن حرب البغدادی رحمہ اللہ (ت232ھ)

3: یحییٰ بن معین البغدادی رحمہ اللہ (ت233ھ)

4: سلیمان بن داود العتکی رحمہ اللہ (ت234ھ)

5: علی ابن المدینی رحمہ اللہ (ت234ھ)

6: احمد بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ (ت241ھ)

(2) بصرہ:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بغداد کے بعد بصرہ کا رخ کیا چنانچہ سن 220ھ رجب کے مہینے میں عثمان بن الہیثم المؤذن کی وفات سے ایک دن بعد پہنچے اور ابوعمر الضریر (ت 225ھ) سے ایک مجلس میں حدیث کا سماع کیا اور اسی سال امام عمرو بن علی الفلاس (ت 249ھ) وغیرہ سے بھی سماع حدیث کیا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ سن 220ھ سے 221ھ تک بصرہ میں ہی قیام پذیر رہے اور 221ھ میں امام محمد بن بشار بندار رحمہ اللہ اور ابوموسیٰ رحمہ اللہ محمد بن مثنی رحمہ اللہ سے احادیث لکھیں اور اسی سال 221ھ میں بصرہ سے کوفہ رحلت کی۔ لیکن وقتاً فوقتاً بصرہ آتے جاتے رہے حتی کہ عمر کے آخری حصے میں بصرہ کو اپنا دائمی مسکن بنایا اور یہیں وفات پائی۔

آپ کے مشہور بصری اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں:

1: مسلم بن ابراهیم البصری رحمہ اللہ (ت 221ھ)

2: داود بن شبیب الباهلی رحمہ اللہ (ت 221ھ)

3: موسیٰ بن اسماعیل المنقری رحمہ اللہ (ت223ھ)

4: محمد بن کثیر العبدی رحمہ اللہ (ت 223ھ)

5: ھشام بن عبدالملك الطیالسی رحمہ اللہ (ت 227ھ)

6: مسدد بن مسرھد البصری رحمہ اللہ (ت 228ھ)

(3) کوفہ:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ سن 221ھ میں ہی بصرہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں کے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا لیکن کوفہ میں زیادہ دیر نہ ٹھہرے اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ البتہ امام موصوف کوفہ میں بار بار آتے رہے اور کوفی مشائخ سے استفادہ کرتے رہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے کوفی اساتذہ ایک بڑی تعداد میں ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

1: الحسن بن الربیع البجلی رحمہ اللہ (ت 220ھ)

2: احمد بن عبداللہ بن یونس الکوفی رحمہ اللہ (ت 227ھ)

3: عثمان بن محمد المعروف بابن ابی شیبہ رحمہ اللہ (ت 239ھ)

4: الھیثم بن خالد الجھنی رحمہ اللہ (ت 239ھ)

5: ھناد بن السری الکوفی رحمہ اللہ (ت 243ھ)

امام ابوداؤد خود ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے سن 235ھ میں الہیثم بن خالد الجھنی رحمہ اللہ سے حدیث کا سماع کیا۔

(4) مکہ مکرمہ:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کوفہ سے براہِ راست حجاز کی طرف روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر امام عبداللہ بن مسلمہ القعنبی رحمہ اللہ (ت 221ھ) سے حدیث کا سماع کیا۔ آپ کے دیگر مکی مشائخ مندرجہ ذیل ہیں:

1: سعید بن منصور المکی رحمہ اللہ (ت 227ھ)

2: الحسن بن علی الحلوانی رحمہ اللہ (ت 242ھ)

3: مؤمل بن إهاب العجلي رحمہ اللہ (ت 254ھ)

(5) مدینہ نبویہ:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے دیگر شہروں کی طرح طلب حدیث کے لیے مدینہ طیبہ کا بھی رخ کیا اور وہاں کے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا۔ آپ کے مدینہ وارد ہونے کی بڑی دلیل بئرِ بضاعہ کی پیائش اور صورت حال کے بارے آگاہی دینا ہے۔

آپ کے مدینہ طیبہ کے چند مشائخ درج ذیل ہیں:

1: محمد بن اسحاق المسيبي المدني رحمہ اللہ (ت 236ھ)

2: ابو مصعب احمد بن ابی بکر القرشي المدني رحمہ اللہ (ت 242ھ)

3: محمد بن أحمد القرشي المدني رحمہ اللہ (ت 255ھ)

4: عبدالرحمن بن مقاتل القشيري المدني

(6) دمشق:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حجاز سے سماع حدیث کے بعد شام کا رخ کیا اور دمشق روانہ ہوئے جیسا کہ خود فرماتے ہیں:

میں نے دمشق میں ابونصر اسحاق بن ابراہیم الدمشقی جیسا نہیں دیکھا وہ (خشیت الٰہی سے) بہت زیادہ رونے والے انسان تھے میں نے ان سے 222ھ میں احادیث لکھیں۔ [1]

آپ کے دمشق کے چند مشائخ یہ ہیں:

1: محمد بن عثمان التنوخي رحمہ اللہ (ت 224ھ)

2: محمود بن خالد السلمي رحمہ اللہ (ت 249ھ)

3: هشام بن خالد بن زيد رحمہ اللہ (ت 249ھ)

[1] سؤالات ابی عبید الآجری اباداود ، رقم: 1675۔

(7) حمص:

بلادِ شام میں سے ایک شہر حمص بھی ہے جس کی طرف امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے طلب حدیث کے لیے سفر کیا۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ بیشتر مرتبہ اس شہر میں حدیث کے سماع کے لیے پہنچے اور یہاں کے مشائخ سے استفادہ کیا۔ آپ کے حمصی مشائخ میں سے چند یہ ہیں:

1: حیوۃ بن شریح الحمصی رحمہ اللہ (ت 224ھ)

2: یزید بن عبدربہ الجرجسی رحمہ اللہ (ت 224ھ)

3: عمرو بن عثمان الحمصی رحمہ اللہ (ت 250ھ)

(8) حلب:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے شام کے شہر حلب کی طرف بھی سفر طے کیا اور اپنی علمی پیاس کو بجھایا اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو علمائے حلب سے بھی اکٹھا کیا۔ آپ کے حلب کے چند مشائخ درج ذیل ہیں:

1: عبدالرحمن بن عبید اللہ الأسدی رحمہ اللہ (ت 240ھ)

2: عبید بن ہشام ابو نعیم الحلبی رحمہ اللہ (ت 240ھ)

3: ابو توبہ الربیع بن نافع الحلبی رحمہ اللہ (ت 241ھ)

(9) رملہ:

بلادِ شام میں سے ایک رملہ ہے جو کہ آج فلسطین کے شہروں میں شمار ہوتا ہے امام ابوداؤد رحمہ اللہ سن 230ھ میں اس شہر میں وارد ہوئے اور حدیث کا سماع اور کتابت دونوں طرح سے مستفید ہوئے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن سماعہ الرملی سے سن 230ھ میں حدیث کا سماع کیا اور ان سے احادیث لکھیں۔ ❶

❶ سؤالات ابی عبید الآجری اباداود، رقم: 1780۔

آپ کے رملہ کے چند مشائخ یہ ہیں:

1: یزید بن خالد الھمدانی الرملی رحمہ اللہ (ت232ھ)

2: اسحاق بن ابراھیم بن سوید رحمہ اللہ (ت254ھ)

3: موسیٰ بن سھل الرملی رحمہ اللہ (ت260ھ)

(10) طرسوس:

یہ شہر ملک شام کی سرحدی حدود پر واقع تھا جس کی وجہ سے علماء و مشائخ کا یہاں آنا جانا رہتا تھا اس لیے امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس شہر کا رخ کیا اور یہاں مشائخ کی ایک تعداد سے حدیث کا سماع کیا اور ایک عرصہ تک یہاں ٹھہرے آپ کے طرسوس کے مشائخ میں سے چند یہ ہیں:

1: عبدالرحمن بن محمد بن سلام رحمہ اللہ (ت231ھ)

2: حامد بن یحییٰ بن ھانی رحمہ اللہ (ت242ھ)

3: محمد بن مسعود العجمی رحمہ اللہ (ت247ھ)

(11) حران:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے طلبِ حدیث کے لیے حران شہر کا بھی رخ کیا اور وہاں کے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا آپ کے یہاں کے چند مشائخ یہ ہیں:

1: احمد بن ابی شعیب الحرانی رحمہ اللہ (ت230ھ)

2: ابوجعفر عبداللہ بن محمد الحرانی رحمہ اللہ (ت234ھ)

3: عبدالعزیز بن یحییٰ الحرانی رحمہ اللہ (ت235ھ)

(12) مصر:

دیگر اسلامی مراکز کی طرح امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے طلب حدیث کے لیے مصر کا سفر کیا اور اس سفر میں امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے بیٹے ابوبکر بن ابی داؤد رحمہ اللہ بھی ساتھ تھے آپ کا یہ سفر ن

240ھ میں ہوا اور مصر کے مشہور محدث امام احمد بن صالح المصری رحمہ اللہ سے دونوں باپ بیٹے نے حدیث کا سماع کیا۔ آپ کے دیگر مصر کے مشائخ میں سے کچھ یہ ہیں:

1: وهب بن بيان المصرى رحمہ اللہ (ت 246ھ)

2: محمد بن مسلمه المرادى رحمہ اللہ (ت 248ھ)

3: احمد بن عمرو بن السرح رحمہ اللہ (ت 250ھ)

4: سليمان بن داود المهران رحمہ اللہ (ت 253ھ)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے اوصاف:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات بڑے واضح انداز میں سمجھ آتی ہے کہ امام موصوف رحمہ اللہ ان افراد میں سے ہیں جو اہل توفیق تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کی سنت طیبہ کی حفاظت کے لیے پیدا کیا تھا یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا مشن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو اطراف عالم سے اکٹھا کرنا اور ان کو محفوظ کرنا تھا۔ ان نفوس مقدسہ نے نا صرف احادیث نبویہ کو اکٹھا کیا بلکہ اپنی روز مرہ زندگی میں انہیں منطبق بھی کیا اور اپنی زندگی کا منہج اور نصب العین بنایا۔

یہاں ہم امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی چند امتیازی صفات ذکر کرتے ہیں:

سنت نبوی کی پیروی:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی ایک امتیازی صفت شدت سے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور سیرت و کردار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت اختیار کرنا تھی۔

علماء محدثین کے ہاں یہ مقولہ مشہور ہے کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ حسن سمت اور سیرت و کردار میں اپنے استاذ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مشابہ تھے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سیرت و کردار اور چال ڈھال میں اپنے استاذ امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ کے مشابہ تھے اور امام وکیع رحمہ اللہ سیرت و کردار میں اپنے استاد امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے مشابہ تھے اور امام ثوری سیرت و کردار

میں اپنے استاذ منصور بن المعتمر رحمہ اللہ کے مشابہ تھے اور امام منصور رحمہ اللہ حسن سمت اور سیرت و کردار میں اپنے استاذ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے مشابہ تھے۔ اور امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اپنے استاذ امام علقمہ رحمہ اللہ کے مشابہ تھے اور امام علقمہ رحمہ اللہ سیرت و کردار میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مشابہت رکھتے تھے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سیرت و کردار میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ ❶

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے انتہائی متبع سنت ہونے کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے جسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی سند سے ذکر کیا ہے کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ دوران سفر ایک مرتبہ کشتی پر سوار ہوئے جو کہ دریا میں اُتر رہی تھی تو کنارے پر کھڑے ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے الحمد للہ کہا۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ملاح کو کشتی واپس کنارے کے قریب کرنے کو کہاتو اس نے ان سے ایک درہم اجرت مانگی جسے امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے فی الفور ادا کر دیا چنانچہ آپ جب اس آدمی کے قریب ہوئے تو اس کو یرحمك الله کہہ کر جواب دیا اور واپس ہوگئے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے اس بارے دریافت کیا گیا تو فرمانے لگے: ہوسکتا وہ اللہ کا بندہ مستجاب الدعوات ہو۔ کچھ دیر بعد امام ابوداؤد رحمہ اللہ سو گئے تو کشتی والوں نے ایک کہنے والے کی غائبانہ آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

"یا أهل السفينة! إن أباداود اشترى الجنة مِنَ اللهِ بِدِرْهَمٍ" ❷

"اے کشتی والو! یقیناً ابوداؤد (رحمہ اللہ) نے اللہ تعالیٰ سے جنت ایک درہم کے عوض خرید لی۔"

گویا امام ابوداؤد رحمہ اللہ چھوٹی چھوٹی سنتوں پر عمل پیرا ہونے میں تغافل نہیں برتتے تھے اور یہ انسان کے مخلص اور محب رسول ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ جس قدر اخلاص

❶ تاريخ بغداد: 58/9.

❷ فتح الباري: 626/10 إسناده جيد.

زیادہ ہوگا اس قدر ہی انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں پختہ ہوگا۔

خودداری اور عزت نفس:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ اپنے اندر جہاں اور بہت سی صفاتِ کمال رکھتے تھے وہاں ایک امتیازی صفت خودداری، عزت نفس، دنیا اور اہل دنیا سے بے نیازی تھی جو کہ ایک عالم ربانی کی زینت ہے۔ آپ علمی میراث تقسیم کرتے وقت سب سے یکساں سلوک کرتے اور ہر ایک کو خواہ امیر ہو یا غریب، برابر حیثیت دیتے۔

امام خطابی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے خادم ابوبکر بن جابر نے بیان کیا کہ میں امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے ساتھ بغداد میں تھا ہم نماز مغرب ادا کر کے واپس لوٹے تو دروازے پر دستک ہوئی میں نے دیکھا تو ایک محافظ بولا کہ امیر بغداد ابو احمد الموفق اندر آنا چاہتے ہیں میں نے اندر جا کر امام صاحب کو ان کے بارے بتایا تو امام صاحب نے اندر آنے کی اجازت دی باہمی ملاقات ہوئی تو امام صاحب فرمانے لگے: اس وقت امیر عالی مقام کو کس چیز نے آنے پر مجبور کیا؟

تو امیر بغداد کہنے لگے تین باتوں نے تو امام صاحب نے فرمایا: وہ کیا ہیں؟

تو امیر بغداد کہنے لگے: آپ بصرہ منتقل ہو جائیں اور اسے اپنی رہائش گاہ بنائیں تا کہ زمین کے اطراف سے طلبہ آپ کے پاس آئیں اور آپ کی وجہ سے بصرہ دوبارہ آباد ہو جائے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرمانے لگے: یہ ایک بات ہوگئی دوسری کیا ہے؟

تو امیر بغداد کہنے لگے: آپ میری اولاد کو اپنی کتاب "السنن" روایت کریں۔

امام صاحب فرمانے لگے: ٹھیک ہے یہ بھی مجھے منظور ہے۔ تیسری بات کیا ہے؟

امیر بغداد کہنے لگے: میری اولاد کے لیے علیحدہ مجلس روایت قائم کریں۔

تو امام صاحب فرمانے لگے:

"أَمَّا هٰذِهِ فَلَا سَبِيْلَ إِلَيْهَا لِأَنَّ النَّاسَ شَرِيْفَهُمْ وَوَضِيْعَهُمْ فِي

الْعِلْمِ سَوَاءٌ ."

البتہ یہ بات قبول کرنے کی کوئی صورت نہیں کیونکہ لوگ اعلیٰ ، ادنیٰ علم کے حصول میں سب برابر ہیں۔

اس واقعے سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

1: امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی خودداری۔

2: آپ کا اہل علم میں بلند مقام۔

3: اس دور کی اچھائی یہ تھی کہ شہروں کی آباد کاری اہل علم سے ہوتی تھی۔

4: تعلیم دیتے ہوئے سب کو برابر حیثیت دینی چاہیے۔

مستقل مزاجی اور جہد مسلسل:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی سیرت مبارکہ سے جو صفت نمایاں ہوتی ہے وہ اللہ کی توفیق کے بعد علم کے حصول میں مستقل مزاجی اور جہد مسلسل ہے یہی وجہ ہے کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ہوش سنبھالنے سے لے کر زندگی کے اختتام تک علم کے حصول اور اسے آگے نشر کرنے میں مستقل مزاجی سے مشغول رہے اور حدیث کے حصول کے لیے اطراف عالم کی طرف کثرت سے سفر کرنے سے بھی آپ کی بلند ہمتی اور جہد مسلسل میں کوئی کمی نہ آئی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ جہاں اخلاقی صفات میں بڑے ممتاز تھے وہاں علمی میدان میں بھی بڑی بلند صفات کے حامل تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کا حافظہ عطا کیا تھا آپ کے بارے امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب سیر أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ آپ مذاکرہ کرتے وقت بسا اوقات ایک لاکھ حدیث پڑھ لیتے۔ اس قدر قوت حافظہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حدیث کی فقہ اور قوت استدلال میں بھی بڑی پختگی عطا کی تھی۔ جس کا منہ بولتا ثبوت آپ کی "السنن" ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا اصحاب ستہ مقلد تھے یا مجتہد؟ تو انہوں نے

فرمایا: امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ فقہ میں امام تھے اور اہل اجتہاد میں سے ہیں اور امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ رحمہم اللہ اور دیگر یہ سب اہل حدیث مذہب پر تھے۔ ❶

امام ابوداؤد رحمہ اللہ جہاں حدیث کی فقہ پر بڑی دسترس رکھتے تھے وہاں حدیث کی علل کا علم بھی وافر رکھتے تھے۔ جبکہ حدیث کی علل کا علم سب سے زیادہ باریک بین اور مشکل ہے امام ابن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ علماء جنہوں نے صحیح احادیث کا اخراج کیا اور درست کو غلط سے الگ کیا اور معلول روایات کو الگ کیا وہ چار ہیں: بخاری، مسلم ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ۔ ❷

اہل علم کے ہاں مقام و مرتبہ:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ جس طرح اخلاقی صفات میں بڑے عالی مقام تھے اسی طرح علم اور اہل علم میں بھی بڑی شان و مرتبہ رکھتے تھے آپ کے علم و فضل کے آپ کے مشائخ، معاصر اور تلامذہ ہر طبقہ کے لوگ معترف تھے حتی کہ اس وقت کے صاحبِ اقتدار بھی اس کے قائل تھے۔ یہاں ہم چند اہل علم کے آپ کے بارے تأثرات نقل کرتے ہیں:

- امام محمد بن اسحاق صاغانی رحمہ اللہ (ت 270ھ) اور امام ابراہیم الحربی (ت 281ھ) آپ کے بارے فرماتے ہیں:

"أُلِيْنَ لِأَبِي دَاوُدَ الْحَدِيْثُ كَمَا أُلِيْنَ لِدَاوُدَ (علیه السلام) الْحَدِيْدُ" ❸

"امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے لیے حدیث ایسے نرم اور آسان کر دی گئی جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا۔"

- امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے شاگرد علان بن عبدالصمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

❶ مجموع الفتاوىٰ: 20/39-40.
❷ شروط الأئمة لابن منده رحمه الله، ص: 42.
❸ تهذيب الكمال: 11/365.

"كَانَ ابو داوُدَ مِنْ فُرسَان هٰذَا الشَّأن"❶

"امام ابوداود اس (علم حدیث کے) فن کے شاہسواروں میں سے ہیں۔"

❁ موسیٰ بن ہارون فرماتے ہیں:

"خُلِقَ أبُو داوُدَ فِي الدُّنيَا لِلْحَدِيْث وَفِي الآخِرَةِ لِلْجَنَّةِ مَارَأيْتُ أَفْضَلَ مِنْهُ۔"❷

"امام ابوداؤد رحمہ اللہ دنیا میں حدیث کے لیے اور آخرت میں جنت کے لیے پیدا کیے گئے، میں نے ان سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔"

❁ آپ کے بارے مسلمہ بن قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كَانَ ثِقَةً ، زَاهِدًا عَارِفًا بِالحَدِيْثِ ، إمامَ عَصْرِهِ فِي ذَالِكَ"❸

"امام ابوداؤد رحمہ اللہ، ثقہ، زاہد، حدیث کی معرفت والے اور اس بارے اپنے وقت کے امام تھے۔"

❁ ابوبکر خلال فقیہ فرماتے ہیں: امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث رحمہ اللہ اپنے زمانے کے مقدم امام ہیں علومِ حدیث کی تخریج اور احادیث کی حیثیت پہچاننے میں کوئی آپ سے سبقت نہ لے جا سکا، آپ صاحب ورع اور خیر میں مقدم انسان تھے۔❹

❁ ابن خلکان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ابوداؤد رحمہ اللہ حدیثِ رسول ﷺ کے علوم وفنون، علل اور اسانید کے اعتبار سے حفاظِ اسلام میں سے ایک ہیں۔ عمل، عفت وپاکدامنی، صلاح اور ورع میں اعلیٰ درجے پر فائز اور علم حدیث کے شاہسواروں میں سے ایک ہیں۔❺

❁ امام حاکم نیساپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ اپنے زمانے کے اہل حدیث کے غیر متنازعہ امام ہیں۔❻

❶ تاريخ دمشق: 198/22. ❷ تاريخ دمشق: 196/22.
❸ تهذيب التهذيب: 85/2. ❹ تاريخ بغداد: 57/9.
❺ وفيات الاعيان لابن خلكان: 404/2. ❻ بذل المجهود، ص: 86.

❁ امام یحییٰ بن شرف الدین نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اہل علم امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے مدح سرا ہیں اور علماء کے نزدیک آپ حفظ تام، علم وافر، متقن صاحب ورع و دین، نیز علم حدیث اور دیگر علوم میں روشن فہم کے مالک ہیں۔ ❶

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ صحیح اور سنن لکھنے والوں میں سب سے بڑھ کر فقیہ ہیں۔ ❷

❁ امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کے بارے یوں لکھتے ہیں: ثبتٌ ، حجةٌ ، إمامٌ، عاملٌ اور دوسری جگہ آپ کے بارے یوں کہتے ہیں: الامام ، شیخ السنة مقدم الحفاظ۔

❁ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ ان آئمہ حدیث میں سے ہیں جنہوں نے بہت سفر طے کیے اور اطراف عالم میں طلب حدیث کے لیے چکر لگائے۔ احادیث جمع کیں، تصنیف کی، تخریج کی، تالیفات لکھیں، شام، مصر، جزیرہ، عراق اور خراسان کے شہروں کے بہت سے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا۔ ❸

اہل علم کے چند اقوال یہاں پیش کیے گئے ہیں جب کہ زمانہ قدیم اور جدید میں آپ کا ذکر خیر حدیث کی دنیا میں ہمیشہ جاری رہے گا۔ حافظ سلفی معالم السنن کے مقدمہ میں امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے بارے اہل علم کی مدح و ثناء ذکر کرنے کے بعد یوں فرماتے ہیں:

"امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے فضائل بہت زیادہ ہیں اور اہل مرتبہ میں ان کا رتبہ بہت بڑا ہے اور جو میں نے ان کے علم و فضل کے بارے یہاں ذکر کیا ہے، اور یکے بعد دیگرے کبار علماء کے جو اقوال میں نے ذکر کیے ہیں یہ بہت کم ہے۔" ❹

---

❶ تہذیب الاسماء واللغات للنووی : 225/2.

❷ مجموعہ الفتاویٰ : 321/20.

❸ البدایة والنهایة لابن کثیر : 616/14.

❹ مقدمة السلفی لمعالم السنن : 337/4-338.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا منہج وعقیدہ:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ منہج اور عقیدے کے اعتبار سے اہل سنت والجماعت کے مذہب پر تھے اور اہل حدیث محدثین عظام کی طرح کتاب وسنت کے متبع تھے بلکہ بعض اہل علم نے آپ کو آئمہ مجتہدین میں شمار کیا ہے کہ آپ بذات خود اہل اجتہاد میں سے ہیں۔ آپ کسی خاص مذہب کے مقلد نہ تھے بلکہ دیگر محدثین کی طرح صرف کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے والے تھے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ آپ سیرت وکردار میں اپنے استاد امام احمد رحمہ اللہ کے مشابہ تھے اور امام احمد رحمہ اللہ سیرت وکردار میں اپنے استاذ وکیع بن جراح رحمہ اللہ کے مشابہ تھے اور امام وکیع رحمہ اللہ سیرت وکردار میں امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے مشابہ تھے اور امام سفیان رحمہ اللہ سیرت وکردار میں اپنے استاذ منصور بن معتمر رحمہ اللہ کے مشابہ تھے اور امام منصور رحمہ اللہ سیرت وکردار میں امام علقمہ رحمہ اللہ کے مشابہ تھے جو کہ اپنے استاذ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مشابہت رکھتے، جن کی سیرت وکردار میں امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہت تھی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی تصنیفات بھی اس کی واضح دلیل ہیں کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کسی خاص مذہب کے مقلد نہ تھے بلکہ کتاب وسنت اور عقیدہ سلف صالحین کے حامل تھے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے اساتذہ:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا شمار ان محدثین میں ہوتا ہے جنہوں نے طلب حدیث کے لیے بہت زیادہ سفر طے کیے یہی وجہ ہے کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے اساتذہ کی ایک کثیر تعداد ہے، اور دوسری چیز کثرت مشائخ کے ساتھ ساتھ عالی سند کا حاصل ہونا ہے۔

امام مزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تہذیب الکمال میں امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے 179 شیوخ ذکر کیے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تہذیب التہذیب میں ذکر کیا ہے کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے شیوخ اپنی سنن اور دیگر کتب میں تین سو کے قریب ہیں۔

الشیخ عبداللہ بن صالح المزاک نے اپنی کتاب "الامام ابوداود و کتابه السنن" میں امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے مشائخ کی تعداد 421 ذکر کی ہے۔

جبکہ حافظ ابوعلی الحسین بن محمد الجیانی رحمہ اللہ نے امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے مشائخ پر مستقل کتاب لکھی جس کا نام "تسمية شيوخ أبي داود السجستاني" ہے اس میں انہوں نے آپ کے شیوخ کی تعداد 449 ذکر کی ہے۔ لیکن ان تمام اَرقام کو ذکر کرنے کے باوجود یہ بات یقینی ہے کہ آپ موصوف کے اساتذہ کی یہ تعداد حتمی اور مکمل نہیں ہے۔

یہاں ہم امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے اساتذہ کے نام تاریخ وفات کے اعتبار سے ذکر کرتے ہیں:

1: ابراهيم بن موسىٰ الفراء الرازى رحمہ اللہ (ت 220 ھ کے بعد)

2: حفص بن عمر الضرير البصرى رحمہ اللہ (ت 220 ھ)

3: عبدالله بن مسلمة القعنبى رحمہ اللہ (ت 221 ھ)

4: عاصم بن على بن عاصم الواسطى رحمہ اللہ (ت 221 ھ)

5: مسلم بن إبراهيم الفراهيدى رحمہ اللہ (ت 222 ھ)

6: محمد بن كثير العبدى البصرى رحمہ اللہ (ت 223 ھ)

7: موسىٰ بن اسماعيل التبوذكى رحمہ اللہ (ت 223 ھ)

8: سعيد بن منصور الخراسانى (ت 227 ھ)

9: مسدد بن مسرهد البصرى رحمہ اللہ (ت 228 ھ)

10: يحيىٰ بن معين البغدادى رحمہ اللہ (ت 233 ھ)

11: على بن عبدالله ابن المدينى (ت 234 ھ)

12: ابوبكر بن أبى شيبه الكوفى (ت 235 ھ)

13: اسحاق بن ابراهيم الحنظلى المعروف بابن راهويه رحمہ اللہ (ت 238 ھ)

14: قتيبه بن سعيد البغلانى رحمہ اللہ (ت 240 ھ)

15: احمد بن محمد بن حنبل الشيبانى رحمہ اللہ (ت 241 ھ)

16: هناد بن السرى الكوفى رحمہ اللہ (ت 243 هـ)

17: محمد بن العلاء ابوكريب الكوفى رحمہ اللہ (ت 247 هـ)

18: أحمد بن صالح المصرى رحمہ اللہ (ت 248 هـ)

19: محمد بن بشار بندار رحمہ اللہ (ت 252 هـ)

20: محمد بن يحيىٰ الذهلى رحمہ اللہ (ت 258 هـ)

21: الحسن بن محمد الصباح رحمہ اللہ (ت 260 هـ)

22: عمر بن الخطاب السجستانى رحمہ اللہ (ت 264 هـ)

23: العباس بن الوليد البيروتى رحمہ اللہ (ت 269 هـ)

24: عباس بن محمد الدورى رحمہ اللہ (ت 271 هـ)

25: محمد بن عوف الطائى رحمہ اللہ (ت 272 هـ)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے تلامذہ:

جس طرح امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے مشائخ کی ایک کثیر تعداد ہے اسی طرح آپ سے کسب فیض پانے والے بھی کثیر تعداد میں ہیں جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بصرہ شہر اپنے ویران ہو جانے کے بعد دوبارہ آپ کی وجہ سے آباد ہوا کہ آپ سے علم و فضل حاصل کرنے والوں کی آمد و رفت اس شہر میں جب کثرت سے ہوئی تو شہر میں آبادکاری ہوئی اور ضروریات زندگی کی امکانیات میں اضافہ ہوا۔

یہاں ہم امام موصوف رحمہ اللہ کے چند مشہور شاگردوں کا تذکرہ ان کی تاریخ وفات کے لحاظ سے کرتے ہیں:

1: الامام محمد بن عيسىٰ بن سورة الترمذى رحمہ اللہ صاحب الجامع (ت279ھ)

2: الامام ابو بكر عبدالله بن محمدبن أبى الدنيا (ت 281ھ)

3: على بن عبدالصمد الملقب ب "علان" (ت289ھ)

4: الامام احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ صاحب السنن (ت 303ھ)

5: الامام احمد بن محمد بن هارون الخلال رحمہ اللہ (ت 311ھ)

6: الامام ابوعوانة يعقوب بن اسحاق الاسفرايينی رحمہ اللہ صاحب المستخرج (ت 316ھ)

7: ابن الامام ابو بكر عبدالله بن أبی داؤد رحمہ اللہ (ت 316ھ)

8: الحافظ ابو بشر محمد بن احمد الدولابی رحمہ اللہ (ت 320ھ)

9: الامام علی بن الحسن بن العبد الانصاری رحمہ اللہ أحدرواة السنن (ت 328ھ)

10: الامام ابو علی احمد بن عمرو اللؤلؤی رحمہ اللہ (ت 333ھ)

فائدہ:...... امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا شمار امام أحمد رحمہ اللہ کے ان مشہور شاگردوں میں ہوتا ہے جنہوں نے ان سے حدیث اور فقہ کے مختلف علوم وفنون کے لحاظ سے خوب فائدہ حاصل کیا اور امام احمد رحمہ اللہ سے ایک طویل عرصہ تک مستفید ہوتے رہے لیکن اس کے باوجود ایک حدیث کے حصول میں امام احمد رحمہ اللہ نے امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے سماع کیا اور اپنے پاس لکھ کر اسے محفوظ کرلیا۔

وفات:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ اپنی زندگی کی 73 بہاریں دیکھ کر 16 شوال سن 275ھ میں جمعہ کے دن اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون

آپ کی وصیت کے مطابق نماز جمعہ کے بعد آپ کو حسن بن المثنی رحمہ اللہ نے غسل دیا اور نماز جنازہ العباس بن عبدالواحد الہاشمی نے پڑھائی اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی قبر کے قریب آپ کو دفن کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور اُمت مسلمہ کے لیے کی گئی خدمات پر

بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی مؤلفات:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی علمی خدمات جس طرح تدریسی لحاظ سے بڑی وافر تھیں اسی طرح تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی بڑی قابل قدر ہیں آپ نے عقیدہ، تفسیر، حدیث، رجال اور فقہ پر تالیفات لکھیں۔ آپ کی کتب میں سے کچھ مطبوع ہیں اور کچھ مفقود ہیں:

آپ کی مطبوع کتب درج ذیل ہیں:

1: کتاب السنن: یہ آپ کی شہرہ آفاق تصنیف ہے اور فقہی ابواب پر مرتب ہے۔

2: رسالة ابی داؤد إلی أهل مكه: اس کتابچے میں امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سنن کا منہج اور وصف بیان کیا ہے۔

3: کتاب المراسیل: یہ کتاب خاص ان مرسل روایات کے بارے ہے جو احکام پر مشتمل ہیں۔ آپ نے یہ کتاب فقہی ابواب پر مرتب کی ہے یہ کتاب 537 مرسل روایات پر مشتمل ہے۔

4: مسائل الامام أحمد: یہ کتاب فقہ پر مشتمل ہے اور ابواب فقہیہ پر مرتب ہے۔

5: سوالات ابی داود للامام احمد فی الرجال۔

6: الرواة من الإخوة والأخوات۔

7: سؤالات أبي عبيد الآجرى أباداود فى الجرح والتعديل۔

8: الزهد۔

آپ کی مفقود کتب درج ذیل ہیں:

1: الناسخ والمنسوخ

2: الرد علی أهل القدر

3: البعث والنشور

4: دلائل النبوة

5: التفرد فی الدین

اس کتاب میں امام موصوف نے ان سنن کو بیان کیا ہے جسے ہر شہر کے لوگ دوسروں سے ہٹ کر بیان کرنے میں متفرد تھے اور یہ کتاب ابواب فقہیہ پر مرتب ہے۔

6: مسند مالك

7: فضائل الانصار

8: المواقيت

9: الطهارة الكبير

10: فضائل رمضان ، وستٌ من شوال ، والعشر وعاشوراء

11: مناسك الحج الكبير

12: القضاء الكبير

13: الايمان قول و عمل

14: أعلام النبوة۔

15: المبتدأ۔

یہ کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر فرعون کے غرق آب ہونے تک اور دیگر بنو اسرائیل کی اخبار اور نبی کریم ﷺ کی سیرت پر مشتمل ہے۔

فصل: 2

سنن أبي داود رحمہ اللہ

کتاب کا نام:

یہ کتاب اہل علم کے ہاں ''السنن'' یا ''سنن أبي داود'' کے نام سے مشہور ہے، البتہ امام موصوف نے اپنے اس خط میں جو اہل مکہ کی طرف لکھا اس میں اس کتاب کو ''السنن'' کے نام سے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"فانكم سألتم أن أذكرلكم الاحاديث التى في كتاب "السنن" أهي أصح ماعرفتُ بالباب؟"❶

''یقیناً تم نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ میں تمہیں ان احادیث کے متعلق بتاؤں جو ''السنن'' کتاب میں ہیں کہ کیا وہ احادیث میرے علم کے مطابق اپنے مسئلہ میں سب سے زیادہ صحیح ہیں۔''

دوسری جگہ اپنے اسی خط میں یوں فرماتے ہیں:

"وإن من الاحاديث التي في كتابي "السنن" ماليس بمتصل وهو مرسل."

''اور یقیناً میری کتاب ''السنن'' میں موجود بعض احادیث متصل نہیں ہیں (بلکہ) وہ مرسل ہیں۔''

کتاب کا موضوع:

لفظ سنن، سُــنَّةٌ کی جمع ہے جس کے معنی ''سنت یا طریقہ'' کے ہیں یعنی آپ کے

❶ تدوين السنة النبوية، ص: 117.

مسنون اعمال پر مشتمل کتاب۔

اصطلاحی طور پر ''سنن اس کتاب کو کہتے ہیں جو مرفوع روایات پر مشتمل ہو اور ابواب فقہیہ پر مرتب ہو۔'' لیکن امام ابوداود رحمہ اللہ کی مراد اس کتاب میں صرف احکام کی روایات کو مرتب کرنا تھا اور یہی اس کتاب کا اصل موضوع ہے چنانچہ اپنے اہل مکہ کی طرف لکھے گئے خط میں فرماتے ہیں:

"وإنما لم أصنف في كتاب "السنن" إلا الأحكام ."

''میں نے کتاب ''السنن'' میں صرف اُحکام (کی روایات) کو جمع کیا ہے۔''

لہٰذا امام ابوداود رحمہ اللہ کی یہ کتاب احادیثِ احکام پر پہلی کتاب تصور کی جاتی ہے جیسا کہ امام خطابی رحمہ اللہ اپنی ''معالم السنن'' میں فرماتے ہیں: امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں حدیث سے اصولِ علم امہات السنن اور أحکام الفقہ اس انداز سے جمع کیے ہیں کہ جس کی مثل نہ اس سے پہلے ہمارے علم میں ہے اور نہ اس کے بعد۔ ❶

کتاب ''السنن'' کی تالیف کا زمان ومکان:

امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''السنن'' اپنی علمی زندگی کے پہلے حصہ میں تالیف کر لی تھی جیسا کہ محمد بن صالح الہاشمی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں امام ابوداود رحمہ اللہ نے بتایا کہ:

"أقمتُ بطرسوس عشرين سنة أكتب المسند فكتبت أربعة آلاف حديث۔" ❷

''میں نے طرسوس شہر میں بیس سال اقامت اختیار کی مسند لکھتا رہا یہاں تک کہ میں نے چار ہزار احادیث لکھیں۔''

اس اثر سے پتہ چلتا ہے کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی سنن کو طرسوس شہر میں تصنیف کیا جو اس وقت بلادِ اسلامیہ کے لیے ایک سرحد کی حیثیت رکھتا تھا اور علماء محدثین کی آمد و رفت کا

❶ معالم السنن للخطابی : 12/1 .

❷ تہذیب الاسماء واللغات للنووی : 224/2 .

علاقہ تھا۔

امام موصوف رحمہ اللہ نے اسے اپنی زندگی کے آخری حصہ میں تالیف نہیں کیا بلکہ تالیف کا زمانہ شروع کا ہے جیسا کہ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَقَدِمَ بغداد غير مرةٍ وروى كتابه المصنَّفَ في السنن بها ونقله عنها أهلها ويقال: إنه صنَّفه قديمًا وعرضه على أحمد بن حنبل فاستجاده واستحسنه۔"❶

"امام ابوداؤد رحمہ اللہ بغداد کئی مرتبہ آئے اور اپنی سنن پر لکھی گئی تصنیف کو بغداد میں روایت کیا اور اہل بغداد نے ان سے اس کتاب کو نقل کیا، اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اس کو پہلے ہی لکھ لیا تھا اور اسے امام احمد رحمہ اللہ پر پیش کیا تو انہوں نے اسے عمدہ اور اچھا سمجھا۔"

اس کلام منقول سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے یہ کتاب اپنے استاذ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی زندگی میں تالیف کر لی تھی جبکہ امام احمد رحمہ اللہ کی وفات، امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی وفات سے 34 سال قبل ہوئی۔

مزید یہ کہ امام زرکشی رحمہ اللہ نے امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے بارے نقل کیا ہے کہ: ما في كتاب السنن حديثٌ إلا وقد عرضتُه على احمد بن حنبل ويحي بن معين۔❷

"کتاب "السنن" میں ایسی کوئی حدیث نہیں جسے میں نے امام احمد رحمہ اللہ اور امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ پر پیش نہ کیا ہو۔"

نوٹ: ......امام زرکشی رحمہ اللہ کے اس بیان پر بعض اہل علم نے یہ اشکال اور اعتراض کیا کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ سن 240ھ میں مصر روانہ ہوئے اور اپنی کتاب السنن میں 149 روایات امام احمد بن صالح المصری کی اور 80 روایات امام احمد بن عمرو بن السرح المصری کی نقل کی

❶ تاريخ بغداد للخطيب: 56/9.

❷ النكت على مقدمة ابن الصلاح: 191/1.

ہیں تو یہ روایات امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ پر کیسے پیش کردیں جبکہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی وفات تو 233ھ میں ہو چکی تھی۔

الجواب: ......میری سمجھ کے مطابق واللہ أعلم امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس کتاب کو امامین جلیلین احمد اور یحییٰ بن معین رحمہما اللہ کی زندگی میں ہی تالیف کرلیا تھا البتہ اس کی تہذیب، کانٹ چھانٹ اور اضافہ وغیرہ بعد میں بھی کرتے رہے اور یہ بھی ممکن ہے امام صاحب اس سے پہلے بھی مصر آئے ہوں اور 240 میں آمد دوسری دفعہ ہو اور احادیث پہلی آمد میں نقل فرمائیں۔

سنن أبی داود کے رواۃ:

امام ابوداود رحمہ اللہ سے ان کی کتاب ''السنن'' کو روایت کرنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے البتہ ان سے متصل سند سے بیان کرنے والے پانچ افراد ہیں جن کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں:

(1) أبو علی محمد بن أحمد بن عمرو اللؤلؤی البصری (ت 333ھ):

امام ابوداود رحمہ اللہ سے روایت کرنے والوں میں سب سے زیادہ صحیح روایت أبوعلی لولوی رحمہ اللہ کی ہے کیونکہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے انہیں آخری مرتبہ یہ کتاب املاء کروائی اور انہوں نے امام ابوداود رحمہ اللہ سے کئی سالوں تک اس کتاب کا سماع کیا چنانچہ أبوعلی لولوی کے شاگرد قاضی ابوعمر الہاشمی بیان کرتے ہیں:

''کان أبو علی اللؤلؤی قد قرأ هذا الکتاب علی أبی داود عشرین سنة وکان یُسَمّٰی ورّاقَهٗ. '' [1]

امام ابوعلی لولوی نے یہ کتاب بیس سال تک امام ابوداود رحمہ اللہ پر قراءت کی اور انہیں ان کا ورّاق کہا جاتا تھا۔

معلوم ہوا کہ امام ابوداود رحمہ اللہ کی مجلس حدیث میں بیس سال سنن ابی داود رحمہ اللہ کی قراءت کرنے والے ابولولوی تھے لہٰذا ان کی روایت کو دیگر پر ترجیح دی جائے گی حتی کہ امام

[1] التقیید لمعرفة رواة السنن والمسانید لابن نقطة: 33/1.

ابوداؤد رحمہ اللہ کی جس سال وفات ہوئی اس سال بھی ابوعلی لؤلؤی نے اس سنن کا امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے سماع کیا اوران پر قرأت کی جیسا کہ:

امام ولی الدین ابوزرعہ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وقد سمعه اللؤلؤى من أبى داود سنة وفاته وهي سنة خمس وسبعين ومائتين- فينبغى أن يكون العمل على روايته." [1]

"لؤلؤی نے سنن کا امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے سماع ان کی وفات والے سال یعنی 275ھ میں بھی کیا لہٰذا یہی مناسب ہے کہ اس کی روایت پر ہی عمل ہو۔"

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے خطی نسخہ میں ابولؤلؤی رحمہ اللہ کے امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے آخری سماع کی تاریخ بھی موجود ہے اوروہ ہے محرم 275ھ۔

(2) ابوبکر محمد بن بکر بن محمد بن عبدالرزاق بن داسۃ التمار البصری (ت346ھ): امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے روایت کرنے والوں میں دوسرے نمبر پر مشہور راوی امام ابوبکر ابن داسہ رحمہ اللہ ہیں۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ سے مکمل سنن کو بیان کرنے والے یہ آخری راوی ہیں۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے بصرہ میں مستقل مقیم ہونے کے بعد یہ ان سے جڑے رہے اور بلاناغہ ان کی مجلس میں حاضر ہوتے رہے ان کی روایات امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں سب سے زیادہ مکمل ہیں اورامام ابوعلی لؤلؤی کی روایات کے بہت قریب ہیں البتہ بعض مقامات پر تقدیم وتاخیر کا فرق ہے۔

ابوبکرابن داسہ رحمہ اللہ شارح سنن ابی داؤد امام خطابی رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

(3) ابو عیسٰی اسحاق بن موسٰی الرملی رحمہ اللہ ورّاق ابی داود (ت320ھ): امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ان کی توثیق بیان کی ہے ان کی روایت ابن داسہ کی روایت کے متقارب ہے۔

(4) ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد الأعرابی (ت340ھ): امام

---

[1] ختم سنن أبى داود للبصرى، ص: 101۔

ابوداؤد رحمہ اللہ سے روایت کرنے والوں میں سے ایک اُبوسعید الأعرابی ہیں مکہ میں سکونت اختیار کی اور شیخ الحرم کا لقب حاصل کیا۔

ان کی روایت میں سنن ابی داؤد کی کتاب الفتن ، الملاحم ، الحروب نہیں ہیں اور کتاب اللباس کا کچھ حصہ ساقط ہے اسی طرح کتاب الوضوء ، کتاب الصلاۃ اور کتاب النکاح میں سے بھی بہت مقامات پر سقط ہے۔

بعض مقامات پر امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی سنن میں کچھ زیادات بھی اپنی طرف سے شامل کی ہیں جو امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی سند سے نہیں ہیں۔

(5) أبو الحسن علی بن الحسن بن العبد الأنصاری (ت 328ھ): ابوالحسن انصاری رحمہ اللہ کا شمار امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے شاگردوں اور امام دارقطنی رحمہ اللہ کے مشائخ میں ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوالحسن بن العبد کی امام داؤد رحمہ اللہ سے روایت میں زیادہ تر رواۃ اور اسانید پر ایسی کلام موجود ہے جو ابوعلی لؤلؤی کی روایت میں موجود نہیں۔

ابوالحسن اُنصاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سمعتُ كتاب السنن من أبي داود ستَّ مرارٍ بقيت من المرة السادسة بقيةٌ لم يُتِمَّهُ بالبصرة سنة احدى ، واثنتين ، وثلاثٍ ، وأربع وخمس و سبعين ومائتين وفيهامات۔"[1]

"میں نے کتاب السنن امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے بصرہ میں چھ بار سماعت کی ، چھٹی مرتبہ کچھ حصہ باقی رہ گیا جس کو پورا نہ کر سکے یہ سماع سن دوسو اکہتر ، بہتر ، تہتر ، چوہتر اور پچھتر ہجری میں ہوا اور اسی سال آپ وفات پا گئے۔"

یہ تھے سنن ابی داؤد کے مشہور رواۃ البتہ چند دیگر مشہور مندرجہ ذیل ہیں:

1: أبو اسامة محمد بن عبدالملك الروّاس

2: أبو الطيب أحمد بن إبراهيم بن عبدالرحمن البغدادی نزيل الرحبة

[1] رسالة أبي داود إلى اهل مكة ، ل : 3/أ-ب۔

3: الامام أبو بكر أحمد بن سلمان بن الحسن البغدادى النجاد

4: أبو عمرو أحمد بن على بن حسن البصرى

5: أبو سالم محمد بن سعيد بن حماد بن ماهان الجلودى

سنن ابی داؤد میں احادیث، کتب اور ابواب کی تعداد:

احادیث کی تعداد: ...... سنن ابی داؤد میں احادیث کی تعداد 5274 ہے البتہ شیخ عوامہ کے طبعہ میں کل تعداد 5232 ہے جبکہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنے اہل مکہ کی طرف لکھے گئے خط میں کہتے ہیں:

"كتبت عن رسول الله ﷺ خمسمائة ألف حديث انتخبت منها ما ضمنته هذا الكتاب جمعت فيه أربعة آلاف حديث وثمانمائة حديث ...."❶

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے پانچ لاکھ احادیث لکھیں جن میں سے چند وہ منتخب کیں جن کو میں نے اس کتاب کے ضمن میں درج کیا۔ میں نے اس میں چار ہزار آٹھ سو احادیث جمع کیں۔"

اس اثر سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

(1)..... امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں موجود روایات کا پانچ لاکھ احادیث میں سے انتخاب کیا۔

(2)..... امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں موجود روایات کی تعداد 4800 ذکر کی ہے۔

اس وقت موجود متداول نسخوں میں احادیث کی تعداد 5274 ہے جبکہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے 4800 ذکر کی ہے اختلاف کی وجہ دو چیزیں ہیں:

1: روایات کا مختلف ہونا کہ آپس میں کم و بیش ہیں۔

❶ تاريخ بغداد: 57/9.

2: روایات کا تکرار سے ہونا۔

3: بعض اہل علم کے نزدیک یہ احتمال ہے کہ اہل مکہ کی طرف لکھے گئے خط میں امام صاحب نے یہ تعداد ذکر کی ہے ہوسکتا ہے کہ امام صاحب نے مزید اضافہ بعد میں کیا ہو۔

کتب اور ابواب کی تعداد:

سنن ابی داؤد میں موجود کتب کی تعداد 36 ہے البتہ مکتبہ المعارف کے نسخہ میں جو شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق سے ہے اس میں کتب کی تعداد 35 ہے۔

البتہ سنن ابی داؤد میں ابواب کی تعداد الشیخ محمد محی الدین عبدالحمید کے شمار کے مطابق 1889 ہیں جبکہ مکتبہ المعارف بتحقیق الشیخ البانی رحمہ اللہ کے نسخہ کے مطابق 1917 ہیں۔

سنن ابی داؤد کا مقام:

سنن ابی داؤد کا شمار حدیث پر لکھی گئی اُمہات کتب میں ہوتا ہے صحاح ستہ میں یہ تیسرے نمبر پر ہے یعنی صحیحین کے بعد سنن ابی داؤد کا مقام و مرتبہ ہے البتہ سنن اور احکام پر مشتمل احادیث پر لکھی جانے والی کتب میں یہ پہلے نمبر پر ہے۔

اس کتاب کی سب سے پہلے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے تعریف کی جب امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنے استاذ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر اپنی کتاب کو پیش کیا تو انہوں نے اسے بہت پسند کیا اور احسن عمل قرار دیا۔

امام خطابی رحمہ اللہ اپنے استاذ ابوسعید الأعرابی رحمہ اللہ جو سنن کے رواۃ میں سے ہیں سے بیان کرتے ہیں کہ:

اگر کسی شخص کے پاس علم میں سے صرف مصحف یعنی کتاب اللہ اور یہ (سنن ابی داؤد) کتاب ہو تو اسے مزید علم کی ضرورت نہیں۔ ❶

حافظ زکریا ساجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ معالم السنن للخطابی: 7/1.

"كتاب الله أصل الإسلام وكتاب أبي داود عهد الإسلام"❶

"اللہ کی کتاب اسلام کی اصل ہے اور امام ابوداؤد کی کتاب اِسلام کا عہد ہے۔"

محمد بن مخلد العطار فرماتے ہیں کہ: "جب امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "السنن" تصنیف کی اور اسے لوگوں پر پڑھا تو ان کی کتاب اصحاب الحدیث کے لیے ایک مقدس کتاب جیسی ہوگئی جس کی وہ پیروی کریں اور اس کی مخالفت نہ کریں۔"❷

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی کتاب "السنن" بڑی باشرف ہے دین کے علم میں اس جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔ تمام لوگوں میں اسے مقبولیت دی گئی ہے حتی کہ علماء اور فقہاء کے مذہبی اختلاف میں ان کے مابین حاکم بن چکی ہے ہر ایک اس کے صاف شفاف چشمے پر آتا اور اپنی پیاس بجھاتا ہے۔"❸

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو بھی فقہ وغیرہ میں مشغول ہے اس کے لیے لائق ہے کہ وہ سنن ابی داؤد کا خصوصی اہتمام کرے اور اس کی مکمل معرفت حاصل کرے کیونکہ احکام کی بیشتر وہ روایات جن کی ضرورت ہوتی ہے اس میں موجود ہیں مزید یہ کہ ان کو جاننا احادیث کی تلخیص اور فقہی صلاحیت کے حصول میں بھی مفید ہے۔❹

امام ابوداؤد کی سنن میں شرط:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اہل مکہ کی طرف بھیجے گئے رسالہ میں اپنی سنن کا منہج اور شروط کے متعلقہ اشیاء بیان کی ہیں، جن کا خلاصہ کلام درج ذیل ہے:

(1)...... امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں وہ روایات بیان کی ہیں جو اس مسئلہ میں ان کی معرفت کے مطابق سب سے زیادہ صحیح ہیں۔

(2)...... امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں مشہور روایات بیان کی ہیں غریب اور نادر

❶ سير أعلام النبلاء: 215/13.
❷ معالم السنن: 367/4.
❸ معالم السنن للخطابي: 7/1.
❹ الايجاز في شرح سنن ابي داود للنووي، ص: 51، 52.

روایات سے اجتناب کیا ہے۔

(3)...... متروک الحدیث رجال کی روایات بیان نہیں کیں اور اگر کہیں کوئی ایسی روایت ہے تو بیان کیا ہے کہ وہ منکر ہے۔

(4)...... اپنی کتاب میں صحیح اور اس کے مشابہ تمام مقبول روایات بیان کی ہیں۔

(5)...... اگر اس مسئلہ میں کوئی مرفوع متصل روایت نہیں ملی تو مرسل روایت کو بطور دلیل ذکر کیا ہے۔

(6)...... جس حدیث میں سخت کمزوری ہو تو اس ضعف اور کمزوری کو امام صاحب خود بیان کر دیتے ہیں۔ البتہ بسا اوقات کمزوری ہونے کے باوجود امام صاحب خاموشی اختیار کرتے ہیں جس کی وجہ اس حدیث کا ضعیف اور منکر ہونا اہل علم کے ہاں معروف و مشہور ہوتا ہے۔

(7)...... جس حدیث کے بارے امام ابوداؤد سکوت اختیار کریں تو وہ روایت ان کے نزدیک صالح ہوگی۔

(8)...... امام ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ اور دوسرے اصحاب سنن کی کتابیں تین اقسام میں منقسم ہوتی ہیں:

پہلی قسم:...... وہ روایات جو صحیحین کے قبیل میں سے ہیں۔

دوسری قسم:...... وہ روایات جو اصحاب سنن کے نزدیک صحیح ہیں۔

امام ابن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ کی شرط یہ ہے کہ وہ ایسے رواۃ کی احادیث کو اپنی کتابوں میں ذکر کرتے ہیں جن کے ترک پر اہل علم کا اجماع نہیں اور سند بھی بغیر کسی انقطاع وارسال کے متصل ہے۔

تیسری قسم:...... وہ روایات جن کو انہوں نے باب کی پہلی اور اصل روایت کے مقابلے میں بطور معارضہ وضد کے بیان کیا ہے اور ساتھ ساتھ ان روایات کی علت کو بھی بیان کر دیا ہے۔

سوال:...... امام ابوداود رحمہ اللہ اور دیگر اصحاب سنن نے اس قسم کی کمزور روایات کو اپنی کتب میں کیوں ذکر کیا ہے؟

جواب:...... اہل علم نے اس امر کی تین وجوہ بیان کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی وجہ:...... کچھ ایسے لوگ تھے جو ان روایات کو بیان کرتے اور ان سے دلیل پکڑتے تھے تو ان اصحاب سنن نے ان روایات کو ذکر کیا اور ان کی کمزوری بھی بیان کر دی تاکہ کسی کو کوئی شبہ نہ پڑے۔

دوسری وجہ:...... امام ابوداود رحمہ اللہ اور دیگر اصحاب سنن نے اپنی کتب کے بارے صحت کی شرط نہیں لگائی جیسے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتب میں صحت کی شرط قائم کی ہے کہ وہ صرف صحیح روایات کو ہی بیان کریں گے۔ چنانچہ جب صحت کی شرط نہیں تو ان میں صحیح روایات بھی ہوں گی اور غیر صحیح بھی۔

تیسری وجہ:...... اصحاب سنن نے اپنی کتب میں فقہاء اہل علم کے طرز کو اپنایا ہے کہ وہ بھی اپنی کتابوں میں مدمقابل کے دلائل نقل کرتے ہیں، چاہے حقیقت میں وہ دلائل پایۂ صحت کو نہ بھی پہنچتے ہوں۔

سنن اَبی داوٗد کی خصوصیات:

[1]:...... امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں احکام کی احادیث بطور استیعاب بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ لہٰذا احکام کی روایات کا اکثر و بیشتر حصہ اس میں بیان کر دیا گیا ہے۔

[2]:...... احادیث بیان کرتے وقت صیغ اداء کے فرق کا خیال رکھا ہے۔

[3]:...... احادیث کے متون کے الفاظ نقل کرنے میں بڑے دقیق ہیں۔

[4]:...... سنن ابی داوٗد میں فقہاء کے مذاہب کو بھی بیان کیا جاتا ہے۔

[5]:...... احکام فقہیہ بھی بیان کیے ہیں۔

[6]:...... اگر کسی روایت کو بیان کرنے میں کوئی شہر والے متفرد ہوں تو بیان کر دیتے ہیں۔

[7]:...... جگہوں کے ناموں کی وضاحت اور صراحت کر دیتے ہیں۔

[8]:...... سنن ابی داؤد میں ثلاثیات میں سے ایک اور رباعیات 267 مذکور ہیں۔

[9]:...... سنن ابی داؤد ظاہری، استنباطی اور مرسل تینوں طرح کے تراجم پر مشتمل ہے۔

[10]:...... امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ دونوں کے منہج کو جمع کر دیا ہے۔

[11]:...... ہر باب کے تحت اس باب کے متعلقہ ایک یا دو احادیث بیان کرتے ہیں جو اس مسئلہ میں سب سے واضح اور صریح ہوں اگرچہ اس مسئلہ میں اور بھی صحیح احادیث موجود ہوں۔

[12]:...... سنن ابی داؤد میں مطلوب حدیث تک پہنچنا بڑا آسان ہے۔

[13]:...... سنن ابی داؤد کتاب الحروف والقراءات قائم کرنے میں منفرد کتاب ہے۔

[14]:...... فقہی مسئلہ کے پیش نظر احادیث مختصر بھی بیان کر دی گئیں ہیں۔

[15]:...... صحاح ستہ میں سب سے کم کتب پر مشتمل کتاب سنن ابی داؤد ہے کہ اس میں کتب کی تعداد 36 ہے اس کے بعد سنن ابن ماجہ کہ اس میں کتب کی تعداد 37 پھر جامع ترمذی کہ اس میں کتب کی تعداد 50 پھر سنن نسائی کہ اس میں کتب کی تعداد 51 اور مسلم میں 54 اور صحیح بخاری میں 97 ہیں۔

[16]:...... سنن پر لکھی جانے والی کتب میں سب سے زیادہ شہرت پانے والی کتاب سنن ابی داؤد ہے۔

[17]:...... ملکہ اجتہاد واستنباط پیدا کرنے کے لیے انتہائی مفید کتاب ہے۔

[18]:...... سنن ابی داؤد میں بخاری ومسلم کی مجموعی احادیث 1964 کے قریب ہیں گویا کہ کتاب کا تقریباً آدھا حصہ صحیحین کی روایات پر مشتمل ہے۔

[19]:...... بطور فائدہ فقہی اصول بھی بیان کیے گئے ہیں۔

سنن أبی داؤد کا منہج:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں جو منہج اختیار کیا اسے اپنے اہل مکہ کی طرف بھیجے گئے رسالہ میں ذکر کیا ہے جس سے کچھ اقتباسات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں تین طرح کے تراجم ذکر کیے ہیں:

- ظاہری تراجم:...... جو بظاہر حدیث کے الفاظ کے مطابق ہیں اور یہ بہت زیادہ ہیں۔
- استنباطی تراجم:...... یہ وہ تراجم ہیں بظاہر حدیث کے مطابق نہیں بلکہ غور وفکر اور استنباط کے محتاج ہیں اور بہت کم ہیں۔
- تراجم مرسلہ:...... یعنی ایسے تراجم جو بلاعنوان ذکر کیے گئے ہیں ان میں سے اکثر کا ماقبل باب سے ربط ہوتا ہے اور یہ بھی بہت کم ہیں۔

(2) امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے احادیث اُحکام کو بالاستیعاب جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

(3) ہر مسئلہ میں ایسی روایت بیان کی ہے جو اس مسئلہ میں سب سے زیادہ صحیح اور زیادہ صریح ہے۔

(4) ہر باب میں ایک یا دو حدیثیں بیان کی ہیں۔

(5) اگر اس باب میں ایک سے زیادہ صحیح احادیث موجود ہوں تو بسا اوقات دو سے زائد بھی احادیث بیان کر دیتے ہیں۔

(6) کبھی ایک ہی باب میں روایت کو مکرر لانے کا سبب الفاظ کی زیادتی بیان کرنا مقصود ہوتی ہے۔

(7) اگر حدیث طویل ہو تو صرف اتنے الفاظ بیان کرتے ہیں جو باب کے متعلقہ ہوں اور روایت کو مختصر کر دیتے ہیں۔

(8) کبھی ایک حدیث کو ایک سند سے ذکر کرنے کے بعد دوسری سند ذکر کر دیتے ہیں اور "بمعناہ" کے الفاظ پر اکتفاء کرتے ہیں یہ بتانے کے لیے کہ دونوں روایتوں میں لفظی

فرق ہے البتہ معنی ایک ہی ہے۔

(9) جب دو روایات میں سے ایک میں زائد الفاظ ہوں تو پہلی روایت ذکر کرنے کے بعد دوسری روایت کی صرف سند بیان کر کے الفاظ کی زیادتی ذکر کر دیتے ہیں سابقہ مذکورہ الفاظ دوبارہ ذکر نہیں کرتے۔

(10) امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں متروکین رواۃ سے حدیث بیان نہیں کی۔

نوٹ: ......امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی کتاب میں بعض ایسی روایات ہیں جن کے راوی متروک الحدیث ہیں، تو ان کے اس مذکورہ بالا کلام کا مفہوم بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ایسے متروک الحدیث راوی کی روایت بیان نہیں کرتے جس کے متروک الحدیث ہونے پر سب کا اتفاق ہو۔

(11) مقبول حدیث کی تمام انواع اپنی سنن میں بیان کی ہیں۔

(12) جب باب کے موضوع کے مناسب کوئی صحیح روایت موجود نہ ہو تو مرسل یا تدلیس والی روایت بیان کر دیتے ہیں۔

(13) جس روایت میں شدید کمزوری ہو تو اسے بیان کر دیتے ہیں، البتہ بسا اوقات روایت میں کمزور اور ضعیف راوی جس کا ضعف مشہور ہو تو اس روایت کے ضعف کے بارے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔

(14) جس روایت پر امام ابوداؤد رحمہ اللہ سکوت اختیار کریں وہ ان کے نزدیک صالح ہے یعنی صالح للاحتجاج ہے۔

(15) حدیث بیان کرتے وقت صیغ اداء میں دقیق نظر ہیں۔

(16) ناسخ اور منسوخ احادیث کو بیان کرتے وقت ترتیب کا خیال رکھتے ہیں۔

(17) بعض فقہاء کے مذاہب کو بیان کر دیتے ہیں۔

(18) بسا اوقات احکام فقہیہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔

(19) متعارض احادیث کے درمیان تطبیق کے لیے جن اصولوں کی ایک فقیہ کو ضرورت

ہوتی ہے اسے بھی ذکر کیا ہے۔

(20) غریب الفاظ کی شرح اور بعض مصطلحات حدیثیہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔

سنن اُبی داؤد کے تراجم:

سنن ابی داؤد کے تراجم اپنے واضح ہونے اور مختصر ہونے میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں حتی کہ متعلقہ کتاب کے موضوع سے بھی مناسبت بڑی واضح ہوتی ہے۔

سنن ابی داؤد کے تراجم کی تین قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

ظاہری تراجم:

وہ تراجم جو باب کے موضوع اور معنی پر دلالت کرنے میں بڑے واضح ہیں اور ان کے مدلول کو سمجھنے میں کسی غور وفکر کی ضرورت نہیں، کتاب کا بیشتر حصہ انہیں تراجم پر مشتمل ہے، البتہ اس قسم کے تراجم میں امام ابوداود رحمہ اللہ نے مختلف اسلوب اختیار کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1: جملہ خبریہ کے ساتھ باب کے معنی وموضوع کے بارے ترجمہ قائم کرنا جیسے باب المسح علی الخفین۔

2: کسی مسئلہ کے بارے جملہ خبریہ سے ترجمۃ الباب قائم کرنا جیسے باب الوضوء بالنبیذ۔

3: کسی شرعی حکم کو بیان کرنے کے لیے ترجمۃ الباب قائم کرنا جیسے باب فرض الوضوء۔

4: کسی حکم کی ابتداء کے بارے ترجمۃ الباب جیسے باب بدء الأذان۔

5: باب میں موجود حدیث سے ترجمۃ الباب کا اقتباس کرنا، جیسے باب الماء لا یجنب۔

استنباطی تراجم:

وہ تراجم جو بظاہر حدیث کے مدلول پر دلالت نہ کریں بلکہ ان میں غور وفکر کی ضرورت ہو ایسے تراجم سنن ابی داؤد میں بہت کم ہیں ایسے تراجم میں امام ابوداود رحمہ اللہ نے دو چیزوں کو

مدنظر رکھا ہے:

1: ایسے تراجم میں فقہاء کے مذاہب کو نقل کیا ہے۔

2: بسا اوقات ایسے تراجم میں مطلق محدثین کے عمومی منہج کے مطابق نصوص کے ظاہر سے استدلال کیا ہے۔

تراجم مرسلہ:

ایسے تراجم جو بلا عنوان ذکر کیے گئے ہیں ایسے تراجم بھی سنن ابی داؤد میں بہت کم ہیں ایسے تراجم زیادہ تر سابقہ ترجمۃ الباب کے تابع اور ہم معنی ہوتے ہیں۔

سنن اُبی داؤد کی معلقات:

محدثین کے ہاں تصنیف کے اسالیب میں سے ایک اسلوب معلق روایات کو بیان کرنا ہے اور اس اُسلوب کے اغراض و مقاصد ہر صاحب تصنیف کے ہاں الگ ہوتے ہیں البتہ محدثین کے ہاں عمومی طور پر درج ذیل مقاصد ہوتے ہیں:

1: بطور اختصار حدیث کی سند کو حذف کر دینا۔

2: تکرار سے بچنے کے لیے۔

3: متابعات وشواہد کو بیان کرنا۔

4: سند یا متن میں موجود راویوں کا اختلاف بیان کرنا۔

5: صحابہ وتابعین کے اقوال بیان کرنا۔

6: علمائے جرح وتعدیل کے اقوال بیان کرنا۔

7: ایسی روایات پیش کرنا جو مصنف کی شرط پر نہ ہوں۔

البتہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں معلق روایات بیان کرنے کے جو اسباب اپنائے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1: روایات پر نقد کرنے اور تعلیل بیان کرنے کی غرض سے۔

2: ایک روایت کی متابعات بیان کرنے کے لیے اختصار کی غرض سے۔

3: فوائد حدیثیہ کی غرض سے۔

مجموعی طور پر سنن ابی داؤد میں معلقات روایات کی تعداد ایک ہزار نو (1009) ہے۔

سکوت أبی داؤد:

یہ بات اہل علم کے ہاں مسلمہ ہے کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ جن روایات پر سکوت اور خاموشی اختیار کریں ان سب کا ایک مرتبہ نہیں ہے بلکہ کچھ صحیح، کچھ حسن لذاتہ، کچھ حسن لغیرہ، کچھ تھوڑے ضعف والی اور کچھ شدید ضعف والی بھی ہیں۔

البتہ جو صحیح یا حسن کے قبیل میں سے ہیں ان پر امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے سکوت اختیار کرنے میں تو کوئی حرج نہیں لیکن اشکال ان روایات کے بارے ہے جن پر امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے سکوت اختیار کیا ہے اور وہ ہیں بھی ضعیف۔

لہٰذا اس بناء پر بعض اہل علم نے امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے روایات پر سکوت اختیار کرنے کے کچھ اسباب بیان کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1: وہ روایت ان کے نزدیک شدید ضعیف نہیں کیونکہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس بات کی خود وضاحت کی ہے۔"وما كان في كتابي من حديثٍ فيه وهنٌ شديدٌ فقد بيّنتُه"۔

2: امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے ہاں اس مسئلہ میں اس کے علاوہ کوئی اور روایت نہ تھی تو امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس کمزور روایت کو ذکر کر دیا کیونکہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے نزدیک ان کے استاد امام احمد رحمہ اللہ کی طرح ...... ضعیف حدیث لوگوں کی رائے سے بہتر ہے۔

3: امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے نزدیک اس روایت کی کوتاہی اور کمزوری کی تلافی ہو سکتی تھی۔

4: بسا اوقات ان کے ذہن سے اس روایت کے بارے ذہول ہو جانے سے۔

5: بسا اوقات اس روایت کی سند میں موجود ضعیف راوی کے ضعف کے مشہور ہونے کی

وجہ سے۔

اس کے علاوہ کچھ اور بھی اسباب ہیں جن کو بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے لیکن بنیادی اور اہم اوپر بیان کر دیے گئے ہیں۔

اہل علم کے ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ جس روایت پر امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے سکوت اختیار کیا ہے وہ سب صحیح ہیں، یا حسن یا پھر ضعیف جبکہ قابل تحقیق بات یہ ہے کہ ایسی روایات کے مراتب اور درجات ایک جیسے نہیں بلکہ کچھ صحیح، کچھ حسن اور کچھ ضعیف درجے کی روایات ہیں۔

حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی کتاب میں جو روایت مطلق طور پر ذکر کر دی جائے اور وہ صحیحین میں سے بھی نہیں اور نہ ہی اہل علم میں سے کسی نے اس پر صحت کا حکم لگایا ہو تو ہم سمجھیں گے کہ وہ روایت امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے نزدیک حسن ہے اور کبھی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ ابوداؤد رحمہ اللہ کے غیر کے ہاں حسن نہ ہو۔ ❶

حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کسی روایت کے بارے ''ھو صالح'' کہہ دیں تو ممکن ہے کہ وہ روایت صحیح ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ روایت حسن درجے کی ہو۔ لیکن یہ صرف ان اہل علم کے ہاں معتبر ہے جو صحیح اور ضعیف روایت کے درمیان ''حسن درجے کے قائل ہیں لیکن ہم تک امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے ایسی کوئی بات منقول نہیں کہ وہ اس روایت پر حسن کا حکم لگاتے ہوں یا جو روایت ضعیف نہ ہو وہ ان کے ہاں صحیح ہو، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جس پر انہوں نے سکوت کیا اس کا درجہ صحت تک بلند کیا جائے (اور اسے صحیح ہی سمجھا جائے نہ کہ حسن) یہاں تک کہ یہ معلوم ہو جائے کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی یہی رائے ہے کہ وہ روایت (ان کے نزدیک صحیح نہیں بلکہ) صحت کے قریب (یعنی حسن) ہے اور یہ بات نقل کی محتاج ہے۔ ❷

---

❶ علوم الحدیث لابن الصلاح، ص: 33.

❷ التقیید والایضاح للعراقی، ص: 40.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ تمام روایات جن پر امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے سکوت اختیار کیا ہے وہ سب حسن اصطلاحی کے قبیل میں سے نہیں بلکہ ان کی کئی اقسام بنتی ہیں:

1: ان میں کچھ روایات تو ایسی ہیں جو صحیحین میں موجود ہیں یا پھر صحت کی شرائط پر پوری اترتی ہیں۔

2: کچھ ان میں سے ایسی ہیں جو حسن لذاتہ کے قبیل میں سے ہیں۔

3: کچھ ان میں سے اس حسن کی قسم میں سے ہیں جو اپنے غیر سے تقویت حاصل کر لیں۔

نوٹ:...... مذکورہ بالا دو قسموں کی روایات سنن ابی داود میں بہت ہیں۔

4: کچھ ان میں سے ضعیف ہیں لیکن ان کو بیان کرنے والے ایسے رواۃ ہیں جن کے ضعف پر سب کا اتفاق نہیں اور یہ تمام اقسام امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے نزدیک قابل احتجاج ہیں۔ [1]

حافظ محی الدین امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حق بات یہ ہے کہ وہ روایت جو امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی سنن میں ایسی ہو جس کے صحیح یا حسن ہونے پر کسی نے کلام نہ کیا ہو تو وہ حسن ہوگی اور اگر اس روایت پر کسی قابل اعتماد عالم نے ضعف کا حکم لگایا یا پھر اسانید کی معرفت رکھنے والا اس روایت کی سند میں ایسی کمزوری پاتا ہے جس کو پورا نہیں کیا جاسکتا تو ایسی روایت ضعیف ہوگی اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے سکوت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ [2]

امام نووی رحمہ اللہ کا یہ کلام نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "هذا هو التحقيق" یعنی تحقیق شدہ بات یہی ہے۔

خلاصہ کلام:...... اہل علم کے اقوال اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے طرز سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جن روایات پر امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے سکوت اختیار کیا وہ سب ایک درجے کی نہیں بلکہ کچھ صالح للاحتجاج ہیں اور کچھ صالح للاعتبار ہیں اور ان روایات میں مزید غور و فکر سے جو قرائن ملیں اس کے مطابق امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے سکوت کا مفہوم متعین ہوگا۔

---

1. النكت لابن حجر: 435/1. 2. النكت لابن حجر: 444/1.

سنن ابی داؤد کی شروحات:

(1) معالم السنن:...... مصنف الامام ابو سلیمان حمد بن ابراھیم بن خطاب البستی الخطابی (ت 388ھ)، یہ سنن ابی داؤد کی شروحات میں سے پہلی اور مشہور شرح ہے۔

(2) العدالمودود فی حواشی سنن أبی داود:..... مصنف: الحافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (ت 656ھ)

(3) الإیجاز فی شرح سنن أبی داود السجستانی:

مصنف: الامام یحییٰ بن شرف الدین النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ)۔

(4) مختصر و تھذیب لسنن أبی داؤد:

مصنف: شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن القیم رحمہ اللہ (ت 751ھ)

(5) شرح سنن ابی داؤد: مصنف: ابو محمد محمود بن أحمد بدر الدین العینی رحمہ اللہ (ت 855ھ)۔

(6) مرقاۃ الصعود إلی سنن أبی داود:

مصنف: الحافظ جلال الدین ابوبکر السیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ)۔

(7) فتح الودود علی سنن أبی داود: مصنف: ابو الحسن محمد بن عبدالھادی السندی رحمہ اللہ (ت 1136ھ)۔

(8) عون المعبود شرح سنن ابی داؤد:...... مصنف: ابو عبدالرحمن شرف الحق أشرف العظیم آبادی رحمہ اللہ (ت 1326ھ)۔

(9) غایۃ المقصود فی شرح سنن ابی داود:

مصنف: ابو الطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی رحمہ اللہ (ت 1329ھ)

(10) بذل المجھود فی حل أبی داود:

مصنف: الشیخ خلیل احمد السھار نفوری رحمہ اللہ (ت 1346ھ)

سنن ابی داؤد کے رجال پر لکھی جانے والی کتب:

جس طرح سنن ابی داؤد پر بہت سے علماء نے شروحات لکھی ہیں اسی طرح سنن کے رجال پر بھی بہت سے اہل علم نے کتب تصنیف کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) تسمية شيوخ ابی داود:..... مصنف: الحافظ ابو علی حسین بن محمد بن أحمد الجياني الغسانی رحمہ اللہ (ت498ھ)۔

(2) شيوخ أبی داؤد:..... مصنف: محمد بن اسماعيل بن محمد بن خلفون الازدی رحمہ اللہ (ت632ھ)

(3) المتروكون والمجهولون مروياتهم فی سنن ابی داود السجستانی:..... مصنف: الشيخ محمد صبران الاندونيسی، رسالة علمية بجامعة ام القرى مكه المكرمة۔

سنن ابی داؤد پر مستخرجات:

سنن ابی داؤد پر کچھ مستخرجات لکھی گئیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(1) السنن المستخرج علی سنن ابی داود:

مصنف: الحافظ محمد بن عبدالملك بن أيمن القرطبی رحمہ اللہ (ت 330ھ)۔

(2) المستخرج علی السنن:..... مصنف: الحافظ قاسم بن أصبغ القرطبی رحمہ اللہ (ت340ھ)۔

(3) مستخرج:..... الحافظ ابی بكر أحمد بن علی بن محمد بن منجويه رحمہ اللہ (ت428ھ)

فصل: 3

رسالة الإمام أبي داوٗدؒ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا اہل مکہ کی طرف لکھا خط

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اہل مکہ کے مطالبے پر ایک خط ان کی طرف لکھا جس میں اپنی سنن کا منہج اور تعارف بیان کیا۔یہ خط محدثین کے ہاں محفوظ رہا جو اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ محدثین عظام نے علم حدیث اور اس کے متعلق اَشیاء کی بڑی امانت علمی سے حفاظت کی اور اس ورثہ کو ہم تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اللہ ان نفوس مقدسہ پر کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے اور دارِ آخرت میں ہمیں ان کی رفاقت نصیب فرمائے۔آمین

یہ خط تین خطی نسخوں میں موجود ہے۔جو یہ ہیں:

(1) پہلا نسخہ:......یہ دار الكتب الظاهرية دمشق میں محفوظ ہے اور یہ سب سے صاف اور عمدہ نسخہ ہے جو پانچ صفحات پر مشتمل ہے اور اس نسخے کو الامام الحافظ عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی المقدسی رحمہ اللہ (ت 600ھ) نے لکھا ہے۔اس نسخے کے شروع میں اس خط کا امام ابوداؤد رحمہ اللہ تک سلسلہ سند تحریر ہے۔

(2) دوسرا نسخہ:......یہ نسخہ امریکہ کی برنسٹن یونیورسٹی کی لائبریری میں محفوظ ہے یہ مغربی خط میں سن 589ھ کا لکھا ہوا ہے جسے پڑھنا قدرے مشکل ہے اور یہ ڈیڑھ صفحہ پر مشتمل ہے۔

(3) تیسرا نسخہ:......یہ نسخہ جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ الریاض کی لائبریری میں محفوظ ہے یہ مختلف کتب کے مجموعے کے ساتھ جمع شدہ ہے جیسا کہ الفیہ حافظ عراقی، امام بخاری کے حالات وغیرہ۔

یہ نسخہ 890ھ میں ابن الشحنه یعنی محمد بن محمد الثقفی الحلبی

الحنفی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

نص الرسالة :

بسم الله الرحمٰن الرحيم

ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم

أخبرنا الشيخ ابو الفتح محمد بن عبدالباقی بن أحمد بن سليمان المعروف بابن البَطِي اجازةً إن لم أكن سمعته منه ، قال : أنبانا الشيخ ابو الفضل أحمد بن الحسن بن خيرون المعدّل قرأة عليه وأنا حاضرٌ أسمع ، قيل له : أقرأتَ على أبي عبد الله محمد بن على بن عبدالله الصُّوری الحافظ قال : سمعتُ أبا الحسين محمد بن أحمد بن جُمَيع الغسّانی بِصَيْدَا فَأقَرَّبِهِ قال: سمعت أبابكر محمد بن عبدالعزيز بن محمد بن الفضل بن يحي بن القاسم بن عون بن عبدالله بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب الهاشمی بمكة يقول :

سمعت أباداود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شدّاد السجستانی رحمه الله وسُئِل عن رسالته التي كتبها إلى أهل مكة وغيرها جوابًا لهم فأملی علينا:

سلامٌ عليكم ، فإنی أحمد إليكم الله الذي لاإله إلا هو وأسأله أن يصلي علی محمدٍ عبدِه ورَسولِه صلى الله عليه وسلم كُلَّما ذُكِر۔

أمَّابعدُ!

عافانا الله وَإيّاكم عافيةً لامَكروهَ معها ، وَلاعقابَ بعدها۔ فإنكم سألتم أن أذكر لكم الاحاديث التي فی كتاب "السنن" أهي أصَحُّ ماعرفتُ في الباب ؟ وَوَقَفْتُ على جميع مَا ذكرتم۔

فاعلموا أنه كذالك كلّه ، إلا أن يكون قدرُوي من وَجهَين صحيحين ، فَاحدهما أقوم إسنادًا ، والآخرُ صاحبُه أقدَمُ في الحفظ فربما كتبتُ ذالك ولاأرى في كتابي من هذا عشرة أَحَادِيث۔

ولم أكتب في الباب إلاَّ حديثًا أو حَديثَين ، وإن كان في الباب أحاديثُ صحاح ، فإنه يكثر وإنَّما أردتُ قُربَ مَنْفَعَتِهِ۔

و إذا أعدتُ الحديث في الباب من وجهين أو ثلاثة : فإنّما هو من زيادة كلامٍ فيه ، وربما تكون فيه كلمةٌ زائدةٌ على الأحاديث۔

ورُبّما اختصرتُ الحديث الطويل لأنى لو كتبتُه بطوله : لم يعلم بعضُ من سمعه -المراد منه - ولايفهم موضع الفقه منه فاختصرته لذالك۔

وأمّا المراسيل: فقد كان يحتجُّ بها العلماء فيما مضى ، مثلُ سفيان الثوري ومالك بن أنس ، والأوزاعي ، حتى جاء الشافعي فتكلم فيها وتابعه على ذالك أحمد بنُ حنبل وغيرُه -رضوان الله عليهم-

فإذا لم يكن مسندٌ ضدَّ المراسيل ولم يوجد المسندُ : فالمرسل يحتجُّ به وليس هو مثل المتصل في القوَّةِ۔

وليس في كتاب "السنن" الذي صَنَّفْتُه عن رجلٍ متروك الحديث شيءٌ واذا كان فيه حديثٌ منكرٌ : بيَّنْتُ أنَّهُ منكرٌ۔

وليس على نحوه فى الباب غيرُه۔

وهذه الأحاديث ليس منها في كتاب ابن المبارك ولا في كتاب وكيع : إلا الشيء اليسير ، وَعَامَّتُه في كتب هؤلاء مراسيل۔

وفي كتاب "السنن" من موطَّأمالكِ بنِ أنس شيءٌ صالحٌ و كذالك

من مصنّفاتِ حمّادِ بن سلمة وعبدالرزاق۔ وليس ثُلثُ هذه الكتب۔ ❶ فيما أحسبه في كتب جميعهم ، أعني مصنّفات مالك بن أنس و حمّاد بن سلمة وعبدالرزاق۔ وقد ألّفتُه نسقًا على ما وَقَعَ عندي۔

فإن ذُكِرَلك عن النبي صلى الله عليه وسلم سنةٌ ليس مِمّا خرَّجْتُه: فاعلم أنّه حديثٌ واهٍ إلا أن يكون في كتابي من طريقٍ آخر ، فإني لم أخرِّج الطرقَ ، لأنه يكبُرُ على المتعلم۔

ولا أعرف أحدًا جمع على الاستقصاء غيري وكان الحسن بن علي الخلال قد جمع منه قدر تسعمائة حديث فقيل له : إن أبايوسف قال : هي ألفٌ ومئة قال ابن المبارك : أبويوسف يأخذ بتلك الهَنَاتِ من هنا وهنا يعني : الاحاديث الضعيفة۔

وما كان في كتابي من حديث فيه وَهَنٌ شديدٌ : فقد بيّنتُه ، ومنه ما لايصِحُّ سندُه۔

وما لم أذكر فيه شيئًا : فهو صالحٌ ، وبعضه أصَحّ من بعضٍ وهذا لووَضعه غيري : لقُلْتُ أنافيه أكثر۔

وهو كتابٌ لاتَرِدُ عليك سنة عن النبي صلى الله عليه وسلم بإسنادٍ صالحٍ إلا وهي فيه إلا أن يكون كلامٌ استُخرِجَ من الحديث ، وَلا يكاد يكون هذا۔

ولا أعلم شيئًا بعد القرآن ألزم للنّاس أن يتعلّموا من هذا الكتاب وَلايَضُرُّ رجلًا أن لا يكتب من العلم – بعد مايكتب هذا الكتابَ– شيئًا وإذا نَظَرَ فيه وَ تَدَبَّرَه وَتفهّمَه : حينئذٍ يعلم مقداره۔

---

❶ یہاں کتب سے مراد امام ابوداود رحمہ اللہ کی سنن میں موجود جو کتب ہیں مثلاً کتاب الطہارۃ ، کتاب الصلاۃ ، کتاب الزکاۃ وغیرہ۔

وأمّا هذه المسائل -مسائل الثّوري ومالكٍ والشافعيّ : فهذه الاحاديث أصولها- ويُعجبني أن يكتب الرجل مع هذه الكتب من رأي أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ويكتب أيضًا مثل "جامع سفيان الثورى" فإنه أحسن مَاوَضَعَ النّاسُ من الجوامع-

والاحاديثُ الّتي وضعتها فى كتاب "السنن" أكثرها مشاهير (وهي عند كل من كتب شيئًا من الأحاديث إلا أن تمييزها لايقدر عليه كل الناس والفخر بها انها مشاهير) فإنه لايحتجُّ بحديث غريبٍ ولوكان من رواية مالكٍ ويحي بن سعيد والثقات من آئمة العلم-

ولواحتجّ رجلٌ بحديثٍ غريب : وَجدتَ من يطعن فيه ولا يحتج بالحديث الذي قد احتجّ به اذا كان الحديث غريبًا شاذا-

فأمّا الحديث المشهور المتصل الصحيح : فليس يقدر أن يَرُدَّ عليك أحدٌ وقال إبراهيم النخعى رحمه الله : كانوا يكرهون الغريب من الحديث-

وقال يزيد بن أبي حبيب : اذا سمعت الحديث فانشُدْهُ كما تُنْشَدُ الضّالّةُ فإن عُرِفَ وإلاّ فَدَعْهُ-

وإن من الأحاديث في كتابي "السنن" ماليس بمتّصِل وهو : مرسل ومدلس وهو اذا لم توجد الصحاح عند عامّة اهل الحديث : على معنى أنه متصل وهو مثل : الحسن عن جابر ، والحسن عن أبي هريرة ، والحكم عن مقسم عن ابن عباس وليس بمتصل-

وسماع الحكم عن مقسم أربعة أحاديث وأمّا ابو اسحاق عن الحارث عن علي ، فلم يسمع ابو اسحاق من الحارث إلا أربعةَ احاديث ، ليس فيهامسندٌ واحد-

وأما مافي كتاب "السنن من هذا النحو: فقليل، ولعلّ ليس للحارث الأعور في كتاب "السنن" إلا حديث واحدٌ فإنما كتبتُه بأخرةٍ۔

وربما في الحديث ما تثبت صحة الحديث منه۔ اذا كان يخفى ذالك عليّ: فربما تركت الحديث اذا لم أفقهه۔ وربما كتبتُه وبيّنته وربما لم أقف عليه وربما أتوقّف عن مثل هذا، لأنه ضررٌ على العامّة أن يكشف لهم كلُّ ماكان من هذا الباب فيما مضى من عيوب الحديث ، لأن علم العامّة يقصر عن مثل هذا۔

وعدد كتب هذه السنن: ثمانية عشر جزءًا، من المراسيل منها جزءٌ واحدٌ مراسيل۔ وما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم من المراسيل:

* منها: مالا يَصِحُّ لأنه لم يعتضد بمسند غيرِه۔
* منها: ما هو مسندٌ عند غيري، وهو متصلٌ صحيحٌ۔

ولعلّ عددُ الذي في كتابي من الاحاديث: قدر أربعة آلافٍ وثمانمائة حديثٍ ونحوُ ستمائة حديث من المراسيل۔

فمن أحبّ أن يميِّزَ هذه الاحاديث مع الألفاظ: فربّما يَجِيئُ حديث من طريقٍ وهو عند العامّةِ من طريق الآئمة الذين هم مشهورون غير أنه ربما طلبت اللفظة التي تكون لها معانٍ كثيرةٌ وممّن عرفتُ: نقل من جميع هذه الكتب فربّما يجيءُ الاسناد فيعلم من حديث غيرِه أنّه غير متصلٍ ولا يَتَبيّنُهُ السامع إلا بأن يعلم الأحاديث وتكون له بها معرفة فيقف عليه مثل ما يُروى عن ابن جريج قال: أُخبِرتُ عن الزّهري. ويرويه البُرسانيُّ عن ابن جريجٍ عن الزهري .

فالذي يسمع يظنّ أنّه متصلٌ ولايَصِحُّ بَتّةً فإنما تركناه لذالك إنّما

هو لأن أصل الحديث غير متصل ولا يصحُّ وهو حديثٌ معلولٌ ومثل هذا كثيرٌ والذى لا يعلم يقول: قد ترك حديثًا صحيحًا من هذا وجاء بحديثٍ معلولٍ۔

وإنما لم أصنِّف في كتاب "السنن" إلا الأحكام ولم أصنف فيه كتبَ الزهد وفضائل الأعمال، وغيرها۔

فهذه الاربعة آلاف والثمانمائة كلُّهافي الأحكام، فأما أحاديث كثيرة صحاحٌ في الزهد، والفضائل وغيرها: فلم أخرّجها۔

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔

وصلى الله على سيدنا محمدٍ وعلى آله وسلّم تسليمًا وحسبنا الله و نعم الوكيل۔

باب 4

فصل: 1

سیرت امام ترمذی رحمہ اللہ

نام ونسب:

آپ کا نام "الامام الحافظ محمد بن عیسیٰ بن سَورة بن موسیٰ بن الضحاك السُّلَمِی الترمذی۔

ولادت:

آپ کا سن ولادت 209یا210 ہجری بیان کیا جاتا ہے آپ ترمذ میں پیدا ہوئے البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ آپ پیدائشی نابینا تھے یا یہ عارضہ بعد میں طاری ہوا۔ راجح بات یہی ہے کہ یہ عارضہ آپ کو عمر کے آخری حصہ میں لاحق ہوا جب آپ علم حاصل کر چکے تھے اور اپنی جامع کو تالیف کر چکے تھے۔

ترمذ کا تعارف:

یہ شہر وادی جیحون کی مشرقی جانب اور جمہوریہ ازبکستان کے جنوب میں افغانستان کی حدود پر واقع ہے۔ 70 ہجری میں موسیٰ ابن عبداللہ بن خازم رحمہ اللہ نے اسے فتح کیا اسلامی ریاست سے پہلے اس پر بوذی ریاست کا تسلط تھا۔ اس کا شمار خراسانی شہروں میں ہوتا ہے۔

ابن بطوطہ نے اپنے سفر میں اس کے بارے میں یوں لکھا ہے: ترمذ ایک بہت خوبصورت اور تعمیر و ترقی والا شہر ہے اس میں نہریں اور باغات کی کثرت ہے اور یہاں کے رہنے والے بہت ناز ونعمت، دودھ، پھلوں اور گوشت سے بھرپور زندگی گزارنے والے ہیں۔

قدیم شہر نہر جیحون کے کنارے واقع تھا لیکن جب چنگیز خان نے اسے ویران کر دیا تو نیا شہر نہر جیحون سے دو میل کے فاصلے پر دوبارہ آباد ہوا۔

ابتدائی تعلیم:

اسلامی طرز زندگی کے مطابق امام ترمذی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں ہی حاصل کی چونکہ جن ایام میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے آنکھ کھولی وہ علم کی تعمیر و ترقی کا دور تھا ہر طرف علماء محدثین کی چہل پہل اور کتاب و سنت پر علمی خدمات کا دور تھا اس لیے امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی علمی پیاس کو خوف سیراب کیا اور ایک مسلم طرز زندگی کے مطابق ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی آپ کے ترمذ کے مشائخ میں سے قابل ذکر صالح بن عبداللہ الترمذی رحمہ اللہ (ت 231ھ) ہیں جن سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں روایت بیان کی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے صغر سنی میں ہی حصول علم کی ابتداء کی تھی۔ اور بیس سال کی عمر سے پہلے مجلس حدیث میں حدیث کے سماع کے لیے بیٹھنا شروع کر دیا تھا آپ نے علمی دستور حیات کے مطابق پہلے اپنے شہر ترمذ اور پھر خراسان اور ماورائے نہر کے علاقوں کی طرف طلب حدیث کے لیے سفر کیا۔

طلب حدیث میں سفر:

امام ترمذی رحمہ اللہ کا شمار بھی ان علماء محدثین میں سے ہوتا ہے جنہوں نے طلب حدیث کے لیے مختلف علاقوں اور شہروں کا رخ کیا اور وہاں کے مشائخ سے کسبِ فیض کیا۔ یہاں ہم امام ترمذی رحمہ اللہ کے رحلات اور ان علاقوں کے جن مشائخ سے روایات لیں ان کا بیان کریں گے۔

بلْخ:

ترمذ کے مشائخ سے کسب فیض حاصل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ نے خراسان کے دیگر شہروں کا رخ کیا جن میں سے ایک شہر بلخ ہے آپ نے یہاں کے مشائخ سے حدیث کا

سماع کیا اور ان کی روایات کو اپنی جامع میں بیان بھی کیا ہے آپ کے یہاں کے مشہور مشائخ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) محمد بن عمرو السواق البلخی رحمہ اللہ (ت 236ھ): بعض مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے 240ھ کے بعد طلب حدیث کے لیے رحلات اور سفر شروع کیے جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے یہ استاد 236ھ میں فوت ہوئے ہیں جس وقت امام ترمذی تقریباً 26-27 سال کی عمر کے تھے یقیناً امام ترمذی نے ان سے 236ھ پہلے حدیث کا سماع کیا ہے اور اپنی جامع میں ان سے روایت بھی بیان کی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے رحلات کی ابتداء 230ھ کے بعد اور 240ھ سے پہلے ہے۔

(2) ابوداؤد سلیمان بن سلم البلخی رحمہ اللہ (ت 238ھ)

(3) الامام یحییٰ بن موسیٰ البلخی رحمہ اللہ (ت 239ھ)

(4) عبدالرحیم بن حازم البلخی رحمہ اللہ۔

بغلان:

بلخ کے شمال جنوب میں واقع بغلان شہر کے مشائخ میں سے مشہور اور قابل ذکر امام ترمذی رحمہ اللہ کے استاد قتیبہ بن سعید بن جمیل بغلانی رحمہ اللہ (ت 240ھ) ہیں جن سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں 601 روایات بیان کی ہیں۔

مَرْو:

موجودہ ترکمانستان کے شہروں میں سے ایک شہر "مرو" ہے جس کی طرف امام ترمذی رحمہ اللہ نے سفر طے کیا۔ یہ بھی خراسانی شہروں میں سے ہے آپ نے اپنے علاقے کے علماء سے علم حدیث کے حصول کے بعد قرب و جوار کے جن علاقوں سے حدیث کا سماع کیا ان میں سے ایک مرو ہے آپ کے یہاں کے مشہور مشائخ مندرجہ ذیل ہیں:

1: عبدالوارث بن عبید اللہ المروزی رحمہ اللہ (ت 239ھ)

2: سوید بن نصر المروزی رحمہ اللہ (ت 240ھ)

3: الحسین بن حریث المروزی رحمہ اللہ (ت 244ھ)

4: علی بن حجر بن إیاس المروزی رحمہ اللہ (ت 244ھ)

5: یوسف بن عیسیٰ المروزی (ت 249ھ)

نیساپور:

خراسانی شہروں میں سے ایک نیساپور ہے جس کی طرف امام ترمذی رحمہ اللہ نے طلب حدیث کے لیے سفر کیا اور یہاں کے مشائخ سے سماع کیا۔ آپ کے مشہور نیساپوری مشائخ مندرجہ ذیل ہیں:

1: محمد بن رافع النیسابوری رحمہ اللہ (ت 248ھ)

2: اسحاق بن منصور النیسابوری رحمہ اللہ (ت 251ھ)

3: محمد بن یحییٰ النیسابوری رحمہ اللہ (ت 258ھ)

بخارا:

امام ترمذی رحمہ اللہ کے بخارا کے مشائخ میں قابل ذکر امیر المؤمنین فی الحدیث ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) ہیں۔

الرّي:

یہ خراسانی شہروں میں سے ایک ہے۔ ایران کا دارالخلافہ طہران، قدیم شہر الري کی بستیوں میں سے ایک ہے لیکن اب طہران شہر کے ضمن میں الري قدیم شہر ایک بستی کے طور پر واقع ہے امام ترمذی رحمہ اللہ کے مشہور مشائخ میں سے ایک محمد بن حمید بن حیان التمیمی رحمہ اللہ (ت 248ھ) قابل ذکر ہیں جن سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں روایات بھی بیان کی ہیں۔

بلادِ خراسان کے مشائخ سے سماع حدیث کرنے کے ساتھ ساتھ بلادِ عرب میں سے جن

شہروں کے مشائخ سے استفادہ کیا اور وہاں کا رخ کیا وہ درج ذیل ہیں:

بصرہ:

اس وقت کے بڑے علمی مراکز میں سے ایک بصرہ شہر ہے امام ترمذی رحمہ اللہ نے طلب حدیث کے لیے اس شہر کا بھی رخ کیا اور یہاں کے کبار علماء سے حدیث کا سماع کیا آپ کے اہل بصرہ میں سے مشہور مشائخ درج ذیل ہیں:

1: ابوبکر محمد بن نافع البصری رحمہ اللہ (ت240ھ)
2: ابو سلمہ یحییٰ بن خلف البصری رحمہ اللہ (ت242ھ)
3: احمد بن عبدۃ الضبی رحمہ اللہ (ت245ھ)
4: محمد بن بشار البندار رحمہ اللہ (ت252ھ)
5: محمد بن المثنیٰ البصری رحمہ اللہ (ت252ھ)

کوفہ:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے طلب حدیث کے لیے کوفہ شہر کا بھی سفر طے کیا اور یہاں کے مشہور مشائخ سے کسب فیض کیا۔ آپ کے اہل کوفہ میں سے مشہور مشائخ درج ذیل ہیں:

1: ابو السری هناد بن السری رحمہ اللہ (ت243ھ)
2: ابو کریب محمد بن العلاء الهمدانی رحمہ اللہ (ت247ھ)
3: عبدالأعلیٰ بن واصل الکوفی رحمہ اللہ (ت247ھ)
4: عبدالله بن الحکم بن أبی زیاد رحمہ اللہ (ت255ھ)

مکہ مکرمہ:

امام ترمذی رحمہ اللہ طلب حدیث کے لیے ارضِ مقدس مکہ مکرمہ بھی تشریف لائے اور مکہ کے کبار علماء سے حدیث حاصل کی اور اپنی جامع میں ان سے روایات نقل کیں آپ کے اہل مکہ میں سے مشہور مشائخ درج ذیل ہیں:

1: الحسن بن علی الحلوانی رحمہ اللہ (ت 242ھ)

2: محمد بن یحییٰ بن أبی عمر رحمہ اللہ (ت 243ھ)

3: عبدالجبار بن العلاء المکی رحمہ اللہ (ت 248ھ)

4: سعید بن عبدالرحمن بن حسان رحمہ اللہ (ت 249ھ)

مدینہ نبویہ:

اَرضِ حجاز میں سے مدینہ نبویہ کی طرف بھی امام ترمذی رحمہ اللہ نے سفر کیا جو کہ علماء محدثین اور علم و فضل کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھا آپ کے اہل مدینہ میں سے مشہور مشائخ درج ذیل ہیں:

1: احمد بن ابی بکر القاسم المدنی رحمہ اللہ (ت 242ھ)

2: اسحاق بن موسیٰ الانصاری المدنی رحمہ اللہ (ت 244ھ)

3: ھارون بن موسیٰ بن ابی علقمہ رحمہ اللہ (ت 252ھ)

4: ابو سلمہ یحییٰ بن المغیرة المخزومی رحمہ اللہ (ت 252ھ)

5: ابو عمرو مسلم بن عمرو المدنی رحمہ اللہ

واسط:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے واسط شہر کے مندرجہ ذیل علماء سے حدیث کا سماع کیا اور ان کی روایات اپنی جامع میں نقل کیں:

1: محمد بن وزیر الواسطی رحمہ اللہ (ت 257ھ)

2: محمد بن اسماعیل الواسطی رحمہ اللہ (ت 258ھ)

بغداد:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنے علمی ذوق اور شوق کو پورا کرنے کے لیے بغداد شہر بھی گئے جو اس وقت علماء محدثین کا ایک بہت بڑا مرکز تھا اور علم حدیث کے شائقین اَطرافِ عالم سے اس

کی طرف کھچے چلے آرہے تھے۔ چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ بغداد آئے اور یہاں کے مشائخ سے استفادہ کیا آپ کے قابل ذکر مشائخ مندرجہ ذیل ہیں:

1: احمد بن منیع البغدادی رحمہ اللہ (ت244ھ)

2: سعید بن یعقوب الطالقانی رحمہ اللہ (ت244ھ)

3: احمد بن ابراهیم الدورقی رحمہ اللہ (ت246ھ)

4: محمود بن غیلان العدوی رحمہ اللہ (ت249ھ)

نوٹ: ......الشیخ احمد شاکر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شرح جامع ترمذی میں یہ بات ذکر کی ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کا بغداد جانا محل نظر ہے اس لیے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ اگر بغداد جاتے تو سید المحدثین امام احمد رحمہ اللہ سے ضرور سماع کرتے جبکہ ان کا سماع ان سے ثابت نہیں اور دوسری بات امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں امام ترمذی رحمہ اللہ کو ذکر نہیں کیا۔

الجواب: ......میری سمجھ کے مطابق امام ترمذی رحمہ اللہ بغداد میں امام احمد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد گئے ہیں جیسا کہ ان کے مشائخ کی تاریخ وفات سے معلوم ہورہا ہے چونکہ امام احمد رحمہ اللہ 242ھ میں وفات پا گئے تھے۔ رہی بات امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے عدم ذکر کی تو غلطی اور نسیان سے کوئی محفوظ نہیں۔ واللہ اعلم۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کے اوصاف:

اللہ تعالیٰ کے فضل کے بعد کسی انسان کے علم وفضل کی دنیا میں شہرت پانے کے اسباب، اس بندے میں پائی جانے والی خوبیاں اور کمالات ہوتے ہیں اور امام ترمذی رحمہ اللہ بھی کچھ ایسی ہی شخصیت تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا یہاں ہم ان کے کچھ اوصاف حمیدہ کو بیان کرتے ہیں۔

زہد وتقویٰ:

امام ترمذی رحمہ اللہ جہاں اپنے علم وفضل میں اپنے علاقے کے علماء میں ممتاز تھے وہاں زہد

وتقویٰ اور خشیت الٰہی میں بھی معروف ومشہور تھے آپ کا شمار صرف اہل علم میں ہی نہیں ہوتا بلکہ آپ علم کے ساتھ ساتھ عابد وزاہد بھی تھے۔ خوف الٰہی کا یہ عالم تھا کہ اکثر گریہ زاری اور رونے میں وقت گزرتا یہاں تک کہ ایک ایسا وقت بھی آیا کہ کثرتِ بکاء کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی جاتی رہی چنانچہ آپ کے بارے حافظ عمر بن علک یوں فرماتے ہیں:

"مَاتَ مُحَمَّدُبْنُ اسماعيلَ البُخَارِيُّ وَلَمْ يُخَلِّفْ بِخُرَاسَانَ مِثْلَ أَبِي عِيْسٰى فِي العِلْمِ وَالوَرَعِ ، بَكَى حَتَّى عَمِيَ." ❶

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ فوت ہوئے تو انہوں نے خراسان میں علم اور ورع میں ابوعیسیٰ جیسا نہیں چھوڑا وہ اتنا (خشیت الٰہی سے) روئے کہ نابینا ہو گئے۔

سنت کی پیروی:

اسلاف کی زندگیوں پر غور کیا جائے تو جو چیز ہمیں ان کی زندگیوں میں نمایاں نظر آتی ہے وہ اخلاص اور سنت کی پیروی ہے کہ وہ تمسک بالسنہ میں بڑے مضبوط تھے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ بھی کچھ ایسی ہی شخصیت تھے کہ وہ عالم باعمل اور سنت کے سخت حریص تھے اور سنت کو اپنی روزمرہ زندگی میں مطبق کرنے کا بڑا اہتمام کرنے والے تھے۔ اور سنت کو ایک علم کی حیثیت نہیں دیتے تھے بلکہ اخروی نجات کا ذریعہ سمجھتے جیسا کہ جب انہوں نے اپنی جامع تصنیف کی تو اپنی کتاب کے بارے یوں فرمایا:

''جس شخص کے گھر میں میری یہ کتاب ہو وہ یوں سمجھے اس کے گھر نبی اکرم ﷺ گفتگو فرما رہے ہیں۔''

قوتِ حافظہ:

امام ترمذی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں اور بہت سی خوبیوں سے نوازا وہاں ایک خوبی بلا کا حافظہ ملنا تھی آپ کے مضبوط اور قوی حافظے کی دلیل وہ قصہ ہے جسے امام ترمذی رحمہ اللہ خود

❶ تهذيب التهذيب : 389/9 .

بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں مکہ کے راستے پر محو سفر تھا تو میری ملاقات ایک شیخ سے ہوئی جس کی احادیث کے دو اجزاء مجھے بواسطہ ملے تھے میں نے انہیں لکھ لیا جب میں ان سے ملا تو میں نے ان احادیث کے سماع کی درخواست کی تو وہ مجھے ان احادیث کو سنانے پر آمادہ ہو گئے۔ میرا گمان تھا کہ وہ دونوں جزء میرے پاس موجود ہیں لیکن دیکھا تو وہ خالی اوراق تھے۔ شیخ نے اپنے حفظ سے مجھ پر ان دو اجزاء کی قراءت شروع کر دی۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں خالی اوراق ہیں تو شیخ غصہ ہوئے اور سرزنش کی میں نے اپنا عذر بیان کیا اور بتایا کہ آپ نے جو احادیث پڑھی ہیں وہ مجھے سب یاد ہو گئی ہیں تو انہوں نے کہا پڑھ کر سناؤ میں نے سب پڑھ کر سنا دی انہیں یقین نہ ہوا کہنے لگے تم نے میرے پاس آنے سے پہلے یاد کر لی ہوں گی میں نے کہا: شیخ ان کے علاوہ کوئی اور احادیث بیان کریں تو انہوں نے مجھے چالیس مزید روایات بیان کیں اور کہا اب یہ سناؤ، تو میں بغیر کسی ایک حرف کی غلطی کے سب سنا دیں تو کہنے لگے: مارأيتُ مثلك۔ میں نے تجھ سا نہیں دیکھا۔ ❶

امام ترمذی رحمہ اللہ اپنے اندر بہت سی خصائل حمیدہ اور اوصاف جمیلہ سموئے ہوئے تھے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی شہرۂ آفاق جامع کو مقبولیت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اپنے رب سے راضی ہوں۔ آمین

اہل علم کے ہاں مقام و مرتبہ:

- امام محمد بن حبان البستی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كان ممن جَمَعَ وصَنَّفَ وحَفِظَ وَذَاكَرَ۔ ❷

  ''امام ترمذی رحمہ اللہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حدیث کو جمع کیا، تصنیف کیا، یاد کیا اور اسکا اہل علم سے مذاکرہ کیا۔''

- نصر بن محمد شیر کوہی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میں نے امام ترمذی سے سنا کہ آپ نے فرمایا

---

❶ سير أعلام النبلاء: 273/13. ❷ الثقات لابن حبان: 153/9.

کہ مجھے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ فرمانے لگے: "مَا انْتَفَعْتُ بِكَ أَكْثَرُ مِمَّا انْتَفَعْتَ بِي" ❶

"جو میں نے آپ سے فائدہ حاصل کیا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو آپ نے مجھ سے حاصل کیا۔"

❁ ابوسعید الادریسی رحمہ اللہ آپ کے بارے یوں فرماتے ہیں: آپ ان آئمہ میں سے ہیں جن کی علم حدیث میں اقتداء کی جاتی ہے آپ نے الجامع تصنیف کی، تواریخ پہ، علل پہ ایک مضبوط عالم کی طرح لکھا، حفظ میں آپ ضرب المثل تھے۔ ❷

❁ حافظ عمر بن علک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ فوت ہوئے تو انہوں نے اپنے پیچھے خراسان میں علم اور ورع میں ابوعیسیٰ ترمذی جیسا کوئی نہیں چھوڑا خشیتِ الٰہی سے اتنا روئے کہ نابینا ہو گئے۔ ❸

❁ اُبو یعلی الخلیل بن عبداللہ قزوینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ ثقہ متفق علیہ شخصیت ہیں ان کی سنن پہ کتاب اور الجرح والتعدیل میں کلام موجود ہے۔ ❹

❁ ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمن المزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مشہور آئمہ حفاظ میں سے ایک ہیں اور ایسی شخصیت ہیں جن سے اللہ نے مسلمانوں کو خوب فائدہ پہنچایا۔ ❺

❁ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صاحب جامع، ثقہ اور ایسی شخصیت ہیں جن پر سب متفق ہیں۔ ❻

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ترمذی رحمہ اللہ اپنے زمانے کہ اس فن کے آئمہ میں سے ایک ہیں۔

---

❶ تهذيب التهذيب: 345/9. ❷ طبقات الحفاظ: 54/1.

❸ التقييد لابن نقطة: 94/1.

❹ الارشاد في معرفة علماء الحديث للخليلي: 905/3.

❺ تهذيب الكمال: 250/26. ❻ ميزان الاعتدال: 678/3.

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ترمذی رحمہ اللہ آئمہ اُعلام میں سے ایک ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کا منہج اور عقیدہ:

امام ترمذی رحمہ اللہ اپنے منہج اور عقیدے کے اعتبار سے کتاب وسنت کے حاملین اور اہل الحدیث کے مذہب پر تھے اور عقیدہ اہل سنت رکھنے والے تھے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ فقہ میں امام اور اہل اجتہاد میں سے ہیں البتہ امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلی اور امام بزار اور ان جیسے دیگر آئمہ اہل حدیث کے مذہب پر تھے۔ وہ نہ کسی عالم کے مقلد تھے اور نہ مطلق طور پر آئمہ مجتہدین میں سے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کا شمار امام بخاری رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہوتا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں فقہی مسائل اور تراجم ابواب میں امام بخاری رحمہ اللہ کے طرز کو اپنایا ہے البتہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں تراجم ابواب کے حوالے سے زیادہ دقیق نظری اور طرز استنباط کو بڑی گہرائی سے ذکر کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کے سلف صالحین کے منہج اور عقیدہ پر قائم ہونے کی بہت بڑی دلیل اور حجت ان کی کتاب جامع ترمذی ہے اور اس میں ان کے استنباطات اور ترجیحات فقہیہ ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کا مذہب:

بعض علماء نے آپ کو شافعی یا حنبلی قرار دیا ہے جیسا کہ طبقات شافعیہ یا طبقات حنابلہ پر لکھنے والے علماء نے جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ کی جامع کا مطالعہ کیا جائے تو بات سمجھ آتی کہ آپ کسی خاص مذہب کے مقلد نہ تھے بلکہ مسائل میں مستقل اپنی رائے رکھتے تھے اور جامع ترمذی میں انہوں نے بہت سے مقامات پر اپنے آپ کو اہل حدیث میں شمار کیا ہے اور اپنی جامع میں جہاں عند اُصحابنا کے الفاظ کا اطلاق کیا ہے۔ اس سے مراد اہل حدیث اور محدثین ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

بـاب الرجل يسلم وعنده عشرة نسوة۔ یہ باب کا عنوان ہے اور پھر حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: والعمل على حديث غيلان عند أصحابنا منهم الشافعي وأحمد و اسحاق ......الخ۔

اسی طرح امام ترمذی رحمہ اللہ نے "بـاب تـأخير الظهر في شدة الحر" کے تحت حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ ذکر کرنے کے بعد فقہاء کے اُقوال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ومعنى من ذهب إلى تأخير الظهر في شدة الحر هو أولى وأشبه بالاتباع واما ما ذهب إليه الشافعي أن الرخصة لمن ينتاب من البعد وللمشقة على الناس فإن في حديث أبي ذر ما يدل على خلاف ماقال الشافعي......"

امام ترمذی رحمہ اللہ کا یہ قول اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد نہ تھے بلکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دیتے تھے۔

اسی طرح حدیث ابی قتادہ رضی اللہ عنہ تحیۃ المسجد کے بارے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"والعمل على هذا الحديث عند أصحابنا"

اور اس سے مراد اہل الحدیث اور محدثین عظام مراد لیے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کے اساتذہ:

امام ترمذی رحمہ اللہ کا شمار ان محدثین میں سے ہوتا ہے جنہوں نے طلب حدیث میں اس وقت کے تمام مراکز علمیہ کا سفر طے کیا اور کبار محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔ یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے بعض مشائخ سے استفادہ کرنے میں موافقت پائی ہے اور مزید شرف یہ بھی حاصل ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کو بھی علو سند حاصل ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ کے پاس ایک حدیث ثلاثیات میں سے ہے۔

یہاں ہم امام ترمذی رحمہ اللہ کے چند مشہور مشائخ ان کی تاریخ وفات کے لحاظ سے ذکر کرتے ہیں:

1: الامام قتيبة بن سعيد البغلانی رحمہ اللہ (ت 240ھ)

2: الامام سويد بن نصر المروزی رحمہ اللہ (ت 240ھ)

3: الامام الحسن بن علی الحلوانی رحمہ اللہ (ت 242ھ)

4: الامام هناد بن السری رحمہ اللہ (ت 243ھ)

5: الامام أحمد بن منيع البغدادی رحمہ اللہ (ت 244ھ)

6: الامام الحسين بن حريث المروزی رحمہ اللہ (ت 244ھ)

7: الامام أحمد بن ابراهيم الدورقی رحمہ اللہ (ت 246ھ)

8: الامام أبو كريب محمد بن العلاء رحمہ اللہ (ت 247ھ)

9: الامام محمود بن غيلان العدوی رحمہ اللہ (ت 249ھ)

10: الامام اسحاق بن منصور النيسابوری رحمہ اللہ (ت 251ھ)

11: الامام محمد بن بشار بندار رحمہ اللہ (ت 252ھ)

12: الامام محمد بن اسماعيل البخاری رحمہ اللہ (ت 252ھ)

13: الامام محمد بن المثنی البصری رحمہ اللہ (ت 252ھ)

14: الامام عبدالله بن عبدالرحمن الدارمی رحمہ اللہ (ت 255ھ)

15: الإمام ابو زرعه عبيد الله بن عبدالكريم الرازی رحمہ اللہ (ت 264ھ)

امام ترمذی رحمہ اللہ کے تلامذہ:

اللہ تعالیٰ نے امام ترمذی رحمہ اللہ کے علم کا نفع بڑا عام کیا حتی کہ محدثین کے ایک جم غفیر نے ان سے علمی فیض حاصل کیا۔ آپ کے سامنے زانوئے تلمذ اختیار کرنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جن کا احاطۂ شمار مشکل ہے البتہ امام ابوالحجاج یوسف المزی رحمہ اللہ نے تہذیب الکمال میں آپ کے 26 کے قریب تلامذہ ذکر کیے ہیں جن میں سے چند ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

1: ابو بكر احمد بن اسماعيل بن عامر السمرقندی رحمہ اللہ

2: ابو حامد احمد بن عبدالله بن داود المروزی التاجر رحمہ اللہ أحد رواة

الجامع

3: احمد بن یوسف النَّسَفِی رحمہ اللہ

4: الحسین بن یوسف الفربری رحمہ اللہ

5: ابو العباس محمد بن أحمد بن محبوب بن فضیل المحبوبی رحمہ اللہ أحد رواۃ الجامع

6: الفضل بن عمار الصَّرّام رحمہ اللہ

7: ابو الحسن علی بن عمر بن التقی بن کلثوم الوَذارِی رحمہ اللہ أحد رواۃ الجامع

8: محمد بن مکی بن نوح النسفی رحمہ اللہ

9: ابو علی محمد بن محمد بن یحییٰ القراب الھروی رحمہ اللہ أحد راویۃ الجامع

10: ابو سعید الھیثم بن کلیب الشاشی أحد رواۃ الجامع

ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو امام بخاری رحمہ اللہ بھی آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی آپ سے دو احادیث کا سماع کیا ہے:

حدیث نمبر(1):...... حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کتاب التفسیر ، تفسیر سورۃ الحشر حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: سمع منی محمد بن اسماعیل ھذا الحدیث ، رقم الحدیث : 3303۔

حدیث نمبر(2):...... حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث:3727۔

حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "قد سمع منّی محمد بن اسماعیل ھذا الحدیث واستغربہ"

امام ترمذی رحمہ اللہ کی وفات:

امام ترمذی رحمہ اللہ کی تاریخ وفات میں اہل تاریخ کے ہاں قدرے اختلاف ہے البتہ

راجح قول کے مطابق امام ترمذی رحمہ اللہ نے سوموار کی رات 13 رجب سن 279ھ کو ترمذ سے چھ فرسخ کے فاصلے پر ''بوغ'' نامی بستی میں وفات پائی۔ انا للہ وإنا إلیہ راجعون۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کی مؤلفات:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنے پیچھے بہت بڑا علمی ورثہ چھوڑا لیکن امام ترمذی رحمہ اللہ کی جتنی بھی تالیفات ہیں وہ زیادہ تر حدیث کے علوم وفنون کے متعلقہ ہیں ذیل میں ہم ان کی مؤلفات ذکر کرتے ہیں:

(1) الجامع:...... امام ترمذی رحمہ اللہ کی یہ شہرہ آفاق تصنیف ہے اور کتب صحاح ستہ میں سے ایک ہے۔

(2) العلل الصغیر :...... یہ جامع ترمذی کے ساتھ ہی مطبوع ہے اور اس کا تعلق جامع سے ہے۔

(3) العلل الکبیر :...... یہ کتاب مطبوع ہے اور اس کے بارے محدث مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اس کتاب کا زیادہ تر حصہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنے شیخ امام بخاری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے۔''

(4) التاریخ۔

(5) الزھد۔

(6) کتاب الأسماء والکنی۔

(7) الشمائل المحمدیۃ۔

(8) کتاب اسماء الصحابۃ۔

(9) کتاب التفسیر۔

(10) کتاب الجرح والتعدیل۔

(11) کتاب الموقوف۔

فصل: 2

جامع ترمذی

کتاب کا نام:

یہ کتاب اہل علم کے ہاں مختلف ناموں سے مشہور ہے حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کشف الظنون میں اس کتاب کا نام ''جامع الترمذی'' بیان کیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ امام حاکم رحمہ اللہ اور امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس کتاب کا نام ''الجامع الصحیح'' بیان کیا ہے، البتہ بعض نے اس کتاب کا نام ''سنن الترمذی'' بھی ذکر کیا ہے۔

کتاب کے موضوع اور منہج کے اعتبار سے بعض اہل علم نے دو نام ذکر کیے ہیں:

پہلا نام: الجامع المختصر من السنن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعرفة الصحيح والمعلول وماعليه العمل۔

دوسرا نام: الجامع الكبير۔ ❶

سبب تالیف:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع لکھنے کا سبب بذات خود بیان کیا ہے چنانچہ جامع ترمذی کے آخر میں ملحق کتاب العلل میں بیان کرتے ہیں:

"وإِنَّمَا حَمَلْنَا عَلَى ما بَيَّنَّا فِي هَذَا الكِتَابِ مِنْ قَوْلِ الفُقَهَاءِ وعِلَلِ الحَدِيْثِ لِأنَّا سُئِلْنَا عَنْ هٰذا فَلَمْ نَفْعَلْهُ زَمَانًا ثُمَّ فَعَلْنَاهُ لِمَارَجَوْنَا فِيهِ مِنْ مَنْفَعَةِ النَّاسِ" ❷

---

❶ تحقيق اسمى الصحيحين وجامع الترمذى لعبد الفتاح ابو غده۔

❷ جامع ترمذی، كتاب العلل، ص: 887.

''ہمیں اس کتاب میں فقہاء کے اُقوال اور حدیث کی علل بیان کرنے پر اُبھارنے والی بات یہ ہے کہ ہم سے سوال اور مطالبہ کیا گیا لیکن ہم ایک زمانہ تک نہ کر سکے پھر لوگوں کے لیے اس میں فائدہ ہونے کی امید سے ہم نے یہ کام کیا۔''

کتاب کا موضوع:

یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے دیکھا جائے تو بیک وقت اپنے اندر حدیث اور حدیث کے متعلقہ بہت سے علوم وفنون اپنے اندر سموئے ہوئے ہے یہ علم روایت اور علم درایت کا مجموعہ ہے حتیٰ کہ بعض اہل علم نے یہاں تک کہا ہے کہ اس کتاب میں روایتِ حدیث کے ساتھ ساتھ 14 قسم کے حدیث کے متعلقہ علوم وفنون ذکر کیے ہیں جیسے اُقرب العمل روایت، باسند روایت کا بیان، صحت وسقم کا بیان، حدیث کے متعدد طرق کا ذکر، رواۃ کی جرح وتعدیل کا بیان، اسماء کا بیان، کنیتوں کا بیان، موصول اور مقطوع کا بیان، معمول بہ اور متروک روایات کی وضاحت، قبول ورد کے اعتبار سے علماء کا اختلاف، حدیث کی تأویل میں اختلافِ علماء کا بیان، فقہاء کے مذاہب وغیرہ۔

جامع ترمذی کا مقام:

کتب ستہ میں جامع ترمذی کا مقام تیسرے نمبر پر ہے یا چوتھے نمبر پر؟

اس بارے علماء کی مختلف آراء حسبِ ذیل ہیں:

(1):...... امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جامع ترمذی کا رتبہ سنن اُبی داؤد اور سنن النسائی سے نیچے ہے اس لیے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں محمد بن سعید المصلوب، الکلبی اور ان جیسے دوسرے رواۃ کی احادیث بھی بیان کی ہیں۔ [1]

(2):...... صاحب کتاب کشف الظنون المعروف حاجی خلیفہ نے ذکر کیا ہے کہ جامع

[1] تذكرة الحفاظ : 634/2 .

ترمذی کتب ستہ میں تیسرے نمبر پر ہے۔ ❶

(3):...... مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ تحفۃ الاحوذی میں فرماتے ہیں کہ جامع ترمذی کا رتبہ سنن ابی داؤد کے بعد اور سنن نسائی سے پہلے ہے اور دلیل یہ پیش کی ہے کہ تہذیب الکمال، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب اور تذکرۃ الحفاظ میں کتب ستہ کے رموز بیان کرتے وقت ان کے مصنفین نے اسی ترتیب کو بیان کیا ہے۔

یہی قول زیادہ وجیہ محسوس ہوتا ہے واللہ اعلم۔

بعض علماء نے مختلف امتیازی خصوصیات کی بناء پر ترتیب مختلف بیان کی ہے لہٰذا جن علماء نے فقہی مذاہب اور فوائد فقہیہ کو مدنظر رکھا ہے ان کے نزدیک جامع ترمذی کا پہلا نمبر پھر صحیح بخاری پھر باقی کتب ہیں جن سے طلاب علم عموی طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔

- جن علماء نے صحت کے اعتبار سے ترتیب کا لحاظ رکھا ہے تو ان کے نزدیک جامع ترمذی صحیحین، سنن ابی داؤد اور نسائی کے بعد ہے۔
- جن علماء نے صحاح ستہ کی ترتیب باعتبار علو اسناد بیان کی ہے تو ان کے نزدیک جامع ترمذی کا مرتبہ صحیح بخاری اور سنن ابی داؤد کے بعد ہے۔
- جن علماء نے باعتبار جوامع کتب کے ترتیب بیان کی ہے تو ان کے نزدیک جامع ترمذی، صحیحین کے بعد تیسرے نمبر پر ہے۔

جامع ترمذی کے رواۃ:

اسناد اس دین کے خصائص میں سے ایک اہم خاصہ ہے اور محدثین عظام نے اپنے مشائخ سے حدیث کے حصول کے لیے سماع، کتابت اور اجازت جیسے مضبوط ذرائع استعمال کیے تاکہ حدیث پر لکھی جانے والی مصنفات محفوظ ہاتھوں میں رہیں اور سند کا اہتمام کر کے حدیث کی حفاظت کی جا سکے۔

❶ کشف الظنون: 559/1.

دیگر کتب حدیث کی طرح جامع ترمذی بھی ہم تک باوثوق ذرائع یعنی سند کے واسطے سے پہنچی، یہاں ہم جامع ترمذی کو نقل کرنے والے مشہور رواۃ کو بیان کرتے ہیں:

1: ابو العباس محمد بن أحمد بن محبوب بن فضیل المحبوبی رحمہ اللہ

2: ابو حامد أحمد بن عبداللہ بن داود المروزی التاجر رحمہ اللہ

3: ابو سعید الھیثم بن کلیب الشاشی

4: ابو الحسن علی بن عمربن النفي بن کلثوم الوَذَارِی رحمہ اللہ

5: ابو علی محمد بن محمد بن یحییٰ القراب الھروی رحمہ اللہ

6: ابو ذر محمد بن ابراھیم بن محمد الترمذی رحمہ اللہ

7: ابو محمد الحسن بن إبراھیم القطان

احادیث کتب اور ابواب کی تعداد:

- جامع ترمذی میں موجود احادیث کی تعداد: 3956 ہے۔
- جامع ترمذی میں موجود ابواب کی تعداد: 2231 ہے۔
- جامع ترمذی میں قائم شدہ کتب کی تعداد: 51 ہے۔

یہ تعداد الشیخ احمد شاکر رحمہ اللہ کے تحقیق شدہ نسخے کے مطابق ہے جبکہ مکتبہ المعارف بالریاض شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے تحقیق شدہ نسخے میں کتب کی تعداد: 46 ہے۔

اہل علم کے ہاں جامع ترمذی کا مقام:

متقدمین و متاخرین علمائے حدیث نے امام ترمذی رحمہ اللہ کی اس شہرۂ آفاق تصنیف کو بہت پسند کیا ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

"صنّفتُ ھذا الکتاب فعرضتُہ علی علماء الحجاز و العراق وخراسان فرضوا بہ۔"[1]

[1] البدایہ والنھایہ: 77/11۔

میں نے یہ کتاب تصنیف کی اور حجاز، عراق اور خراسان کے علماء پر پیش کی تو انہوں نے اسے پسند کیا۔

❁ امام ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ امام ترمذی رحمہ اللہ اور ان کی جامع کا تذکرہ ہوا تو امام ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری رحمہ اللہ فرمانے لگے: میرے نزدیک صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے امام ترمذی رحمہ اللہ کی کتاب زیادہ نفع مند ہے کیونکہ بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی کتاب سے صرف متبحر عالم ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جبکہ ابوعیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ کی کتاب کا نفع لوگوں میں سے ہر شخص تک پہنچتا ہے۔ ❶

❁ حافظ ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ صحیح بخاری، موطا امام مالک کا تذکرہ کرنے کے بعد جامع ترمذی کے بارے یوں فرماتے ہیں: ان سب میں ابوعیسیٰ کی کتاب جیسی کوئی نہیں جو مقطع کے اعتبار سے بڑی شیریں، مسائل کے اخذ میں بڑی نفیس اور میٹھے چشمے جیسی ہے اس میں چودہ نایاب علوم وفنون ہیں اس طرح سے کہ عمل میں قریب ہے، مسند روایات کا مجموعہ، صحت اور ضعف کا بیان، متعدد طرق کی وضاحت، جرح وتعدیل کا بیان اسماء و کُنٰی کی وضاحت، موصول اور مقطوع کا بیان، معمول بہ اور متروک روایات کی نشاندہی اور قبول ورد کے اعتبار سے علماء کا اختلاف، حدیث کے معنی میں علماء کا اختلاف وغیرہ گویا کہ ہر قسم کا علم اور فن مستقل طور پر متعارف کروایا ہے۔ ❷

❁ حافظ ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ترمذی رحمہ اللہ کی کتاب تمام کتب سے زیادہ اچھی، زیادہ فائدہ مند، زیادہ حسن ترتیب، سب سے کم تکرار والی ہے اور اس میں وہ کچھ ہے جو دیگر کتب میں نہیں جیسا کہ مذاہب کا بیان، وجہ استدلال کا ذکر اور احادیث کی مختلف انواع مثلاً صحیح، حسن ضعیف کا بیان، مزید اس میں جرح وتعدیل کا بیان ہے اور اس کے آخر میں کتاب العلل ہے جس میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے بڑے عمدہ فوائد

❶ تهذيب الكمال : 172/1.

❷ عارضة الاحوذي : 1/5-6.

جمع کیے ہیں۔ ❶

- حنفی فقیہ طاش کبری زادہ نے بھی بعینہٖ امام ابن الاثیر رحمہ اللہ جیسے الفاظ سے جامع ترمذی کی قدر و منزلت بیان کی ہے۔
- حافظ ذہبی رحمہ اللہ جامع ترمذی کے بارے یوں فرماتے ہیں: جامع (ترمذی) میں بڑا نفع مند علم اور عمدہ فوائد اور بنیادی مسائل کا بیان ہے گویا یہ کتاب اسلام کے اصول میں سے ایک ہے کاش امام ترمذی رحمہ اللہ اس کتاب کو کمزور احادیث سے میلا نہ کرتے بلکہ بعض ان میں سے من گھڑت ہیں جو کہ اکثر فضائل کے قبیل سے ہیں۔ ❷
- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ترمذی رحمہ اللہ کی کتاب "الجامع" یہ ان چھ کتب میں سے ایک ہے جن کی طرف تمام اَطراف عالم کے علماء رجوع کرتے ہیں۔ ❸
- نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ترمذی کی الجامع ان کی قدر و منزلت کی عظمت وسعتِ حفظ، حدیث پر کثرت اطلاع اور اس فن میں تبحر ہونے پر دلالت کرتی ہے حتی کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس پیرائے میں اس جیسی دوسری کوئی تالیف نہیں۔ ❹

امام ترمذی کی جامع میں شرط:

امام ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق امام ترمذی رحمہ اللہ کی جامع چار اقسام کی احادیث پر مشتمل ہے:

پہلی قسم: ...... وہ احادیث جو یقینی طور پر صحیح ہیں اور امام ترمذی رحمہ اللہ ان کے اخراج میں بخاری و مسلم کے موافق ہیں۔ یعنی وہ روایات جو بخاری و مسلم کی صحیحین میں موجود ہیں یا ان دونوں شیخین کی شرط پر ہیں لیکن انہوں نے ان روایات کو اپنی کتب میں بیان نہیں کیا۔

دوسری قسم: ...... وہ روایات جو امام ابوداؤد رحمہ اللہ، امام ترمذی اور امام نسائی کی شرط پر ہیں۔ اس سے مراد کہ ہر ایسے راوی کی روایت بھی اپنی کتاب میں ذکر کریں گے جس کے

❶ جامع الاصول: 193/1.
❷ سیر أعلام النبلاء: 274/13.
❸ البدایة والنهایة: 77/11.
❹ الحطة، ص: 252.

ترک پر اجماع نہ ہو۔

تیسری قسم: ...... وہ روایات جن کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے صحیح احادیث کی بطور ضد نقل کیا ہے اور ان کی علت بھی بیان کی ہے۔

چوتھی قسم: ...... وہ روایات جن کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے صرف اس لیے نقل کیا ہے کہ اس پر بعض فقہاء کا عمل ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ماأخرجت في كتابي إلا حديثا قد عمل به بعض الفقهاء"

"میں نے اپنی جامع میں صرف ایسی حدیث کو بیان کیا ہے جس پر کسی نہ کسی فقیہ کا عمل ہے۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ کی یہ شرط بہت وسعت رکھتی ہے۔

جامع ترمذی کا منہج:

1:...... امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب جوامع کتب کی طرز پر مرتب کی ہے۔

2:...... امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں مسند روایات، اقوال صحابہ وتابعین وغیرہ کا اہتمام کیا ہے۔

3:...... مشہور مذاہب اور ان کے دلائل کے ماخذ بیان کرتے ہیں۔

4:...... امام ترمذی رحمہ اللہ حدیث ذکر کرنے کے بعد اکثر وفی الباب عن فلان وفلان کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ روایت ان متعدد طرق سے بھی مروی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کے الفاظ بھی بعینہ یہی ہوں۔

5:...... جامع ترمذی کا ہر باب کسی نہ کسی مسئلہ پر مرتب کیا اور پھر اس باب میں اس مسئلہ میں ایک سے زیادہ احادیث ذکر کی ہیں لیکن بغیر کسی متعین تعداد کے۔

6:...... ہر حدیث کے بعد اس مسئلہ کے بارے فقہاء کی آراء بیان کرتے ہیں۔

7:...... ہر حدیث کے بعد اس حدیث کا حکم صحت، حسن یا ضعف کے اعتبار سے بیان

کرتے ہیں۔

8:...... حدیث ذکر کرنے کے بعد اس کی سند کا مرتبہ اور رجال پر کلام کرتے ہیں۔

9:...... اگر ترجمۃ الباب کے متعلق کسی اور صحابی کی بھی روایت ہو تو اس کی طرف یوں اشارہ فرماتے ہیں: وفی الباب عن فلان و فلان۔

10:...... مذکور حدیث کے مطابق جن آئمہ فقہاء کا موقف ہو تو ان کے بارے یوں اشارہ کرتے ہیں "وعلیه العمل عند أهل كذا و كذا "۔

11:...... اگر مذکور حدیث کے خلاف کسی کا عمل ہو تو ان کے بارے میں بھی بیان کر دیتے ہیں۔

12:...... امام ترمذی رحمہ اللہ رواۃ کی وضاحت اور ان پر واقع ہونے والے اشکال کو دور کرنے کے لیے راوی کے نام کے ساتھ اس کی کنیت، یا کنیت کے ساتھ اس کا نام ذکر کر دیتے ہیں۔

13:...... اگر کسی روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہو تو راجح حکم کی وضاحت کر دیتے ہیں۔

14:...... اگر حدیث میں کوئی مخفی علت ہو تو اس پر متنبہ کرتے ہیں۔

15:...... امام ترمذی رحمہ اللہ نے مسائل کی ترتیب بڑی عمدہ کی ہے اور تکرار سے اجتناب کیا ہے۔

16:...... اگر کوئی حدیث طویل ہو تو اسے مختصر ذکر کر کے آخر میں یوں فرماتے ہیں: "فيه قصة یا پھر وفی الحدیث کلام أكثر من هذا۔"

17:...... امام ترمذی رحمہ اللہ نے صرف آئمہ اربعہ کے مذہب کو ہی نہیں بیان کیا بلکہ دیگر آئمہ کے مذاہب کی بھی صراحت کرتے ہیں مثلاً عبداللہ بن مبارک، سفیان ثوری، اسحاق بن راھویہ، سماک بن حرب رحمہم اللہ وغیرہم۔

18:...... اسمائے مشترکہ کے درمیان تمیز اور فرق بیان کرتے ہیں جیسا کہ یزید الفارسی

اور یزید الرقاشی۔

19:...... بسا اوقات باب بلا ترجمہ ذکر کر کے کسی ایسے مسئلہ کی طرف تنبیہ کرنا مقصود ہوتا ہے جس کا تعلق ماقبل کے ترجمۃ الباب سے ہو۔ یہی طرز امام ترمذی رحمہ اللہ کے استاذ امام بخاری رحمہ اللہ کا ہے۔

20:...... امام ترمذی رحمہ اللہ حدیث پر صحت یا حسن کا حکم لگانے کے بعد فرماتے ہیں: والعمل علی هذا عند أهل العلم أو اکثر أهل العلم أو عند بعض اهل العلم۔ جس سے فقہاء کے مذاہب اور اس حدیث کے بارے علماء امت کے عمل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

21:...... جن مسائل پر علماء اُمت اور فقہاء کا اجماع ہے امام ترمذی رحمہ اللہ اس کی بھی صراحت کر دیتے ہیں جو کہ مجمع علیہ مسائل کو جاننے میں بہت مفید ہے۔

جامع ترمذی کی خصوصیات:

یہاں ہم جامع ترمذی میں پائی جانے والی امتیازی خصوصیات بیان کریں گے جو درج ذیل ہیں:

1:...... جامع ترمذی بیک وقت حدیث، فقہ الحدیث اور مذاہب فقہاء کو جاننے کا بہترین قیمتی خزانہ ہے۔

2:...... حدیث ذکر کرنے کے بعد اس روایت کے باقی طرق کے بارے بڑے مختصر انداز میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

3:...... حدیث الباب ذکر کرنے کے بعد اس مسئلہ کے بارے صحابہ، تابعین اور فقہاء کے اختلاف کو جاننے کے لیے ایسی مفید کتاب ہے جس کی نظیر اور مثال کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتی۔

4:...... ایک مسئلہ کے بارے وارد شدہ تمام احادیث کو ایک جگہ وفی الباب عن فلان و

فلان کہہ کر اشارۃ بیان کر دیتے ہیں جو کہ ایک موضوع پر وارد شدہ احادیث کو جاننے کا بہترین ذریعہ ہے۔

5:...... حدیث کی دیگر متابعات وشواہد پر اطلاع پانے کے لیے انتہائی مفید ہے۔

6:...... جامع ترمذی میں علم المصطلح کی بہت سی اصطلاحات کو متعارف کروایا گیا ہے خصوصاً "حسنٌ صحیحٌ" کی اصطلاح۔

7:...... جامع ترمذی میں حسن حدیث کا خصوصی اہتمام ہے اسی لیے حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کتاب أبی عیسی أصلٌ فی معرفة الحدیث الحسن۔

8:...... جامع ترمذی وہ منفرد کتاب ہے جو پڑھنے والے کو بیک وقت حدیث کے متعلقہ چودہ علوم وفنون کا فائدہ دیتی ہے اور وہ چودہ علوم مندرجہ ذیل ہیں:

(1) معرفة الاحادیث المسندة (2) معرفة الفقه (3) معرفة علل الحدیث (4) معرفة المتابعات والشواهد (5) معرفة الاسماء والکنی (6) معرفة المبهم من الرواة (7) الجرح والتعدیل علی الرواة (8) معرفة الموصول والمقطوع من الاحادیث (9) معرفة المعمول بها و المتروك من الاحادیث (10) بیان اختلاف الاقوال فی تأویل الحدیث (11) ذکر الآثار من الصحابة والتابعین (12) بیان مذاهب الفقهاء (13) بیان الراجح من المرجوح (14) معرفة المصطلحات فی الحدیث۔

9:...... حدیث میں پائی جانے والی علل پر تفصیلی گفتگو اس کتاب کا خاصہ ہے۔

10:...... حدیث کے تحت وارد ہونے والے اختلافی فقہی مسائل بڑے احسن انداز سے ذکر کیے ہیں۔

11:...... فقہاء کے مذاہب اور ان کے ماخذ جاننے کے لیے انتہائی مفید ہے۔

12:...... اختلافی مسائل میں وجہ خلاف اور وجہ ترجیح جاننے کے لیے یہ کتاب ایک نایاب تحفہ ہے۔

13:......مجمع علیہا مسائل کی وضاحت اس کتاب کا خاصہ ہے۔

جامع ترمذی کے تراجم:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے دیگر محدثین کے اسلوب کے مطابق اپنی جامع میں ابواب کے تراجم بیان کیے ہیں البتہ نوعیت کے اعتبار سے ابواب کے تراجم کی دو انواع ہیں۔

(1) بہت سے تراجم کے لیے مجموعی طور پر ابواب کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں مثلاً أبواب الآذان ، أبواب السهو ، أبواب الوتر وغیرہ۔

(2) جب کسی فقہی مسئلہ کے بارے ذکر کرنا ہو تو لفظ باب سے تعبیر کرتے ہیں مثلاً باب ماجاء في الصلاة خلف الصف وحده وغیرہ۔

اگر جامع میں قائم شدہ تراجم کو عناوین کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ان کی تین بڑی اقسام ہیں:

1: ظاہری تراجم

2: مخفی تراجم (استنباطی)

3: تراجم مرسلہ

ظاہری تراجم:...... جامع ترمذی میں زیادہ تر اسی نوعیت کے تراجم ہیں جن کا معنی اور عنوان بڑا واضح ہے اس کے لیے غور و فکر کی ضرورت نہیں ہوتی اس کی مختلف صورتیں ہیں:

- بسا اوقات تراجم کا عنوان عمومی طور پر جملہ خبریہ کی شکل میں ہوتا ہے مثال کے طور پر باب ماجاء في الرجل يصلي مع الرجلين۔
- بسا اوقات تراجم کا عنوان کسی خصوصی حکم کے بارے جملہ خبریہ کی صورت میں ہوتا ہے مثال کے طور پر باب ماجاء أن الأذنين من الرّأس۔
- بسا اوقات تراجم کا عنوان استفہامیہ انداز میں ہوتا ہے مثال کے طور پر باب ماجاء كيف الجلوس في التشهد؟

❁ بسا اوقات تراجم کا عنوان باب میں مذکور حدیث کے الفاظ سے اقتباس کیا ہوتا ہے مثلاً باب ماجاء اذا استیقظ أحدكم من منامه فلا يغمس يده في الإناء حتى يغسلها۔

مخفی تراجم:...... جامع ترمذی میں ایسے تراجم بہت کم ہیں جن میں باب کے تحت مذکور حدیث سے مستنبط ہونے والے مسئلہ کے ساتھ عنوان قائم کیا گیا ہو ایسے تراجم غور و فکر کرنے سے اور بصیرت سے سمجھ آتے ہیں، مثلاً: باب ماجاء في كفارة الفطر في رمضان۔

تراجم مرسلہ:...... ایسے تراجم جن کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں بغیر عنوان کے ذکر کیا ہے ایسے تراجم میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے صرف لفظ "بابٌ" یا پھر "باب منه" کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے ایسے ابواب میں دیکھا گیا ہے کہ اس باب میں سابقہ باب کے مضمون کے ہم معنی روایت لائی گئی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ لاحق اور سابق باب کا عنوان ایک ہی ہے جیسا کہ:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے باب کا عنوان قائم کیا: باب ماجاء أن الماء لا يُنَجِّسُهُ شيءٌ

پھر اس باب کے بعد ایک دوسرا باب قائم کیا اور فرمایا: بابٌ منه آخرُ۔

امام ترمذی کا تساہل:

باوجود اس بات کے کہ امام ترمذی ایک عظیم اور جلیل محدث ہیں اور حدیث کی دنیا میں ایک عالی مقام رکھتے ہیں لیکن حدیث کی تصحیح اور تضعیف کے معاملے میں اہل علم کے ہاں متساہل شمار کیے گئے ہیں، چنانچہ:

امام زیلعی رحمہ اللہ نے ابن دحیہ کا قول بیان کیا ہے: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں بہت سی موضوع اور کمزور اسانید والی روایات کو حسن قرار دیا ہے۔ [1]

اور امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ترمذی رحمہ اللہ کا کسی حدیث کو حسن کہنے سے کوئی

[1] نصب الراية: 217/2.

دھوکہ نہ کھائے کیونکہ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ ایسی روایات اکثر ضعیف ہیں۔ ❶

مزید فرماتے ہیں: امام ترمذی رحمہ اللہ کی جامع ان کی امامت، حفظ تام اور فقیہ ہونے کی دلیل ہے لیکن امام ترمذی رحمہ اللہ حدیث قبول کرنے میں رخصت سے کام لیتے ہیں سختی نہیں کرتے اور حدیث کو ضعیف کہنے میں بھی ان میں نرمی ہے۔ ❷

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ترمذی ایسی احادیث کو صحیح قرار دیتے ہیں جن کی تصحیح پر کسی دوسرے نے ان کی موافقت نہیں کی بلکہ وہ ایسی احادیث کو بھی صحیح کہہ دیتے ہیں جیسے دوسرے محدثین نے ضعیف یا منکر کہا ہوتا ہے۔ ❸

یہاں ہم امام ترمذی رحمہ اللہ کے تساہل کے حوالے سے چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

حدیث "الصلح جائز بين المسلمين"

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی کے طریق سے بیان کیا ہے جبکہ کثیر بن عبداللہ کے بارے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ركنٌ من أركان الكذب"

امام دارقطنی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے اسے: متروک کہا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ليس بثقة.

چنانچہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ میزان الاعتدال میں کثیر بن عبداللہ کا ترجمہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"واما الترمذی فروی من حديثه: الصلح جائز بين المسلمين وصحّحه فلهذا لايعتمد العلماء على تصحيح الترمذی۔"❹

"البتہ امام ترمذی رحمہ اللہ کثیر بن عبداللہ کی حدیث: الصلح جائز بین المسلمین روایت کرتے ہیں اور اسے صحیح قرار دیتے ہیں" یہی وجہ ہے کہ علماء

❶ ميزان الاعتدال: 231/7.
❷ سير أعلام النبلاء: 276/13.
❸ الفروسية، ص: 243.
❹ ميزان الاعتدال: 407/3.

امام ترمذی کی تصحیح پر اعتماد نہیں کرتے۔"

اسی طرح یحییٰ بن یمان کا ترجمہ بیان کرتے ہوئے امام ذہبی رحمہ اللہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کی جس کے الفاظ یہ ہیں: "أن النبي ﷺ دخل قبرًا ليلا فأسرج له سراج۔"

اور فرماتے ہیں: حسنه الترمذی مع ضعف ثلاثة فيه فلا يعتبر بتحسين الترمذی۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے باوجود اس میں تین افراد کے ضعف کے حسن قرار دیا ہے لہٰذا امام ترمذی رحمہ اللہ کے حسن کہنے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔"

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کی تصحیح یا تحسین پر اعتماد اس وقت نہیں ہو سکتا جب وہ اپنے اس قول میں منفرد ہوں لیکن اگر کوئی اور محدث ان کے قول کی موافقت کر دے تو ان کی تصحیح یا تحسین قابل اعتماد اور معتبر ہوگی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کی جامع میں مصطلحات:

یہاں ہم ان اصطلاحات کو ذکر کریں گے جنہیں امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں استعمال کیا اور ان اصطلاحات کی شرح اور وضاحت امام ترمذی رحمہ اللہ کے منہج کے مطابق کیا ہوگی؟ اس بارے میں تحفۃ الاحوذی کے مؤلف نے تحفہ کے مقدمہ میں بڑی ایک تفصیلی بحث ذکر کی ہے جو کہ انتہائی مفید ہے اور یہاں ہم بطور اختصار اپنے الفاظ میں ذکر کریں گے۔

(1) فيه مقالٌ أو "في إسناده مقالٌ":

امام ترمذی یہ اصطلاح اپنی جامع میں استعمال کرتے ہیں اور ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس حدیث پر کلام ہے اور اس کی صحت محدثین کے ہاں محل نظر ہے اور امام ترمذی جب "فيه مقال" کہیں تو حدیث پر کلام ہے اور جب "في اسناده مقالٌ" کہیں تو مراد سند میں کسی راوی پر کلام ہے اور ان الفاظ سے راوی کی تضعیف کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ فی العسل فی کل عشرة أزُقٍ زِقٌ۔"

قال فی اسناده مقال ولا یصح عن النبی ﷺ فی هذا الباب کبیر شيء۔ یہ بات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: والعمل علی هذا عند أكثر أهل العلم۔

(2) ذاهب الحدیث :

یہ اصطلاح خاص طور پر راوی کی تضعیف کے بارے استعمال ہوتی ہے ذاهب الحدیث سے مراد ذاهب حدیثه ، غیر حافظ للحدیث ہے اور یہ اصطلاح ایسے راوی پر بولی جاتی ہے جو ان الفاظ کے ہم معنی اور متقارب ہو: یسرق الحدیث ، متهم بالوضع ، ساقط ، هالك۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ وصف اپنی جامع میں تین رواۃ پر بولا ہے۔

1: محمد بن الفضل بن عطیه

2: عطاء بن عجلان

3: سیف بن محمد الثوری

(3) مقارب الحدیث:

لفظ مقارب کی راء پر فتح اور کسرہ دونوں پڑھنے کے ساتھ یہ لفظ استعمال ہوتا ہے جب راء پر کسرہ پڑھا جائے یعنی اسم فاعل کے طور پر تو مراد یہ ہوگی: حدیثه مقارِبٌ لحدیث غیرِه۔

"اس راوی کی حدیث دیگر کی روایت کے قریب ہے" اور جب راء پر فتح پڑھا جائے یعنی اسم مفعول کے طور پر تو معنی یہ ہوگا: إنَّ حدیثه یقاربه حدیثُ غیرِه۔ "یعنی دیگر کی روایت اس کی روایت کے قریب ہے۔"

امام سیوطی رحمہ اللہ نے تدریب الراوی میں امام عراقی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے: محدثین کے ہاں مقارب الحدیث الفاظِ تعدیل میں شامل ہے۔

(4)شیخٌ لیس بذالك:

اگر صرف لفظ شیخ استعمال ہو تو محدثین نے اسے الفاظِ تعدیل میں شمار کیا ہے لیکن چونکہ لیس بذاك کے الفاظ جرح کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو قرینہ ہے کہ یہ راوی جرح کے زیادہ قریب ہے لہٰذا شیخ لیس بذاك سے عدالت کی بجائے جرح کی طرف زیادہ رجحان ہے۔

(5)لیس إسناده بذاك:

یہ عبارت امام ترمذی رحمہ اللہ کمزور سند پر بولتے ہیں اور "لیس إسناده بذاك" سے مراد لیس إسناده بذاك القوي۔"

(6)حدیثٌ غریبٌ من هذا الوجه:

اس سے مراد یہ ہے کہ ایک حدیث کا متن صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہو لیکن کوئی راوی اس متن کو کسی دوسرے صحابی سے بیان کرنے میں منفرد ہو تو وہ روایت اس سند کے اعتبار سے غریب ہے لیکن اپنے متن کے اعتبار سے غریب نہیں۔ امام ترمذی ایسی روایت کے لیے "حدیثٌ غریبٌ من هذا الوجه" کے الفاظ زیادہ تر استعمال کرتے ہیں۔

(7)حدیثٌ مرسلٌ:

مرسل حدیث وہ ہوتی ہے جسے تابعی رسول اللہ ﷺ سے بیان کرے اور صحابی کا ذکر نہ کرے جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ اپنی جامع میں اکثر طور پر مرسل منقطع کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

(8)حدیثٌ جیّدٌ:

جید بول کر صحیح کو مراد لیا جا سکتا ہے لیکن اکثر طور پر مضبوط اور حذاق محدثین صحیح کی بجائے جید کا لفظ کسی نکتے کی بناء پر استعمال کرتے ہیں اور وہ یہ کہ حدیث ان کے نزدیک حسن

لذاتہ کے درجے سے نکل جاتی ہے لیکن اس روایت کا صحت کے درجے تک پہنچنے میں وہ متردد ہوتے ہیں اس لیے اسے حسن لذاتہ کے درجے سے بلند اور صحت کے درجے سے کم جید کے مرتبے میں بیان کردیتے ہیں۔

(9) هذا أصحّ:

امام ترمذی رحمہ اللہ یہ جملہ اس وقت استعمال کرتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں دو حدیثیں یا دو قول ہوں اور ان میں سے ایک زیادہ صحیح اور قوی ہو تو یہ معنی عموماً مراد لیتے ہیں لیکن بسا اوقات یہی جملہ اس روایت پر بھی بول دیتے ہیں جس کے مقابلے میں روایت غیر صحیح ہو۔

(10) حديث حسن صحيح، حديث حسن غريبٌ، هذا حديث حسن غريب صحيح، صحيح غريبٌ:

امام ترمذی رحمہ اللہ اپنی جامع میں بعض احادیث پر مندرجہ بالا اصطلاحات استعمال کرتے ہیں جن کے بارے میں اہل اصطلاح کی آراء مختلف ہیں سب سے پہلے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے نزدیک حسن کی اصطلاح خاص ہے جیسا کہ اپنی جامع کے آخر میں موجود کتاب العلل میں فرماتے ہیں:

"وما قلنا في كتابنا: حديثٌ حسنٌ فإنما أردنا به حُسْنَ إسناده عندنا: كلُّ حديثٍ يُروٰى ولا يكون راويه متهمًا بكذب ويروٰى مِنْ غيرِ وجهٍ نحو ذالك ولايكونُ شاذا۔ فهو عندنا حديثٌ حسنٌ۔"

اور جس (روایت) کو ہم نے اپنی کتاب میں حدیثٌ حسنٌ کہا ہے تو اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس کی سند صرف ہمارے نزدیک حسن ہے یعنی ہر وہ مروی حدیث جس کے راوی جھوٹ سے متہم نہ ہوں اور وہ اپنے جیسے متعدد طرق سے مروی ہو شاذ نہ ہو تو وہ روایت ہمارے نزدیک حسن ہوگی۔"

اس عبارت سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے نزدیک حسن روایت کی تعریف دیگر محدثین سے مختلف ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کی حسن کہنے کی خاص اصطلاح اس حدیث پر منطبق ہوگی جس کو وہ صرف حدیث حسن کہیں اور جہاں حسن کا لفظ کسی دوسرے وصف کے ساتھ مل کر آئے تو اس وقت حسن سے مراد دیگر محدثین والی حسن مراد ہوگی۔

حسنٌ صحیحٌ : جس روایت پر یہ دونوں وصف اکٹھے استعمال ہوں تو اس وقت اس کے دو مفہوم ہوں گے۔

پہلا مفہوم :...... دونوں اوصاف کے درمیان حرف ''أو'' محذوف ماننے کی صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ آئمہ محدثین اس حدیث کے نقل کرنے والے راوی کے بارے متردّد ہیں تو جن کے نزدیک وہ راوی صدوق کے درجے میں ہے ان کے نزدیک حدیث حسن ہے اور جن کے نزدیک راوی ثقہ ہے تو ان کے نزدیک حدیث صحیح ہے۔ لہٰذا کہہ دیا حسنٌ أو صحیح یہ مفہوم تب ہوگا جب سند ایک ہوگی۔

دوسرا مفہوم :...... دونوں اوصاف کے درمیان حرف عطف ''واؤ'' محذوف ماننے کی صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ اس حدیث کا حکم اس کی دو اسناد کی وجہ سے ہے ایک سند کے اعتبار سے یہ حدیث حسن ہے اور دوسری سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔

بسا اوقات ان دو وصفوں کے جمع ہونے سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ یہ روایت حسن لذاتہ صحیح لغیرہ ہے تو تب بھی کوئی تناقص نہیں ہوگا۔

حسنٌ غریبٌ:

اس بات کی وضاحت پیچھے ہو چکی ہے کہ جہاں امام ترمذی رحمہ اللہ صرف ''حسن'' کی اصطلاح کا اطلاق کریں تو اس وقت ان کی خاص ''حسن'' مراد ہوتی ہے وگرنہ عمومی اصطلاح مراد ہوگی لہٰذا یہاں حسن باعتبار سند کے حکم کے ہے اور غریب باعتبار سند کے تفرد کے ہے لہٰذا کوئی تناقص نہ رہا۔

صحیح غریب :...... یہاں صحیح باعتبار سند کے حکم کے ہے اور غریب باعتبار سند کے متفرد ہونے کی وجہ سے لہٰذا کوئی تناقض نہیں ہے۔

حسن کی جملہ اقسام:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل اقسام کی روایات کو اپنی کتاب میں حسن کہا ہے بشرطیکہ وہ روایت شاذ نہ ہو یا پھر کسی متہم بالکذب راوی سے مروی نہ ہو:

1: جس راوی میں ضعف کی وجہ سوء حفظ ہو۔

2: وہ حدیث جو مستور راوی سے مروی ہو۔

3: جو راوی خطأ اور غلط کے وصف سے متصف ہو۔

4: وہ حدیث جو مدلس سے عنعنہ سے مروی ہو۔

5: وہ حدیث جو مختلط راوی سے مروی ہو اور وہ اختلاط کے بعد بیان کی گئی ہو۔

6: ایسی حدیث جس میں انقطاع ہو۔

یہ تمام صورتیں حسن لغیرہ روایت کی ہیں۔

أهل الرأي:...... امام ترمذی رحمہ اللہ اپنی جامع میں اہل الرأي کی اصطلاح بھی استعمال کرتے ہیں اور اس سے ان کی مراد وہ تمام علماء ہیں جن کے نزدیک دلیل عقلی یا نظری فقہی مسائل میں ترجیح پاتی ہو۔ خواہ ان علماء کا تعلق خاص طور پر حنفی مذہب سے ہو یا عمومی طور پر دیگر مذاہب سے۔

أهل كوفه :...... اس کی مراد علماء نے مختلف بیان کی ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس سے مراد اہل رای مذہب حنفی اور خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مراد لیے جاتے ہیں۔ بسا اوقات کوفہ میں مدرسہ اہل الحدیث کے علماء جیسا کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ وغیرہ بھی مراد ہوتے ہیں۔

جامع ترمذی کی شروحات:

اللہ تعالیٰ نے امام ترمذی رحمہ اللہ کی جامع کو علم حدیث کی دنیا میں بڑی مقبولیت عطا

فرمائی اور اہل علم نے شروحات، مختصرات اور تہذیب کے انداز میں اس پر بہت سی خدمات سر انجام دیں حتی کہ شروحات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو جامع صحیح بخاری کے بعد جس کتاب پر سب سے زیادہ شروحات لکھی گئیں وہ جامع ترمذی ہے حتی کہ الشیخ العلامہ محمد عبدہ الفلاح الفیروز پوری رحمہ اللہ نے جامع ترمذی پر لکھی جانے والی اکیس (21) شروحات ذکر کی ہیں ذیل میں ہم ان میں سے چند کا اختصار سے نام ذکر کرتے ہیں۔

(1) عارضة الأحوذی فی شرح جامع الترمذی:

الحافظ ابو بکر ابن العربی المالکی رحمہ اللہ۔

(2) شرح جامع الترمذی:..... الحافظ ابو القاسم البغوی رحمہ اللہ۔

(3) النفح الشذی فی شرح جامع الترمذی:..... الحافظ ابن سید الناس رحمہ اللہ

نوٹ: ..... امام ابن سید الناس اس کو مکمل نہ کر سکے ان کے بعد حافظ عراقی رحمہ اللہ نے اسے مکمل کرنا چاہا لیکن وہ بھی مکمل نہ کر سکے پھر ان کے بیٹے ابو زرعہ عراقی رحمہ اللہ نے اس کو مکمل کیا۔

(4) شرح الترمذی:..... الحافظ زین الدین عبدالرحیم العراقی رحمہ اللہ۔

(5) شرح الترمذی:..... الحافظ ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ۔

(6) شرح جامع الترمذی:..... الحافظ سراج الدین البلقینی الشافعی رحمہ اللہ۔

(7) شرح زوائد الترمذی علی الصحیحین وأبی داود:

الحافظ ابن الملقن رحمہ اللہ۔

(8) قوت المغتذی علی جامع الترمذی:

الحافظ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ۔

(9) شرح جامع الترمذی:..... الشیخ سراج أحمد السرهندی رحمہ اللہ۔

(10) شرح جامع الترمذی:..... الشیخ محمد بن الطیب السندی رحمہ اللہ۔

(11) العرف الشذی علی جامع الترمذی:..... الشیخ محمد أنور شاہ

الکشمیری رحمہ اللہ۔

(12)الطیب الشذی فی شرح الترمذی:

الشیخ إشفاق الرحمن کاندھلوی رحمہ اللہ۔

(13)تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی:......

الشیخ محمد عبدالرحمن ابن عبدالرحیم المبارکفوری رحمہ اللہ۔

(14)جائزۃ الاحوذی فی التعلیقات علی سنن الترمذی:

العلامۃ الحافظ ابو النصر ثناء اللہ بن عیسیٰ خان المدنی رحمہ اللہ۔

جامع ترمذی پر مختصرات:

صاحب کتاب "کشف الظنون" نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جامع ترمذی پر جتنی بھی مختصرات لکھی گئی ہیں وہ سب مخطوطات کی شکل میں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(1)مختصر الجامع:

نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی المعروف بابن الصرصری رحمہ اللہ۔

(2)مختصر الجامع:......الشیخ محمد بن عقیل البالسیّ الشافعی رحمہ اللہ۔

(3)الکوکب المضي المنتزع من جامع سنن الترمذی:

الشیخ یحییٰ بن حسن ابن أحمد۔

(4)مختصر سنن الترمذی:

ابو الفضل تاج الدین محمد بن عبدالمحسن القلعی رحمہ اللہ۔

باب 5

فصل: 1

سیرت امام نسائی رحمہ اللہ

نام ونسب:

آپ کا نام الامام احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار الخراسانی، النسائی۔
آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن اور نسائی نسبت ہے نَسَا بستی کی طرف جہاں آپ کی ولادت ہوئی۔

ولادت:

آپ کی سن ولادت میں اہل علم کے مابین اختلاف ہے۔

- قال ابوبكر بن المأمون سمعت أبابكر بن الامام الدمياطى يقول لأبى عبدالرحمٰن النسائى: وُلِدتُّ فى سنة أربع عشر ومئتين۔ ففى أي سنة ولدتَ يا ابا عبدالرحمٰن؟ فقال: يُشبه أن يكون فى سنة خمس عشرة (ومائتين) لأنّ رحلتي إلى قتيبة كانت فى سنة ثلاثين ومائتين فأقمت عنده سنة وشهرين۔ [1]

"ابوبکر بن مامون کہتے ہیں کہ میں نے امام دمیاطی کے بیٹے ابوبکر سے سنا کہ انہوں نے امام ابوعبدالرحمٰن نسائی سے کہا: میں سن 214 میں پیدا ہوا آپ کس سن میں پیدا ہوئے؟ تو انہوں نے کہا: تقریباً سن 215 ہجری میں کیونکہ میرا سفر امام

[1] بغية الراغب، ص: 98.

قتیبہ بن سعید کی طرف سن 230ھ میں ہوا، میں ان کے پاس ایک سال 2 ماہ تک ٹھہرا۔"

اس منقول سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

1: آپ کی سن ولادت 215ھ ہے۔

2: آپ کا طلب حدیث کے لیے پہلا سفر سن 230ھ میں ہوا۔

3: آپ سب سے پہلے امام قتیبہ کے پاس گئے۔

4: آپ کی عمر اس وقت 15 سال تھی۔

5: آپ ان کے پاس ایک سال اور دو ماہ ٹھہرے۔

- عن أبي سعيد بن يونس –تلميذ الامام النسائي– أنه قال: رأيت بخطي في مُسوّدتي أن مولد الامام النسائي "بِنَسا" سنة مائتين وخمسة عشر أو أربعة عشر۔

"ابوسعید بن یونس جو کہ امام نسائی کے شاگرد ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے مسودہ میں اپنے ہاتھ سے لکھی تحریر دیکھی کہ امام نسائی نَسا بستی میں سن 214 یا 215 ہجری میں پیدا ہوئے۔"

جامع الاصول کے مقدمہ میں اور امام سیوطی رحمہ اللہ کی حسن المحاضرۃ میں مذکور ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ کی ولادت سن 225ھ میں ہوئی۔

لیکن یہ بات صحیح نہیں یہ تاریخ یا طباعت کی غلطی ہے کیونکہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب طبقات الحفاظ میں امام نسائی کی تاریخ پیدائش 215 ہجری ذکر کی ہے۔

امام ابن حجر رحمہ اللہ نے امام صفدی رحمہ اللہ کی کتاب الوافی بالوفیات پر تجرید الوافی بالوفیات کے نام سے کتاب لکھی اس میں امام نسائی رحمہ اللہ کی تاریخ پیدائش 225ھ ہے لیکن امام سخاوی رحمہ اللہ نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے: هو غلطٌ جزمًا إما من الناسخ أو غيره۔

لہٰذا راجح اور صحیح بات یہی ہے کہ امام نسائی 215ھ میں پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم

نَسا شہر:

نَسا نام کے چار شہر ہیں:

(1) خراسان میں (2) فارس میں (3) ھمذان میں (4) کرمان میں۔

البتہ امام نسائی رحمہ اللہ کی نسبت جس نَسا شہر کی طرف ہے وہ خراسان کا شہر ہے اور یہ خراسان کی شمال مغربی حدود پر واقع ہے جو کہ خوارزم سے متصل ہے۔ سَرَخس سے نَسا دو دن کی مسافت پر واقع ہے جبکہ مرو سے پانچ دن کی اور نیساپور سے چھ یا سات دن کی مسافت پر واقع ہے۔ ❶

اس وقت نسا شہر کا وجود نہیں ہے البتہ ترکمانستان ریاست کے دارالخلافہ عشق آباد کی مغربی سمت چھ میل کے فاصلے پر اس کے کچھ آثار موجود ہیں۔

وجہ تسمیہ:

امام سمعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس شہر کا نام نَسا یہاں اسلام کی ابتداء کے وقت رکھا گیا اور وہ اس طرح کہ جب مسلمان لشکر یہاں پہنچے تو اس علاقے میں مرد موجود نہیں تھے عورتیں مقابلے کے لیے آئیں تو عرب مجاہدین نے ان سے لڑائی نہ کی اور عورتوں کی وجہ سے اس بستی کو چھوڑ دیا اور ان کے مردوں کے واپس لوٹنے پر اسے فتح کیا پھر امام سمعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إنما سُمِّيت "نَسَا" لأن النساء كانت تحارب دون الرجال"❷

ابتدائی تعلیم:

جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ طلب حدیث کے لیے 15 سال کی عمر میں اپنے شہر سے روانہ ہوئے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ چھوٹی عمر میں ہی حصول علم کے

---

❶ معجم البلدان: 385/4.   ❷ الأنساب للسمعاني رحمہ اللہ: 483/5.

لیے مصروف ہو گئے تھے یہ بات سلف کے ہاں طے شدہ ہے کہ وہ اپنے اہل بلد سے علم وفیض حاصل کرنے کے بعد شہر سے باہر دور دراز کے مراکز علمیہ کی طرف سفر طے کرتے امام نسائی بھی ان محدثین میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنے علاقے کے مشائخ سے پہلے علوم وفنون سیکھے چنانچہ آپ نے نسا کے مشہور مسند محدث حُمید بن مخلد بن زنجویہ رحمہ اللہ (ت 244ھ)، عمار بن الحسن (ت 242ھ) اور عمرو بن منصور النسائی رحمہم اللہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اس سے پہلے آپ صغرسنی میں ہی قرآن کریم حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف علوم وفنون کے ابتدائی متون یاد کر چکے تھے۔ لہٰذا آپ نے اپنے نسا کے مندرجہ بالا مشائخ سے سماع حدیث کرنے کے بعد اس قابل ہو گئے کہ اپنے علاقے سے باہر نکل کر دیگر مراکز علمیہ سے بھی علم حاصل کریں۔

طلب حدیث کے لیے سفر:

امام نسائی رحمہ اللہ نے طلب حدیث کے لیے سفر کی ابتداء 15 سال کی عمر میں کی اور اپنے شہر نسا سے روانہ ہوئے یہ سن 230ھ کی بات ہے آپ سب سے پہلے جس شہر کی طرف عازم سفر ہوئے وہ بلخ ہے۔

بلخ:

امام نسائی رحمہ اللہ سب سے پہلے بلخ کی طرف روانہ ہوئے اور بلخ کے مشہور محدث امام قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ (ت 240ھ) سے حدیث کا سماع کیا آپ نے یہاں ایک سال اور دو ماہ قیام کیا اور یہاں کے دیگر محدثین سے بھی حدیث حاصل کی جو مندرجہ ذیل ہیں:

1: سلیمان بن سلم البلخی رحمہ اللہ (ت 238ھ)

2: ابراهیم بن یوسف بن میمون رحمہ اللہ (ت 240ھ)

3: یحیی بن موسی بن عبدربه (ت 240ھ)

بلخ سے علم حدیث حاصل کرنے کے بعد آپ نے خراسان کے دیگر شہروں کا چکر لگایا

اور مرو روانہ ہوئے۔

مَرْو:

امام نسائی بلخ سے خراسان کے مشہور شہر مرو کی طرف روانہ ہوئے جو کہ اس وقت کبار محدثین سے بارونق تھا اور اطراف عالم سے علماء طلباء کی توجہ کا مرکز تھا۔ چنانچہ آپؒ نے یہاں کے مندرجہ ذیل کبار محدثین سے حدیث کا سماع کیا:

1: محمد بن النضر بن مساور رحمہ اللہ (ت235ھ)

2: احمد بن محمد بن موسیٰ مردویہ رحمہ اللہ (ت235ھ)

3: محمود بن غیلان العدوی رحمہ اللہ (ت239ھ)

4: سوید بن نصر المروزی رحمہ اللہ (ت240ھ)

5: الحسین بن حریث المروزی رحمہ اللہ (ت244ھ)

نیساپور:

مرو کے مشائخ سے کسب فیض پانے کے بعد آپ نے خراسان کے دوسرے مشہور شہر نیساپور کی طرف رخ کیا اور یہاں مندرجہ ذیل مشہور محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔

1: اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ (ت237ھ)

2: الحسین بن منصور السلمی رحمہ اللہ (ت237ھ)

3: عبید اللہ بن سعید النیسابوری رحمہ اللہ (ت241ھ)

4: محمد بن رافع النیسابوری رحمہ اللہ (ت245ھ)

5: احمد بن حفص السلمی رحمہ اللہ (ت258ھ)

بغداد:

الشیخ الشریف حاتم بن عارف العونی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تسمیۃ مشائخ الامام النسائی میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ سن 240ھ سے پہلے عراق آئے اور عراق

کے مشہور شہر بغداد پہنچے اور یہاں کے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا بغداد کے آپ کے مشہور مشائخ مندرجہ ذیل ہیں:

1: احمد بن منیع رحمہ اللہ (ت 244ھ)

2: یعقوب بن ابراھیم الدورقی رحمہ اللہ (ت 252ھ)

3: عبید اللہ بن سعد البغدادی رحمہ اللہ (ت 260ھ)

4: عباس بن محمد الدوری رحمہ اللہ (ت 271ھ)

بصرہ:

بغداد کے مشائخ سے حدیث کا سماع کرنے کے بعد آپ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے اور بصرہ کے مندرجہ ذیل مشائخ سے احادیث اُخذ کیں:

1: محمد بن عبدالاعلی البصری رحمہ اللہ (ت 245ھ)

2: نصر بن علی الجهضمی رحمہ اللہ (ت 250ھ)

3: محمد بن المثنی البصری رحمہ اللہ (ت 252ھ)

4: محمد بن بشار بندار رحمہ اللہ (ت 252ھ)

1: محمد بن عثمان بن ابی صفوان الثقفی رحمہ اللہ (ت 252ھ)

کوفہ:

بصرہ کے مشائخ سے حدیث حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے عراق کے تیسرے مرکز علم وعرفان یعنی کوفہ کی طرف بھی سفر طے کیا اور یہاں کے مندرجہ ذیل مشائخ سے حدیث کا سماع کیا:

1: هناد بن السری رحمہ اللہ (ت 243ھ)

2: محمد بن العلاء بن کریب رحمہ اللہ (ت 247ھ)

3: القاسم بن زکریا بن دینار رحمہ اللہ (ت 250ھ)

4: محمد بن عبید الکوفی ؒ (ت 251ھ)

5: ھارون بن اسحاق الکوفی ؒ (ت 258ھ)

حران:

عراق کے مراکز علمیہ سے حدیث کا سماع کرنے کے بعد امام نسائی ؒ نے جزیرہ عرب کے دیگر شہروں کی طرف سفر کیا جو کہ شمالی عراق کا علاقہ بنتا ہے جزیرہ کے شہر حران، موصل، اور رقہ وغیرہ ہیں یہاں ہم امام نسائی ؒ کے حران کے مشہور مشائخ کا ذکر کرتے ہیں۔

1: عمرو بن ھشام الحرانی ؒ (ت 245ھ)

2: احمد بن حرب الموصلی الحرانی ؒ (ت 263ھ)

3: عبدالحمید بن محمد ؒ (ت 266ھ)

4: ابو داود سلیمان بن سیف الحرانی ؒ (ت 272ھ)

بلادِ شام: ......بلاد جزیرہ کے مشائخ سے کسب علم کرنے کے بعد آپ نے بلاد شام کا رخ کیا اور وہاں کے مشائخ سے حدیث اُخذ کی آپ بلاد شام میں 240ھ کے لگ بھگ آئے اور شام کے مشہور علمی مراکز پہنچے اور وہاں کے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا شام کے مشہور علمی مراکز درجہ ذیل ہیں:

دمشق:

دمشق اس وقت علم وفضل اور کبار مشائخ کا مسکن سمجھا جاتا تھا چنانچہ امام نسائی ؒ بھی اس شہر میں آئے اور اس وقت کے کبار محدثین سے حدیث اخذ کی آپ کے مشہور مشائخ یہ ہیں:

1: ھشام بن عمار الدمشقی ؒ (ت 244ھ)

2: عمران بن خالد الدمشقی ؒ (ت 244ھ)

3: عبدالرحمن بن ابراھیم دحیم ؒ (ت 245ھ)

4: ابراھیم بن یعقوب الدمشقی ؒ (ت 256ھ)

5: محمد بن اسماعیل بن ابراھیم رحمہ اللہ (ت264ھ)

حمص:

بلاد شام میں سے ایک مشہور شہر حمص بھی ہے امام نسائی رحمہ اللہ کا طلب حدیث کے لیے اس شہر میں بھی آنا ہوا۔ آپ نے یہاں ایک لمبا عرصہ قیام کیا بلکہ ایک عرصہ تک حمص میں قاضی کے عہدہ پر فائز رہے جیسا کہ امام ابو عوانہ رحمہ اللہ اپنی صحیح میں ایک حدیث ذکر کرتے ہوئے سند کی ابتداء یوں کرتے ہیں:

"حدثنا احمد بن شعیب النسائی قاضی حمص ، حدثنا محمد بن قدامه ....الخ۔"

امام نسائی رحمہ اللہ کے حمص کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں:

1: عمرو بن عثمان الحمصی رحمہ اللہ (ت250ھ)

2: کثیر بن عبید المذحجی رحمہ اللہ (ت250ھ)

3: محمد بن خالد الکلاعی رحمہ اللہ (ت270ھ)

حلب:

شام کے سفر میں امام نسائی رحمہ اللہ حلب بھی پہنچے اور یہاں کے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا آپ کے حلب کے اساتذہ یہ ہیں:

1: عبدالرحمن بن عبید اللہ الحلبی رحمہ اللہ

2: ابو الفضل بن العباس بن ابراھیم الحلبی رحمہ اللہ

المِصِّیصَة:

امام نسائی رحمہ اللہ نے مصیصہ شہر کے علماء سے حدیث اُخذ کی آپ نے یہاں کے مشہور قاضی اُحمد بن عبداللہ بن اُبی الضاء رحمہ اللہ سے بھی حدیث کا سماع کیا آپ کے مصیصہ کے چند مشائخ یہ ہیں:

1: الحسن بن اسماعیل المجالدی رحمہ اللہ (ت240ھ)

2: محمد بن قدامہ المصیصی رحمہ اللہ (ت250ھ)

3: یوسف بن سعد المصیصی رحمہ اللہ (ت271ھ)

4: ابراھیم بن الحسن رحمہ اللہ (غیر مذکور)

بیت المقدس:

امام موصوف رحمہ اللہ طلب حدیث کے لیے اُرض مقدس بھی پہنچے آپ نے یہاں کے مشہور محدث محمد بن عبداللہ الخلنجی رحمہ اللہ سے حدیث کا سماع کیا اور اپنی سنن صغریٰ میں ان سے پانچ روایات بیان کی ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ بلادشام کے رحلات سے فارغ ہوکر عازم حج ہوئے اور بلاد حرمین کی طرف روانہ ہوئے، فریضہ حج ادا کیا اور مکہ مدینہ کے محدثین سے کسب فیض کیا۔

مکہ المکرمہ:...... امام نسائی رحمہ اللہ نے جہاں دیگر اسلامی شہروں کی طرف طلب حدیث کے لیے سفر کیے وہاں آپ نے اُرض حجاز مکہ اور مدینہ کی طرف بھی سفر کیا، آپ کے مکہ کے چند مشہور مشائخ مندرجہ ذیل ہیں:

1: محمد بن مصفی بن بھلول القرشی رحمہ اللہ (ت246ھ)

2: محمد بن زنبور المکی رحمہ اللہ (ت248ھ)

3: سعید بن عبدالرحمن المخزومی رحمہ اللہ (ت249ھ)

4: محمد بن منصور الخزاعی رحمہ اللہ (ت250ھ)

مدینہ نبویہ:

جس طرح آپ نے مکہ مکرمہ کے مشائخ سے سماع کیا اسی طرح آپ مدینہ نبویہ آئے اور یہاں کے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا۔ آپ کے مدینہ کے مشائخ میں سے صرف ایک کے بارے میں اہل سیر نے نام سے صراحت کی ہے اور وہ ہیں الحسن بن داود المنکدری رحمہ اللہ (ت247ھ)

مصر:

امام نسائی رحمہ اللہ ارض حجاز کے محدثین سے سماع حدیث کے بعد مصر کی طرف روانہ ہوئے یہ 244 ہجری کے لگ بھگ کی بات ہے آپ نے مصر کے مشائخ سے سماع کیا پھر عرصہ دراز تک مصر میں ہی قیام کیا اور اہل مصر آپ کے علم وفضل سے مستفید ہوتے رہے آپ مصر میں ایک عرصہ تک قاضی بھی رہے۔ آپ کے مصری مشائخ چند یہ ہیں:

1: عیسیٰ بن حماد زغبہ رحمہ اللہ (ت248ھ)

2: محمد بن سلمہ المرادی رحمہ اللہ (ت248ھ)

3: عبدالملک بن شعیب رحمہ اللہ (ت248ھ)

4: احمد بن عمرو المصری رحمہ اللہ (ت250ھ)

5: الحارث بن مسکین رحمہ اللہ (ت250ھ)

6: یونس بن عبدالأعلیٰ رحمہ اللہ (ت264ھ)

آپ نے مصر میں قیام کے دوران بھی اپنے علمی اسفار کا سلسلہ منقطع نہیں کیا بلکہ بعض اہل سیر نے ذکر کیا ہے آپ نے سن 283ھ میں مصر سے طرسوس روانہ ہوئے۔ امام نسائی رحمہ اللہ اپنی وفات سے چند ماہ قبل تک مصر میں ہی رہائش پذیر رہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ کا عقیدہ:

امام نسائی رحمہ اللہ عقیدہ کے اعتبار سے کتاب وسنت اور منہج سلف پر قائم تھے، اور اس بات کی سب سے بڑی دلیل ان کی شہرہ آفاق تصانیف ہیں۔

امام ابوعلی نیساپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الامام فی الحدیث بلا مدافعه أبو عبدالرحمن النسائی "بلا نزاع حدیث کے امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمہ اللہ ہیں۔"

حافظ ابن نقطہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام نسائی مسلمانوں کے آئمہ میں سے ہیں۔

آپ کے ایک متفق علیہ شخصیت ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ آئمہ ناقدین جنھوں نے

رجال پر لکھا ہے سب نے آپ کی توثیق بیان کی ہے اور آپ کی رفعت شان، عظمت اور امامت کا اعتراف کیا ہے۔

آئمہ محدثین نے رجال حدیث کے بارے آپ کے اقوال قبول کیے ہیں جو کہ آپ کی مقبولیت اور علمی صلاحیت کی دلیل ہے۔

ایک اعتراض:

اہل علم کی ایک جماعت نے امام نسائی رحمہ اللہ کے بارے لکھا ہے "کان متشیعًا" امام نسائی شیعہ تھے۔

- امام ابن خلکان نے اپنی کتاب "الوفیات" میں لکھا ہے: "کان یتشیع" [1]
- شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وتشیع بعض اھل العلم بالحدیث کالنسائی ...... [2]
- امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فیه قلیل تشیع وانحراف عن خصوم الامام علي کمعاویة و عمرو والله یسامحه۔"

شیعہ کہنے کے اسباب:

(1)...... امام نسائی کو شیعہ کہنے کا سبب بعض اہل علم یہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خصائص علی رضی اللہ عنہ کتاب لکھی جس کی وجہ سے انہیں شیعہ کہا گیا۔

(2)...... امام نسائی رحمہ اللہ کو شیعہ کہنے کا سبب بعض اہل علم یہ ذکر کرتے ہیں کہ امام نسائی رحمہ اللہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: "أ لا یَرضی معاویه رأسًا برَأسٍ حتی یفضل؟" ان الفاظ کے تاثرات سے بعض نے ان کو شیعہ کہہ دیا۔

---

[1] الوفیات: 77/1.
[2] منهاج السنة: 373/7.

اعتراض کے جوابات:

پہلا جواب:......اہل السنۃ کا عقیدہ یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل ابو بکر، پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان اور چوتھے نمبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں اور خلافت کی ترتیب پہلے ابو بکر، پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں اور قدیم علماء کے نزدیک تشیع کا اطلاق اس شخص پر کیا جاتا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان پر فضیلت میں مقدم کرتا نہ کہ خلافت کے اعتبار سے۔

اہل سنت کے ہاں جو خلافت میں کسی ایک کو مقدم یا مؤخر کرے تو یہ گمراہی ہے اور اہل سنت کے اصول سے انحراف ہے البتہ شیخین ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان یا حضرت علی رضی اللہ عنہما میں سے کسی کو فضیلت میں مقدم کرنا اہل سنت کے ہاں گمراہی نہیں ہے۔

دوسرا جواب:......امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب خصائص علی رضی اللہ عنہ کا سبب تالیف یوں بیان کیا ہے: "دخلتُ دمشق والمنحرف عن علي بها كثير فصنفتُ كتاب "الخصائص رجاءَ أن يهديهم الله"۔

معلوم ہوا کہ امام نسائی رحمہ اللہ کا اس کتاب کی تالیف سے مقصد امت کی بھلائی اور اس ٹیڑھ پن کو درست کرنا تھا، جو پیدا ہو چکا تھا لہٰذا امام صاحب نے شیعت کی ترویج کے لیے نہیں لکھی۔

تیسرا جواب:......حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے امام نسائی رحمہ اللہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے جواب پر تعلیق پیش کرتے ہوئے کہا "یہ حکایت امام نسائی رحمہ اللہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے برے اعتقاد پر دلیل نہیں بلکہ یہ تو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے کسی قسم کی کلام سے گریز کیا جائے۔ پھر مزید حافظ ابن عساکر اپنی سند سے امام ابو الحسن علی بن محمد القابسی رحمہ اللہ سے بیان کرتے کہ انہوں نے ابو علی الحسن بن ابی ہلال سے سنا کہ امام ابو عبدالرحمن نسائی رحمہ اللہ سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان صحابی رسول کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے یوں فرمایا: اسلام ایک ایسے گھر کی مانند ہے جس کا

دروازہ ہو اور اسلام کا دروازہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں تو جس نے صحابہ کو تکلیف دی درحقیقت اس نے اسلام کو بگاڑنے کا ارادہ کیا جیسے کوئی شخص گھر میں داخل ہونے کے لیے دروازے پر دستک دے تو جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تکلیف دینے کا ارادہ کیا تو گویا اس نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو تکلیف دینا چاہی ہے۔ ❶

چوتھا جواب: ...... امام نسائی رحمہ اللہ نے جب "مناقب الصحابة" اپنی کتاب تالیف کی تو ان کے مناقب ذکر کرتے وقت اسی ترتیب کو مدنظر رکھا ہے جو ترتیب خلافت کے لحاظ سے ہے مثلاً انہوں نے یوں عنوان قائم کیے:

كتاب المناقب: مناقب أصحاب رسول الله ﷺ من المهاجرين والانصار والنساء۔

1: فضل أبي بكر الصديق رضی اللہ عنہ

2: فضل أبي بكر و عمر رضی اللہ عنہما

3: فضل ابي بكر و عمر وعثمان رضی اللہ عنہم

4: فضل علي رضی اللہ عنہ

یہ ترتیب اس بات کی دلیل ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خلافت اور علم و فضل میں سلف کے منہج اور عقیدے کے مطابق ہی سمجھتے تھے۔

پانچواں جواب: ...... امام نسائی رحمہ اللہ کا یہ کہنا "آلا يرضى معاويه رأسا برأس حتى يُفَضَّل"۔

یہ اس شخص کے جواب میں تھا جس نے ان سے سوال کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کریں تا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ثابت ہوں۔

تو اس پر امام نسائی رحمہ اللہ نے بایں الفاظ جواب دیا جو کہ اہل سنت کے مذہب کے عین مطابق ہے کہ سب سے افضل صحابہ خلفائے راشدین اربعہ ہیں پھر باقی صحابہ ہیں تو حضرت

❶ تهذيب الكمال: 339/1۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کو کیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برابر کیا جائے جبکہ حضرت معاویہ آخر میں اسلام لانے والے صحابہ میں سے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے، پھر عشرہ مبشرہ میں سے بھی ہیں، پھر اہل بدر اور بیعت رضوان والوں میں بھی شامل ہیں۔

چھٹا جواب:...... وہ تشیع جسے علماء ذکر کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فوقیت اور فضیلت دینا نہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ پر فضیلت دینا۔

جبکہ امام نسائی رحمہ اللہ سے نہ تو کبھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے کوئی ایسی بات مذکور ہے اور نہ ہی انہوں نے کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کوئی فوقیت یا فضیلت دی۔

۔ لہٰذا ان تمام جوابات کی روشنی میں یہی بات صحیح ہے کہ امام نسائی سنی اور سلفی عقیدہ کے متحمل تھے اور ان کو متشیع کہنا کسی بھی لحاظ سے درست نہیں، واللہ اعلم۔

امام نسائی کا مذہب:

امام نسائی رحمہ اللہ اپنے مسلک اور مذہب کے اعتبار سے کسی خاص شخصی مذہب کی طرف مائل نہ تھے بلکہ آپ مسلک اور مذہب کے اعتبار سے اہل الحدیث کے مذہب پر تھے اور دلیل کے پیش نظر اپنا نقطہ نگاہ رکھتے خواہ وہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق ہو یا امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب کے یا امام مالک رحمہ اللہ یا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے۔ لیکن خاص مسئلہ کے پیش نظر کسی امام سے موافقت کی بناء پر آپ کو شافعی یا حنبلی یا مالکی یا حنفی کہنا کسی بھی لحاظ سے درست نہیں بلکہ یہ ان کے بارے ناانصافی ہوگی۔

طبقات شافعیہ میں علامہ سبکی رحمہ اللہ نے امام نسائی رحمہ اللہ کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد آپ کو شافعی المسلک کہا ہے۔ اسی طرح آپ کی کتاب مناسک الحج جو کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کے مطابق ہے جس کی بناء پر علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ نے آپ کے شافعی المسلک ہونے کا شائبہ ذکر کیا ہے جبکہ ان وجوہات کی بناء پر آپ کو شافعی نہیں کہا جاسکتا۔ دوسری طرف امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے آپ کو حنبلی ظاہر کیا ہے جبکہ درحقیقت ایسا نہیں آپ تو خود مجتہد

تھے بات صرف یہ ہے کہ آپ کا اجتہاد بسااوقات امام شافعی رحمہ اللہ کے موافق ہوتا اور کبھی دوسرے فقہاء کے موافق۔

علامہ الجزائری فرماتے ہیں:

"واما مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه وابن خزیمة وابو یعلی والبزار ونحوهم فهم علی مذهب أهل الحدیث لیسوا مقلدین لواحد بعینه من العلماء ولا هم من الائمة المجتهدین علی الاطلاق بل یمیلون إلی قول آئمة الحدیث ، کالشافعی ، وأحمد واسحق وأبی عبید وأمثالهم۔"❶

"البتہ امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلی اور امام بزار اور ان جیسے، وہ سب اہل حدیث کے مذہب پر تھے علماء میں سے کسی خاص فرد کے مقلد نہیں تھے اور نہ ہی مطلق طور پر آئمہ مجتہدین میں سے تھے بلکہ وہ آئمہ حدیث امام شافعی، احمد، اسحاق، ابوعبید اور ان جیسے دوسرے محدثین کے اقوال کی طرف میلان رکھتے تھے۔"

امام ابن حزم یوں فرماتے ہیں:

"ثم أتی بعد هؤلاء البخاری و مسلم وابوداود والنسائی...... مامنهم أحدٌ أتی یامامٍ فأخذ بقوله فتقلّد به بل کل هؤلاء نهی عن ذالك وأنکره۔"❷

پھر ان کے بعد بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ جیسے آئے ......ان میں سے کسی ایک نے بھی کسی خاص امام کے قول کو نہیں پکڑا کہ اس کی تقلید کرتا بلکہ ان سب نے اس تقلید سے منع کیا اور اسے برا سمجھا۔

لہٰذا راجح بات یہی ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ محدثین، اہل حدیث کے مذہب پر تھے اور کسی

❶ توجیه النظر ، ص: 185 . ❷ هدایة السائل ، ص: 534 .

خاص مذہب کے پیروکار یا مقلد نہیں تھے بلکہ وہ دلیل کے مطابق مائل ہونے والے تھے، خواہ وہ کسی مذہب کے موافق ہو یا نہ ہو۔

امام نسائی رحمہ اللہ کے اوصاف:

امام نسائی رحمہ اللہ کا شمار ان اہل علم میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دین اور دنیا دونوں کا وافر حصہ عطا کر رکھا تھا آپ زَادَہ بسطة فی العلم والجسم کا بہترین مصداق تھے آپ خوبصورت چہرہ سرخ سفید رنگ، چہرے پر تازگی اور پر رُعب شخصیت کے مالک تھے۔

- ابوبکر محمد بن موسیٰ الہاشمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبدالرحمن نسائی رحمہ اللہ سبز رنگ کے ٹھنڈے نُوبی کپڑے کا لباس پسند کرتے اور فرماتے یہ نباتات کے سبزی رنگ کو دیکھنے کے مترادف ہے تاکہ قوت بصارت مضبوط ہو۔
- آپ اپنے لیے شاہانہ لباس اور اچھی خوراک کا بندوبست کرتے اور اکثر خصی مرغ کھاتے۔ آپ کی چار بیویاں تھیں اس کے علاوہ اپنے لیے باندیوں کا بھی بندوبست کرتے۔ اور ان کے لیے بھی آزاد عورتوں کی طرح باری مقرر کرتے۔
- امام نسائی رحمہ اللہ باوجود کثرت مال کے زہد وتقویٰ اور ورع میں بھی مشہور تھے آپ صوم داودی پر عمل کرنے والے تھے۔ اہل مصر کے مشائخ آپ کی دن رات کی شدت عبادت اور سنت پر قائم و دائم رہنے کے معترف تھے جیسا کہ محمد بن مظفر الحافظ بیان کرتے ہیں:

"سمعت مشايخنا بمصر يصفون اجتهاد النسائي في العبادة بالليل والنهار۔" [1]

- آپ کے اُوصاف میں سے ایک خاص وصف یہ بھی تھا کہ آپ میں خودداری کوٹ کوٹ کر بھری تھی سلاطین آپ کو اپنی مجالس میں مدعو کرنے میں فخر محسوس کرتے لیکن آپ ان

[1] تهذيب الكمال: 334/1.

کی مجالس سے احتراز کرتے اور کنارہ کشی اختیار کرتے۔

- آپ اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرنے والوں میں سے تھے خصوصا مسلمانوں کو آزاد کرانے اور ان کا فدیہ ادا کرنے میں آپ ایک مثال تھے۔

اہل علم کے ہاں مقام:

امام نسائی رحمہ اللہ کا شمار اپنے زمانے کے کبار علماء محدثین میں سے ہوتا ہے آپ فقہ و حدیث دونوں میں بڑی دسترس رکھتے تھے آپ نے طلب حدیث کے لیے اُطراف عالم کا سفر طے کیا اور محدثین مشائخ کی ایک بہت بڑی تعداد سے استفادہ کیا۔

آپ حفظ حدیث کے لحاظ سے حفاظ متقنین میں شمار ہوتے ہیں اور معرفۃ علل جو کہ ایک مشکل اور پیچیدہ علم ہے اور بہت کم علماء اس فن کے شہسوار ہوتے ہیں آپ کو اس علم میں ایک بڑا مقام حاصل تھا جس کی گواہی امام دارقطنی جیسے علل کے امام نے بھی دی ہے۔

اسی طرح امام نسائی رحمہ اللہ کا شماران محدثین میں سے ہوتا ہے جن کے اقوال کو جرح و تعدیل میں معتمد سمجھا گیا ہے اور آپ جرح و تعدیل کے آئمہ میں شمار ہوتے ہیں۔

یہاں ہم ان کے علمی مقام و مرتبہ کے بارے اہل علم کے چند اقوال پیش کرتے ہیں:

- امام نسائی رحمہ اللہ کے شاگرد ابو علی نیساپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رأيتُ من آئمة الحديث أربعةً في وطني وأسفاري: اثنان منهم بنيسابور محمد بن اسحاق وابراهيم بن أبي طالب وابو عبدالرحمٰن بمصر و عبدان بالأهواز۔"[1]

''میں نے اپنے وطن اور اپنے سفروں میں آئمہ حدیث میں سے چار بڑے امام دیکھے ان میں سے دو نیساپور کے یعنی محمد بن اسحاق اور ابراہیم بن أبی طالب اور مصر میں ابو عبدالرحمٰن نسائی اور اہواز میں عبدان رحمہم اللہ۔''

[1] تهذيب الكمال: 334/1۔

اور مزید فرماتے ہیں: وكان من آئمة المسلمين۔

اور امام نسائی مسلمانوں کے آئمہ میں سے ہیں۔

❁ امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ابوعبدالرحمٰن مقدّم على كل من يذكر بهذا العلم من أهل عصره" ❶

''امام ابوعبدالرحمٰن اپنے زمانے کے ہر اس شخص سے مقدم ہیں جو اس علم (علم حدیث) سے منسلک ہے۔''

مزید یوں فرماتے ہیں:

"كان ابو عبدالرحمن أفقهَ مشايخ مصر في عصره وأعرفَهم بالصحيح والسقيم من الآثار وأعلمهم بالرجال فلما بلغ هذا المبلغ حسدوه فخرج إلى الرملة.........." ❷

''امام ابوعبدالرحمٰن اپنے زمانے کے مشائخ مصر میں سے سب سے بڑے فقیہ، سب سے بڑھ کر آثار میں صحیح وضعیف کو پہچاننے والے، اور سب سے بڑھ کر رجال کا علم رکھنے والے تھے جب آپ اس مقام پر پہنچے تو اہل مصر نے آپ سے حسد کیا آپ (مصر چھوڑ کر) رملہ چلے گئے۔''

مزید فرماتے ہیں:

"كان ابو بكر بن الحدّاد الشافعي ولم يحدّث عن غير النسائي وقال: رضيت به حجةً بيني وبين الله تعالى۔" ❸

''امام ابوبکر بن الحداد شافعی کثیر الحدیث محدثین میں سے ہیں اس کے باوجود بھی وہ امام نسائی کے علاوہ کسی سے حدیث نہیں بیان کرتے اور فرماتے ہیں ان (امام

❶ تهذيب الكمال: 234/1. ❷ تهذيب الكمال: 338/1.

❸ سير اعلام النبلاء: 132/14.

نسائی رحمہ اللہ) کے اپنے اور اپنے رب کے درمیان حجت ہونے پر راضی ہوں۔"

امام دارقطنی رحمہ اللہ سے ابوعبدالرحمن محمد بن الحسین السلمی رحمہ اللہ نے پوچھا: امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ اور امام ابوعبدالرحمن نسائی رحمہ اللہ کوئی حدیث بیان کریں تو آپ کسے مقدم رکھیں گے: تو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا:

"النسائيَّ لأنه أسند على أني لا أقدم على النسائي أحدًا، وإن كان ابن خزيمة إماما ثبتًا معدوم النظير۔"❶

"میں امام نسائی رحمہ اللہ کو مقدم کروں گا کیونکہ وہ زیادہ مسند ہیں علاوہ ازیں میں امام نسائی رحمہ اللہ پر کسی کو مقدم نہیں کرتا اگرچہ ابن خزیمہ ایسے پختہ امام ہیں جن کی مثال نہیں ہے۔"

❁ امام ابن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الذين خرّجوا الصحيحَ وميّزوا الثابتَ مِنَ المَعْلُوْل والخطأ من الصواب أربعةٌ: البخاري و مسلم وبعدهما: ابو داؤد والنسائي: رحمهم الله۔"

وہ اہل علم جنہوں نے صحیح احادیث بیان کیں، ثابت روایات کو معلول سے اور خطأ کو درست سے علیحدہ کیا (وہ) چار ہیں: امام بخاری، امام مسلم رحمہما اللہ اور ان کے بعد امام ابوداؤد اور امام نسائی رحمہما اللہ ہیں۔

❁ حافظ ابن نقطہ رحمہ اللہ آپ کے بارے یوں لکھتے ہیں:

"صاحب كتاب "السنن" حدّث عن خلق كثير وطاف البلاد: العراق، والحجاز والشام، مصر وكان إمامًا من آئمة المسلمين۔"❷

---

❶ تهذيب الكمال: 335/1۔

❷ تكملة الإكمال لابن نقطة، برقم: 6326۔

"آپ صاحب سنن ہیں محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت سے روایت بیان کی طلب حدیث کے لیے مختلف بلاد، یعنی عراق، حجاز، شام اور مصر کا چکر لگایا اور آپ مسلمانوں کے بڑے آئمہ میں سے ہیں۔"

- حافظ ذہبی رحمہ اللہ آپ کے بارے یوں فرماتے ہیں:

"لم يكن أحدٌ في رأس الثلاثمائة أحفظ من النسائي وهو أحذق بالحديث وعلله ورجاله من مسلم ومن أبي داود ومن أبي عيسى وهو جار في مضمار البخاري وأبي زرعة۔"❶

"تیسری صدی کے اختتام پذیر ہوتے وقت امام نسائی سے بڑھ کر کوئی حافظ حدیث نہیں تھا اور وہ حدیث، اس کی علل اور رجال کی معرفت میں امام مسلم، ابوداؤد اور ابوعیسیٰ سے بڑھ کر تھے اور وہ اس پیرائے میں امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کے ہم پلہ تھے۔"

- سبط ابن العجمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"صاحب "السنن" وأحد الأئمة المبرزين والحفاظ الأعلام وطوّف وسمع بخراسان والعراق والحجاز ومصر والشام والجزيرة من خلق، مشهور الترجمة وأثنى العلماء عليه كثيرًا ووثقوه وهو فوق الثقة۔"❷

"آپ صاحب سنن، مشہور آئمہ اور بلند حفاظ میں سے ایک ہیں آپ نے طلب حدیث کے لیے بہت چکر لگائے، خراسان، عراق، حجاز، مصر، شام اور جزیرہ کے محدثین کی ایک بہت بڑی تعداد سے سماع کیا، آپ کے حالات مشہور ہیں علماء نے آپ کی بہت تعریف کی ہے اور ثقہ کہا ہے جبکہ آپ ثقہ سے بھی بلند مرتبہ کے ہیں۔"

❶ سیر اعلام النبلاء: 133/14.

❷ نهاية السول في رواة الستة الأصول: 177/1.

✿ آپ کی کمال شخصیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جتنے بھی محدثین نے بلدان کی تاریخ قلمبند کی ہے اکثر نے آپ کے بارے لکھا ہے جیسا کہ تاریخ مکہ، تاریخ دمشق، تاریخ حلب، تاریخ مصر، تاریخ نیساپور، تاریخ جرجان وغیرہ۔

کیونکہ آپ کا شمار ان اہل علم میں سے ہوتا ہے جنہوں نے طلب حدیث کے لیے بہت زیادہ سفر طے کیے۔

امام نسائی رحمہ اللہ کے اساتذہ:

امام نسائی رحمہ اللہ ان آئمہ محدثین میں سے ہیں جنہوں نے محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت سے حدیث کا سماع کیا آپ کے بارے حافظ ابو الحجاج یوسف المزی رحمہ اللہ نے یوں لکھا ہے: طاف البلاد وسمع بخراسان، والعراق، والحجاز، ومصر، والشام، والجزيرة من جماعة يطول ذكرهم ......[1]

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ یوں لکھتے ہیں: سمع من خلائق لا يُحصَون۔[2]

امام نسائی رحمہ اللہ نے "تسمية الشيوخ" کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں انہوں نے اپنے 196 شیوخ ذکر کیے ہیں۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے المعجم المشتمل میں امام نسائی رحمہ اللہ کے 444 شیوخ ذکر کیے ہیں اور الشیخ ابو غدہ نے مزید استدراک کر کے تین زائد بیان کیے ہیں جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

امام نسائی رحمہ اللہ کی کتاب المجتبیٰ میں موجود شیوخ کے نام 335 ہیں اور امام نسائی رحمہ اللہ کی کتاب السنن الکبری کے اندر (112) ایسے شیوخ مذکور ہیں جو المجتبیٰ میں نہیں ہیں جو کہ کل 447 شیوخ بنتے ہیں۔

یہاں ہم امام نسائی رحمہ اللہ کے چند کبار اور مشہور شیوخ کے نام ذکر کرتے ہیں:

---

[1] تهذيب الكمال: 329/1.
[2] تهذيب التهذيب: 35/1.

1: ابو زکریا یحییٰ بن موسیٰ (ت230ھ)
2: اسحاق بن راھویہ المروزی (ت238ھ)
3: محمود بن غیلان العدوی رحمہ اللہ (ت239ھ)
4: عثمان بن محمد بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (ت239ھ)
5: قتیبہ بن سعید البغلانی رحمہ اللہ (ت240ھ)
6: سوید بن نصر المروزی رحمہ اللہ (ت240ھ)
7: ھناد بن السری رحمہ اللہ (ت243ھ)
8: علی بن حجر السعدی رحمہ اللہ (ت244ھ)
9: ابو کریب محمد بن العلاء رحمہ اللہ (ت247ھ)
10: عمرو بن علی الفلاس رحمہ اللہ (ت249ھ)
11: نصر بن علی الجھضمی رحمہ اللہ (ت250ھ)
12: الحارث بن مسکین رحمہ اللہ (ت250ھ)
13: یعقوب بن ابراھیم الدورقی رحمہ اللہ (ت252ھ)
14: محمد بن المثنیٰ رحمہ اللہ (ت252ھ)
15: محمد بن بشار بندار رحمہ اللہ (ت252ھ)
16: محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ)
17: محمد بن یحییٰ الذھلی رحمہ اللہ (ت258ھ)
18: ابو زرعہ عبید اللہ بن عبدالکریم الرازی رحمہ اللہ (ت264ھ)
19: ابو داؤد سلیمان بن أشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت275ھ)
20: ابو حاتم محمد بن إدریس الرازی رحمہ اللہ (ت277ھ)

امام نسائی رحمہ اللہ کے تلامذہ:

امام نسائی رحمہ اللہ نے خراسان سے طلب علم کے لیے سفر کا آغاز کیا اور مختلف بلاد اسلامیہ

سے ہوتے ہوئے بالآخر مصر میں آکر ٹھہرے اور وہاں آپ نے اپنے علم وفیض سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ دور دراز سے طلباء حدیث اور علوم حدیث کے لیے آپ کی طرف سفر کرنے لگے اور آپ کے علم وعمل سے مستفید ہونے لگے، امام سخاوی رحمہ اللہ نے 67 کے قریب آپ کے شاگرد احاطۂ شمار کیے ہیں لیکن آپ کے ایک مشہور شخصیت ہونے کے ناطے اور اپنے زمانہ کے اہل علم کے لیے ایک مرجع ہونے کی حیثیت سے آپ سے علم حاصل کرنے والے کثیر تعداد میں ہیں۔

ان میں سے چند مشہور ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

1: ابو بشر محمد بن أحمد بن حماد الدولابی رحمہ اللہ (ت310ھ)

2: ابو عوانه یعقوب بن اسحاق الاسفراینی رحمہ اللہ (ت316ھ)

3: ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة الطحاوی رحمہ اللہ (ت321ھ)

4: محمد بن عمرو بن أبی جعفر العقیلی رحمہ اللہ (ت322ھ)

5: احمد بن محمد بن اسماعیل النحاس النحوی رحمہ اللہ (ت338ھ)

6: احمد بن محمد بن زیاد المعروف بابن الاعرابی رحمہ اللہ (ت340ھ)

7: ابوبکر محمد بن احمد بن الحداد الشافعی رحمہ اللہ (ت344ھ)

8: ابنه عبدالکریم بن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت344ھ)

9: عبدالرحمن بن أحمد الصَّدَفی (ت347ھ)

10: ابو علی الحسین بن علی النیسابوری رحمہ اللہ (ت349ھ)

11: ابو حاتم محمد بن حبان البستی رحمہ اللہ (ت354ھ)

12: ابو القاسم حمزه بن محمد الکتانی رحمہ اللہ (ت357ھ)

13: محمد بن معاویه بن الأحمر الاندلسی رحمہ اللہ (ت358ھ)

14: ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ)

15: الحسن بن الخضر الأسیوطی رحمہ اللہ (ت361ھ)

16: ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنّی رحمہ اللہ (ت364ھ)

17: ابو أحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ (ت365ھ)

18: أبیض بن محمد بن الحارث القرشی الفهری رحمہ اللہ (ت377ھ)

وفات:

امام نسائی رحمہ اللہ نے مصر کو اپنے لیے باقی زندگی کے لیے منتخب کیا آپ یہاں قاضی کے عہدے پر بھی فائز رہے لیکن وفات سے تقریباً ساڑھے تین ماہ قبل وہاں سے رملۃ چلے گئے آپ کے مصر چھوڑنے کے مختلف اسباب بیان کیے جاتے ہیں:

(1)......بعض اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ چونکہ ایک مرجع شخصیت بن کر اُبھرے تھے جس کی وجہ سے آپ سے حسد وبغض کیا گیا جس کی وجہ سے مصر چھوڑنا پڑا۔

(2)......بعض اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ آپ حج کے ارادے سے وہاں سے روانہ ہوئے۔

(3)......بعض نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ آپ نے مصر کے ایک امام احمد بن صالح المصری کے بارے بڑے سخت الفاظ ذکر کیے جس کی بناء اہل مصر نے آپ کا دائرہ تنگ کر دیا تو آپ مصر سے روانہ ہوئے۔

آپ مصر سے شام آئے، اہل شام چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بڑے عقیدت مند تھے۔ انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بارے مروی فضائل بیان کریں تو آپ نے جواب دیا: "أَلَا يَرْضَى معاوية رأسًا بِرَأْسٍ حتى يُفَضَّلَ؟"

"کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے بغیر راضی نہیں کہ ہر ہر فرد کے مقابل ان کی فضیلت بیان کی جائے۔"

اہل شام اس جواب پر بڑے سیخ پا ہوئے اور دمشق کی جامع مسجد میں موجود لوگوں نے آپ کو بہت زیادہ مارا پیٹا حتی کہ آپ کے مخصوص اعضاء تک روند ڈالے آپ کو بیہوشی کی

حالت میں مسجد سے اُٹھا کر لے جایا گیا۔ آپ کو وہاں سے فلسطین لے گئے حتی کہ فلسطین کے شہر رملہ میں 13 صفر سوموار کے دن 303 ہجری میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

اس وقت آپ کی عمر 88 برس کی تھی۔ یوں علم و عرفان کا ایک روشن سورج اس اُمت مسلمہ سے غروب ہو گیا۔

اللهم اغفرله وارحمه وارفع درجته فى المهديين۔ آمين۔

امام نسائی رحمہ اللہ کی مؤلفات:

امام نسائی رحمہ اللہ ان محدثین میں سے ہیں جو صاحب تصانیف تھے، علم حدیث کی تدریس کے ساتھ ساتھ علم حدیث کی تصنیف کے لحاظ سے بھی اُمت کے لیے ایک بہت بڑا ورثہ چھوڑا جو کہ رہتی دنیا تک اُمت کے لیے مفید ہوگا اور اُمت اس چشمے سے سیراب ہوتی رہے گی۔

امام نسائی رحمہ اللہ کی مؤلفات بڑی تعداد میں ہیں جن میں سے کچھ مطبوع ہیں اور کچھ غیر مطبوع، ہم یہاں ان کی پہلے مطبوع پھر غیر مطبوع مؤلفات ذکر کریں گے:

❁ مطبوع مؤلفات:

1: السنن المجتبٰى

2: السنن الكبرٰى

3: تفسير القرآن

4: خصائص علي رضى الله عنه۔

5: عمل اليوم والليلة

6: فضائل القرآن

7: عشرة النساء۔

8: تسمية فقهاء الأمصار من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن بعده من أهل المدينة۔

9: تسمية من لم يرو عنه غير رجلٍ واحدٍ

10: أحسن الاسانيد التي تروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

11: تسمية الضعفاء والمتروكين والثقات ممن حمل عنهم الحديث من أصحاب أبي حنيفة۔

12: الضعفاء والمتروكون۔

13: الطبقات

14: من حدّث عنه ابن أبي عروبة ولم يسمع منه۔

15: تسمية الشيوخ۔

مذکورہ بالا کتب مطبوع ہیں اور ان میں سے بعض ایک دوسرے کے ساتھ ملحق صورت میں مطبوع ہیں۔

❁ غیر مطبوع مؤلفات:

1: الجمعة

2: مناسك الحج۔

3: جزء من حديث عن النبي صلى الله عليه وسلم۔

4: الإغراب۔

اس تالیف میں امام شعبہ رحمہ اللہ اور امام سفیان رحمہ اللہ کی وہ روایات جو ایک نے بیان کیں اور دوسرے نے بیان نہیں کیں یعنی دونوں کی غریب روایات کا مجموعہ ہے۔

5: أسماء الرواة والتمييز بينهم۔

6: إملاء اته الحديثية۔

7: الجرح والتعديل

8: شيوخ الزهري

9: الكُنٰى

10: مسند علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ .

11: مسند ابن جريج

12: مسند حديث الزهري بعلله والكلام عليه

13: مسند حديث سفيان بن سعيد الثوري۔

14: مسند حديث شعبة۔

15: مسند حديث الفضيل بن عياض وداود الطائي ومفضل بن مهلهل الضبي۔

16: مسند حديث مالك بن أنس۔

17: مسند حديث يحي بن سعيد القطان۔

18: معرفة الإخوة والأخوات۔

فصل: 2

سنن النسائی (المجتبیٰ)

کتاب کا نام:

یہ کتاب اہل علم کے ہاں مختلف ناموں سے مشہور ہے یہاں ہم اس کتاب کے نام اور اس کے قائلین ذکر کرتے ہیں:

(1) المجتبیٰ:...... اس نام کو امام نسائی رحمہ اللہ نے بذات خود ذکر کیا ہے جیسا کہ کتاب القسامہ میں امام نسائی رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب یوں قائم کیا:

"باب ماجاء فی کتاب القصاص من المجتبیٰ ممالیس فی السنن: تاویل قول اللہ تعالٰی: "ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جهنم خالدًا فیها......"

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ نام امام نسائی رحمہ اللہ نے خود اس کتاب کا رکھا ہے۔

امام ابن الاثیر رحمہ اللہ نے جامع الاصول میں، امام ابو علی الغسانی رحمہ اللہ نے "فہرست ابن خیر" میں، اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے تذکرۃ الحفاظ میں یہی نام ذکر کیا ہے۔

(2) المجتنیٰ:...... حافظ ذہبی رحمہ اللہ سیر اعلام النبلاء میں ذکر کرتے ہیں:

"من جنٰی اذا اجتنی الثمرۃ ای اقتطفها وجرّها إلیه، وهذا یصحّ ایضًا إطلاقه علیها لأنه اقتطفت هذه الاحادیث من ریاض السنن الکبریٰ۔" ❶

یہ جنٰی سے مشتق ہے جب پھل چنے جائیں اور توڑ کر اکٹھے کر لیے جائیں اور اس نام کا اطلاق بھی اس پر صحیح ہے کیونکہ اس میں سنن کبریٰ کے باغیچوں سے روایات چن کر جمع کی گئیں ہیں۔

❶ سیر اعلام النبلاء: 131/14.

لہٰذا امام ذہبی رحمہ اللہ نے المجتنٰی نام اور اس کی وجہ تسمیہ ذکر کی ہے۔

(3) السنن الصغریٰ: ...... یہ نام امام ابوبکر سیوطی رحمہ اللہ نے حسن المحاضرۃ اور طبقات الحفاظ میں ذکر کیا ہے۔

(4) الصحیح: ...... علماء حفاظ کی ایک جماعت نے یہ نام ذکر کیا ہے جیسا کہ امام دارقطنی، ابوعلی نیساپوری، ابن السکن، اور ابن عدی رحمہم اللہ وغیرہ۔

الراجح: ...... ان میں سب سے راجح پہلا نام ہے کیونکہ یہ نام امام نسائی رحمہ اللہ نے بذات خود ذکر کیا ہے البتہ باقی ناموں میں بھی کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ جنہوں نے المجتنیٰ کہا ہے وہ بطور وصف ذکر کیا ہے اور اس کی توجیہ بھی بیان کی ہے وہ بطور نام نہیں کہا گیا۔ اور جنہوں نے الصغریٰ کہا ہے تو یہ السنن الکبریٰ کے مقابلے میں یہ نام ذکر کیا ہے اور جنہوں نے اس پر الصحیح کا اطلاق کیا ہے تو یہ اس لیے کہ زیادہ تر روایات اس میں صحیح ہیں اور صحیحین کے بعد سنن اُربعہ میں سب سے کم روایات ضعیف اس میں ہیں۔

فائدہ: ...... جب مطلق طور پر سنن نسائی کہا جائے تو جمہور علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ اس وقت مراد سنن نسائی صغریٰ ہوگی جیسا کہ اس بات کی صراحت امام ابن الاثیر تاج الدین سبکی، علامہ سیوطی، اور نواب صدیق الحسن رحمہم اللہ نے کی ہے۔

سبب تالیف:

امام ابن الاثیر رحمہ اللہ نے "جامع الاصول" کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے امراء میں سے کسی نے امام نسائی رحمہ اللہ کی کتاب السنن (الکبریٰ) کے بارے میں پوچھا کیا اس کی تمام روایات صحیح ہیں تو امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا: نہیں تو امیر (والی شہر) نے آپ سے عرض کی کہ اس میں سے صرف صحیح روایات علیحدہ کردیں تو امام نسائی نے المجتبیٰ کو السنن الکبریٰ سے منتخب کیا اور سنن کبریٰ کی ہر وہ روایت ترک کر دی جس کی سند پر کسی قسم کی کلام تھی اور یہی سبب امام ابن خیر الاشبیلی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "فہرست ابن خیر" میں نقل کیا ہے۔

ایک اعتراض:

بعض علماء کا کہنا ہے کہ سنن کبریٰ سے صحیح روایات کا انتخاب المجتبیٰ میں یہ امام ابن السنی رحمہ اللہ کا فعل ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ المجتبیٰ کتاب کو امام نسائی رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں امام ابن السنی رحمہ اللہ متفرد ہیں لہٰذا امام ابو بکر ابن السنی رحمہ اللہ ہی سنن کبریٰ سے روایات المجتبیٰ میں منتخب کرنے والے ہیں، اور اس قول کے قائل حافظ ذہبی رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد تاج الدین سبکی رحمہ اللہ اور ابن ناصر الدین الدمشقی رحمہ اللہ ہیں۔

جواب:...... اس بارے میں راجح بات یہ ہے کہ السنن الکبریٰ سے المجتبیٰ کا انتخاب امام نسائی رحمہ اللہ نے خود کیا ہے اور اس بات کے قائل حافظ ابن الاثیر، حافظ ابن کثیر (البدایہ والنہایہ)، ابوعلی الغسانی رحمہ اللہ اور متاخرین میں سے عبدالصمد شرف الدین وغیرہ ہیں۔

دلائل:

(1)...... اس کتاب کی نسبت امام نسائی رحمہ اللہ کی طرف صحیح ثابت ہے جس کی دلیل کہ المجتبیٰ میں کئی مقام پر اس بات کی صراحت موجود ہے جیسا کہ کتاب الایمان وشرائعہ باب ذکر أفضل الاعمال: حدثنا احمد بن شعیب من لفظہ۔

یہ الفاظ دلیل ہیں ابو بکر ابن السنی رحمہ اللہ نے یہ کتاب امام نسائی سے سنی ہے اور امام نسائی رحمہ اللہ نے انہیں بیان کیا ہے وگرنہ حدثنا کہنے کا کوئی مطلب نہیں۔

(2)...... المجتبیٰ میں بہت سی ایسی احادیث ہیں جو سنن کبریٰ کے اندر موجود نہیں اگر امام ابو بکر ابن السنی ہی اس کا اختصار کرنے والے ہیں تو وہ زائد روایات انہوں نے کہاں سے اس کتاب میں شامل کر دیں اور اگر امام نسائی رحمہ اللہ نے وہ روایات امام ابن السنی کو سنن کبریٰ سے ہٹ کر بیان کی تھیں تو ان کے لیے ضروری تھا کہ وہ اس بات کی مقدمۃ الکتاب میں صراحت کرتے۔

(3)...... کتاب کے سبب تالیف کے واقعہ سے بھی یہی تائید ہو رہی ہے کہ اس کتاب کا

اختصار کرنے والے امام نسائی رحمہ اللہ بذات خود ہیں۔

سنن نسائی کے رواۃ:

المجتبیٰ کتاب کو امام نسائی رحمہ اللہ سے روایت کرنے والے صرف امام ابوبکر ابن السنی رحمہ اللہ ہیں جن کا مکمل نام کچھ یوں ہے:

هو الحافظ ابوبكر أحمد بن محمد بن اسحاق بن ابراهيم الدينوری مولی جعفر بن أبی طالب الهاشمی۔

امام ابن نقطہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر ابن السنی رحمہ اللہ نے المجتبیٰ کا سماع امام نسائی رحمہ اللہ سے مصر میں سن 302 ہجری میں کیا۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے المجتبیٰ کا السنن الکبری سے چناؤ مصر سے خروج کرنے سے کچھ عرصہ پہلے کیا یہی وجہ تھی کہ اس کتاب کا سماع امام نسائی رحمہ اللہ سے ان کے شاگرد ابن السنی ہی کر سکے کیوں کہ وہ ان کے زیادہ قریب اور زیادہ صحبت میں رہنے والے تھے اور امام نسائی رحمہ اللہ مصر سے کوچ کر جانے کے تھوڑا عرصہ بعد سن 303 ہجری کے اوائل میں ہی وفات پا گئے تھے۔

امام نسائی رحمہ اللہ سے ابن السنی بیان کرنے میں متفرد ہیں اور امام ابوبکر ابن السنی رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں ابونصر احمد بن الحسین بن محمد بن عبداللہ المعروف ابن الکسار رحمہ اللہ متفرد ہیں۔ ابن الکسار رحمہ اللہ نے جمادی اولیٰ سن 363 ہجری میں سماع کیا اور ابن الکسار رحمہ اللہ سے ابومحمد عبدالرحمٰن بن حمد الدونی رحمہ اللہ بیان کرنے میں متفرد ہیں۔ ابومحمد الدونی نے ابن الکسار رحمہ اللہ سے شوال 463 ہجری میں سماع کیا پھر ان سے بیان کرنے والے کثیر تعداد میں ہیں۔

سنن نسائی میں کتب، ابواب اور احادیث کی تعداد:

امام نسائی رحمہ اللہ کی یہ کتاب ابواب فقہیہ پر مرتب ہے سوائے کتاب الایمان وشرائعہ کے۔ اس لیے اس کتاب کو "سنن" کتب میں شامل کیا گیا ہے۔

سنن نسائی میں موجود کتب کی تعداد 53 ہے جبکہ ابواب کی تعداد 2572 ہے اور

احادیث کی تعداد تکرار سمیت 5758 احادیث ہیں۔

اہل علم کے ہاں مقام:

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امام نسائی رحمہ اللہ کا حدیث کی فقہ پر کلام کرنا اس قدر زیادہ ہے کہ اسے یہاں ذکر کرنا مشکل ہے اور جس نے بھی ان کی کتاب سنن کو دیکھا تو وہ اس کے حسن کلام سے حیران ہو گیا۔ ❶

ابن رُشید الفہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: امام نسائی رحمہ اللہ کی کتاب دیگر صحاح ستہ سے زیادہ عمدہ اور بہتر ہے اس لیے کہ جمع وترتیب اور بیان علل کے اعتبار سے امام نسائی رحمہ اللہ نے بخاری اور مسلم رحمہما اللہ دونوں کے انداز کو جمع کر دیا ہے۔

اسی لیے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ صحیحین کے بعد اگر کسی کتاب میں صحیح روایات کا اہتمام کیا گیا ہے اور بہت کم ضعیف روایات ہیں تو وہ امام نسائی رحمہ اللہ کی یہ کتاب ہے پھر اس کے بعد سنن ابی داؤد پھر جامع ترمذی اور پھر سنن ابن ماجہ بلکہ سنن ابن ماجہ میں تو ایسی روایات کثرت سے ہیں جن کے رواۃ متہم بالکذب ہیں۔

امام ابن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن سعد الباوردی سے مصر میں سنا وہ کہہ رہے تھے: "کان من مذهب النسائی أن یخرج عن کل من لم یُجمَعْ علی ترکه وکان ابوداؤد یاخذ ماخذه" ❷

امام نسائی رحمہ اللہ کے مذہب میں یہ بات شامل ہے کہ وہ ہر اس راوی سے روایت کرتے ہیں جس کے ترک پر اجماع نہ ہو اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بھی انہی کے اسلوب کو اپنایا ہے

امام ابن رجب ترمذی کی شرط بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وابوداود قریب من الترمذی بل هو أشد انتقادًا للرجال منه وأما النسائی فشرطه أشد من ذالك ولا يكاد يُخرج لمن

❶ النکت علی کتاب ابن الصلاح لابن حجر: 484/1.

❷ شروط الأئمة لابن منده، ص: 73.

يغلب عليه الوهمُ وعمن فحش خطؤه وكَثُرَ۔ "❶

اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ (شرط کے اعتبار سے) امام ترمذی رحمہ اللہ کے قریب ہیں بلکہ رجال پر نقد کے اعتبار سے ان (امام ترمذی) سے سخت ہیں۔ البتہ امام نسائی، ان کی شرط تو اس سے بھی کہیں زیادہ سخت ہے اور وہ ایسے راوی سے روایت بیان نہیں کرتے جس پر وہم کا غلبہ ہو اور نہ ایسے راوی سے جو فحش غلطی کا شکار ہو یا کثرت سے غلطی کرے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فكم من رجل أخرج له ابوداود والترمذی تجنّبَ النسائیُّ إخراج حديثه بل تجنّبَ النسائیُّ إخراج حديث جماعةٍ من رجال الصحيحين۔"❷

کتنے ایسے راوی ہیں جن کی روایت کو ابوداؤد رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے جبکہ امام نسائی رحمہ اللہ نے ان کی حدیث بیان کرنے سے اجتناب کیا ہے بلکہ امام نسائی رحمہ اللہ نے صحیحین کے بہت سے راویوں کی احادیث بیان کرنے سے بھی اجتناب کیا ہے۔

امام سعد بن علی زنجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "إن لأبی عبدالرحمن النسائی شرطًا فی الرجال أشد من شرط البخاری و مسلم"۔❸

یقیناً ابوعبدالرحمٰن نسائی کی رجال کے بارے ایسی کڑی شرط ہے جو امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط سے بھی زیادہ سخت ہے۔

ابوجعفر ابن الزبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کے ہاں قابل اعتماد بات یہ ہے کہ کتب خمسہ اور مؤطا جو کہ ان پانچوں سے لکھے جانے میں مقدم ہے اور رتبہ میں بھی کم نہیں صحیح بخاری میں اس آدمی کے لیے جو تفقہ چاہتا ہے بڑے خوبصورت مقاصد ہیں اور سنن ابوداؤد کا احکام کی روایات بالاستیعاب جمع کرنے میں وہ خاص مقام ہے جو کسی دوسری کتاب کا نہیں اور امام

---

❶ شرح علل الترمذی: 613/2۔

❷ النکت علی کتاب ابن الصلاح: 482/1۔

❸ النکت لابن حجر: 483/1۔

ترمذی رحمہ اللہ کوفنون حدیث کے بارے وہ مہارت ہے جس میں کوئی دوسرا ان کے شریک نہیں اور امام نسائی رحمہ اللہ ان تمام پیچیدہ اور عظیم المرتبت راستوں کو سب سے زیادہ اختیار کرنے والے تھے۔ ❶

امام محمد بن معاویہ الاحمر رحمہ اللہ اپنے بعض کی شیوخ سے بیان کرتے ہیں:

"مصنف النسائی أشرف المصنفات كلها وما وضع فی الاسلام مثله" ❷

امام نسائی رحمہ اللہ کی تصنیف تمام تصنیفات میں سے سب سے زیادہ باشرف ہے اور اسلام میں اس جیسی کوئی دوسری تصنیف وضع نہیں کی گئی۔

امام ابوالحسن المعافری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب تمہارے سامنے صحیحین کی روایات کے علاوہ مختلف روایات ہوں تو جس روایت کو امام نسائی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہو وہ روایت دیگر کی نسبت صحت کے زیادہ قریب ہوگی۔ ❸

امام نسائی رحمہ اللہ کی سنن میں شرط:

امام نسائی رحمہ اللہ سے اپنی سنن کے بارے میں کوئی خاص شرط مذکور نہیں البتہ علماء نے ان کے طرز عمل کو دیکھ کر کچھ شرائط بیان کی ہیں:

- امام نسائی رحمہ اللہ اپنی سنن میں ایسے رواۃ سے روایت نہیں بیان کرتے جن کے ترک پر محدثین کا اجماع ہو۔
- امام نسائی رحمہ اللہ نے ابن لہیعہ اور اس جیسے دوسرے ضعفاء سے روایت بیان نہیں کی اگرچہ ان کے طریق سے امام نسائی رحمہ اللہ کی سند عالی تھی اور جن بعض ضعفاء سے انہوں نے روایت لی ہے وہ کچھ وجوہات کی بناء پر ہے۔
- امام ابن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوداود اور نسائی رحمہما اللہ کی شرط یہ ہے ایسے افراد کی

❶ زهر الربى للسيوطي: 4/1. ❷ فهرست ابن خير، ص: 139.
❸ مقدمه شرح السيوطي للنسائي: 3/1تا5.

روایت ذکر کریں گے جن کے ترک پر اہل علم کا اجماع نہیں ہے بشرطیکہ سند متصل ہو منقطع اور مرسل نہ ہو۔

❁ امام نسائی رحمہ اللہ کا شمار ان محدثین میں ہوتا ہے جو رجال کی توثیق میں متشددین میں سے ہیں اسی لیے سعد بن علی زنجانی فرماتے ہیں: "إنّ لابی عبدالرحمٰن شرطا فی الرجال أشدّ من شرط البخاری و مسلم"

❁ امام ابوداؤد رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں مندرجہ ذیل اقسام کی روایات بیان کرتے ہیں:

پہلی قسم:...... وہ روایات جو صحیحین کے قبیل میں سے ہیں۔

فائدہ:...... ایسی روایات سنن نسائی میں زیادہ تر ہیں۔

دوسری قسم:...... وہ روایات جو أصحاب السنن کے نزدیک صحیح ہیں۔

فائدہ:...... ایسی روایات سنن نسائی میں پہلی قسم کی نسبت کم ہیں۔

تیسری قسم:...... وہ روایات جن کو باب کی پہلی اور اصل روایت کے مقابلے میں بطور معارضہ اور ضد کے بیان کیا ہے۔

فائدہ:...... ایسی روایات سنن نسائی میں نہیں ہیں اور جو ہیں وہ بطور تفنن اور بیان علت کے لیے ہے البتہ جو ضعیف روایات ہیں وہ بہت قلیل ہیں جو نہ ہونے کے برابر ہیں اسی لیے سنن نسائی کو صحاح ستہ میں صحت کے اعتبار سے تیسرے نمبر پر رکھا گیا ہے۔ یہ بات یقینی اور مسلمہ ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں روایات کا اخراج کرتے ہوئے سند اور متن دونوں کے بارے شدید احتیاط برتی ہے جیسا کہ محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے احمد بن محبوب الرملی رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَمّا عزمتُ علی جمع السنن استخرتُ اللّٰہ تعالٰی فی الروایۃ عن شیوخٍ کان فی القلب منهم بعض الشيء فوقعت الخِیَرَةُ علی ترکهم فنزلتُ فی جملةٍ من الحدیث کنتُ

أعلو فيها عنهم۔"

"جب میں نے سنن جمع کرنے کا عزم کیا تو میں نے اپنے بعض شیوخ جن کے بارے دل میں کچھ کھٹکا تھا، اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا۔ تو استخارہ ان کو ترک کرنے پر واقع ہوا تو میں ان تمام احادیث میں نازل سند والا ہو گیا جن روایات کو ان سے بیان کرنے میں عالی سند والا تھا۔"

امام حازمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام زہری رحمہ اللہ کے تلامذہ کا طبقہ ثالثہ جو امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی شرط ہے یہی امام نسائی رحمہ اللہ کی بھی شرط ہے۔ [1]

سنن نسائی رحمہ اللہ کی خصوصیات:

(1)...... یہ کتاب حسن ترتیب اور تصنیف کے لحاظ سے انتہائی عمدہ کتاب ہے۔

(2)...... ایک روایت سے متعدد مسائل ثابت کرتے ہیں اور اس روایت کو کئی جگہوں پر ذکر کرتے ہیں جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا طرز عمل ہے۔

(3)...... احادیث کے طرق کی اچھی طرح وضاحت کرتے ہیں اور الفاظ کے اختلاف کا لحاظ رکھتے ہیں جیسا کہ امام مسلم رحمہ اللہ کا طرز عمل ہے۔

(4)...... بسا اوقات علل حدیث پر بھی سیر حاصل گفتگو کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس فن میں مہارت تامہ کی بناء پر امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کو امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کا ہم پلہ قرار دیا ہے۔

(5)...... کبھی کبھی راویوں اسماء و القاب اور کنیتوں کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔

(6)...... حدیث کے متصل، مرسل، ضعیف اور منکر ہونے کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔

(7)...... غریب الفاظ کی شرح کر دیتے ہیں۔

(8)...... امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ دونوں

[1] شروط الائمة، ص: 44.

کے اسلوب کو جمع کر دیا ہے۔

(9)...... سنن نسائی کو صحت کے اعتبار سے صحیحین کے بعد تیسرا درجہ حاصل ہے۔

(10)...... امام نسائی رحمہ اللہ نے کتاب الوثائق، مزارعہ، مضاربہ اور مشارکہ کے احکام کے حوالے سے وہ تفصیل بالأ مثلہ بیان کی ہے جو حدیث کی کسی دوسری کتاب میں موجود نہیں۔

(11)...... بعض مرتبہ روایات پر ھذا منکر وھذا صواب کہہ کر اپنی طرف سے حکم اور فیصلہ بیان کرتے ہیں جو کہ اہل علم کے لیے انتہائی مفید ہے۔

(12)...... سنن نسائی میں جو روایات منکر اور شاذ موجود ہیں وہ زیادہ تر ثقات کی روایات ہیں اور امام نسائی رحمہ اللہ نے ان کی علت بیان کرنے کے لیے انہیں ذکر کیا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ پہلے ان ثقات کی محفوظ اور راجح روایات ذکر کرتے ہیں اور پھر ان کے ساتھ ان ثقات کی مرجوح اور شاذ روایات بھی ذکر کر دیتے ہیں لیکن از راہ تفنن وہ ایسا کرتے ہیں جو کہ ان کی کتاب کا امتیاز ہے جو صحاح ستہ میں کسی دوسری کتاب میں نہیں۔

(13)...... امام نسائی رحمہ اللہ نے جو روایات معلل بیان کی ہیں وہ بطور جرح وتعدیل اور رجال پر نقد کرنے کے لیے، نہ کہ ان روایات پر اعتماد کرتے ہوئے۔

(14)...... حدیث کے لیے استعمال ہونے والے صیغ ادا میں پوری امانت علمی کا خیال رکھتے ہیں۔

(15)...... ایک ہی متن حدیث کو کئی جگہوں پر ذکر کرتے ہیں لیکن ہر جگہ متن یا سند میں کسی خاص امتیازی خصوصیت کے ساتھ۔

(16)...... امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں جہاں احادیث ذکر کی ہیں وہاں معلول روایات کی علل بیان کرنے کا بھی بڑا اہتمام کیا ہے اسی لیے بعض اہل علم نے ان کی مجتبیٰ کو کتاب العلل بھی کہا ہے۔

سنن نسائی کا صحاح ستہ میں مقام:

جمہور محدثین خصوصاً اہل مشرق علماء نے سنن نسائی کا مرتبہ جامع ترمذی کے بعد اور سنن

ابن ماجہ سے پہلے ذکر کیا ہے یعنی صحاح ستہ میں یہ کتاب پانچویں نمبر پر ہے۔ البتہ صحت کے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو یہ کتاب صحیحین کے بعد تیسرے نمبر پر ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ کا منہج :

(1)...... امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی اس سنن میں زیادہ تر صحیح روایات کو جمع کرنے کا قصد کیا ہے۔

(2)...... امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ کتاب فقہی ابواب پر مرتب کی ہے۔

(3)...... احادیث کو مختلف قسم کے تراجم کے تحت ذکر کیا ہے ہر ترجمۃ الباب کا عنوان کسی فقہی مسئلے پر قائم کیا ہے۔

(4)...... امام نسائی رحمہ اللہ نے ایسے ضعاف رواۃ کی روایات سے اجتناب کیا ہے جن کے ترک پر اہل علم کا اجماع تھا۔

(5)...... سنن نسائی کی روایات تین اقسام پر مشتمل ہیں۔

پہلی قسم :...... وہ روایات جن کا صحیحین نے بھی اخراج کیا ہے۔

دوسری قسم :...... وہ روایات جو امام نسائی رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح ہیں۔

تیسری قسم :...... وہ روایات جو ضعیف ہیں اور ان کو فنی مقاصد مثلاً بیان علل وغیرہ کے لیے ذکر کیا ہے۔

(6)...... امام نسائی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کی طرح روایت بالمعنی کے جواز کے قائل ہیں۔

(7)...... راویوں کے صیغ ادا میں اگر فرق ہو تو اس فرق کو اہتمام سے بیان کرتے ہیں۔

(8)...... ایک ہی روایت کو اسنادی اختلاف کی وضاحت کے ساتھ مختلف سندوں سے بیان کرتے ہیں۔

(9)...... امام نسائی رحمہ اللہ اپنے مشائخ سے روایت بیان کرتے وقت اکثر طور پر

''أخبرنا'' کا صیغہ استعمال کرتے ہیں اور ''حدثنا'' بہت قلیل استعمال کرتے ہیں۔

(10)......فنی اسنادی لطائف بیان کرتے ہیں مثلاً مہمل راوی کا تعین مبہم کے نام کی وضاحت کنیت کے نام کا ذکر، متفق اور مفترق کی وضاحت، مرسل، منقطع کی نشاندہی وغیرہ۔

(11)......متن میں موجود فنی لطائف بیان کرتے ہیں مثلاً: دوراویوں کے درمیان الفاظ کا فرق، جس راوی کے الفاظ ہیں اس کی طرف نسبت واللفظ لفلان، النبی اور رسول کے الفاظ کا فرق، متن کو مختلف جگہوں پر ٹکڑوں میں بیان کرنا وغیرہ۔

(12)......غریب الفاظ کی شرح اور بعض مصطلحات کی وضاحت کر دیتے ہیں۔

(13)......بعض فقہی مسائل حدیث کے ذکر کرنے کے بعد بالتفصیل بیان کر دیتے ہیں ، جیسے مال فی ء کے بارے میں۔

(14)......بسا اوقات اس باب کے تحت سب سے زیادہ صحیح روایت کی طرف، أصح مافی ھذا الباب کے ساتھ اشارہ کر دیتے ہیں۔

(15) اکثر طور پر عام و مخصص، مجمل و مبین اور ناسخ و منسوخ قسم کی روایات کو یکے بعد دیگرے ذکر کر دیتے ہیں۔

(16)......ایک راوی پر جو سند یا متن کے لحاظ سے اختلاف ہوا سے بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

(17)......امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن کی ابتداء کتاب الطھارۃ سے اور انتہا کتاب الاشربۃ سے کی ہے۔

(18)......سندوں کے اختلاف کی بناء پر حاء تحویل کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔

(19) ...... جب روایت میں کسی ثقہ کے ساتھ ضعیف بطور مقارنہ ذکر کریں تو کنایہ سے ذکر کرتے ہیں۔

سنن نسائی کے تراجم:

کسی کتاب میں احادیث کے بیان میں ابواب کے تراجم بڑی اہمیت کے حامل ہوتے

ہیں حتی کہ احادیث سے مستنبط مسائل کے لیے ان تراجم کا مرکزی کردار ہوتا ہے اور امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن کے تراجم ابواب میں اسی طرز کو اپنایا جو ان کے استاد امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کا تھا۔

یہاں ہم سنن کے تراجم کی تفصیلی صورتیں ذکر کرتے ہیں:

(1)...... امام نسائی رحمہ اللہ بعض مرتبہ ترجمۃ الباب کی ابتداء کتاب اللہ کی کسی آیت کے ساتھ کرتے ہیں بلکہ انہوں نے اپنی کتاب کی ابتداء پہلے باب میں قرآن کریم کی آیت سے کی ہے جیسے:

"تأویل قوله عزوجل: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾"

تقریباً بیس ایسے ابواب ہیں جن کی ابتداء قرآنی آیات سے کی گئی ہے۔

(2)...... بسا اوقات حدیث سے مستنبط ہونے والے فقہی حکم کی واضح عبارت کے ساتھ ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کے لیے کوئی ابہام یا اشکال نہیں ہوتا اور کتاب کا اکثر حصہ ایسے تراجم پر مشتمل ہے۔

(3)...... جب کسی باب کے تحت مختلف احادیث ہوں تو ترجمۃ الباب کا عنوان مجمل عبارت سے کرتے ہیں تاکہ وہ ترجمہ تمام احادیث کو شامل ہو سکے۔

(4)...... اگر مسئلہ مختلف فیہ ہو تو ترجمۃ الباب استفہامیہ انداز میں ذکر کرتے ہیں۔

(5)...... بعض دفعہ کسی مسئلہ کے لیے باب قائم کرتے ہیں پھر اس کے بعد اس پہلے کی ضد میں دوسرا باب قائم کرتے ہیں مثلاً باب قرأة بسم الله الرحمن الرحيم ثم قال: باب ترك قراءة بسم الله الرحمن الرحيم۔

(6)...... بعض مرتبہ ایک حدیث سے کئی مسائل مستنبط ہوتے ہیں تو امام صاحب ہر مسئلے کے لیے علیحدہ باب قائم کرتے ہیں اور تکرار کی پروا نہیں کرتے۔

(7)...... بعض دفعہ امام نسائی رحمہ اللہ احادیث سے بڑے دقیق اور باریک مسائل کا استنباط کرتے ہیں جیسے باب الطلاق بالاشارة المفهومة۔

باب الكلام إذا قصد به فيما يحتمل معناه۔ وغيرها

سنن نسائی کی عالی اور نازل اسانید:

امام نسائی رحمہ اللہ کا شمار ان آئمہ محدثین میں ہوتا ہے جنہوں نے نوعمری میں ہی طلب حدیث کے لیے سفر شروع کر دیا۔ امام نسائی رحمہ اللہ باوجود اس کے کہ آپ کتب ستہ کے مؤلفین میں وفات کے لحاظ سے سب سے مؤخر ہیں اور عمر میں ان سے چھوٹے ہیں اور ان کے شاگردوں کے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں لیکن آپ ان کے کبار شیوخ میں ان کے قرین بھی ہیں۔

- امام نسائی رحمہ اللہ کے پاس سب سے زیادہ عالی اسانید رباعیات ہیں مثال کے طور پر

  قتيبة عن مالك عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنه۔

- امام نسائی رحمہ اللہ کے پاس سب سے نازل سند وہ ہے جس میں ان کے اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان دس واسطے ہیں، جیسے:

  "أخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبدالرحمن قال حدثنا زائدة عن منصور عن هلال بن يساف عن ربيع بن خُثَيم عن عمرو بن ميمون عن ابن ابى ليلى عن امرأة عن أبى ايوب رضى الله عنه عن النبى ﷺ قال: قل هو الله أحدٌ ثلث القرآن۔

  قال الامام النسائي بعده: ما أعرف اسنادًا أطول من هذا۔

- امام نسائی رحمہ اللہ کے پاس چند ایسی روایات ہیں جو تساعیات میں سے ہیں۔
- سنن نسائی میں ثمانیات، سباعیات، سداسیات اور خماسیات بہت زیادہ ہیں۔

امام نسائی کی مصطلحات:

امام نسائی رحمہ اللہ کی کتاب سنن صرف احادیث کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ یہ فقہی مسائل کے ساتھ ساتھ حدیث کے متعلقہ علوم وفنون مثلاً علم العلل، علم الرجال، علم الجرح والتعدیل جیسے دیگر علوم کا مجموعہ بھی ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے سنن میں ایسی مصطلحات استعمال کی ہیں جو بنیادی طور پر دو قسموں میں تقسیم ہوتی ہیں۔

پہلی قسم:......وہ مصطلحات جو راویوں پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے کلام کے متعلقہ ہیں۔

دوسری قسم:......وہ مصطلحات جو احادیث کے متون کے متعلقہ ہیں۔

پہلی قسم:

وہ مصطلحات جو راویوں پر کلام کے متعلقہ ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے جن راویوں پر اپنی سنن میں کلام کیا وہ تقریباً پچاس سے زائد راوی ہیں لیکن ان کے ضعف کے حوالے سے امام نسائی رحمہ اللہ نے مختلف عبارات کے لحاظ سے کلام کیا ہے البتہ زیادہ تر جو مصطلح استعمال کی ہے وہ "لیس بالقوی فی الحدیث" ہے جو کہ پندرہ سے زائد راویوں پر بولی ہے چونکہ امام نسائی کا شمار آئمہ ناقدین میں متشددین کے زمرے میں ہوتا ہے اس لیے جن پر انہوں نے "لیس بالقوي فی الحدیث" بولا ہے ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو دیگر آئمہ ناقدین کے ہاں "صدوق" کے درجے میں ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے سنن میں جو مصطلحات بیان کی ہیں وہ یہ ہیں:

(1) لیس بالقوي فی الحدیث (2) ضعیف (3) منکرٌ

(4) متروك (5) لیس بذالك المشهور (6) لایحتج بحدیثه۔

(7) لیّن الحدیث (8) لیس بثقةٍ (9) لا أعرفه۔

(10) لا أدری من هو ؟

دوسری قسم:

کچھ ایسی مصطلحات ہیں جن کو امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں احادیث کے متون کے بارے استعمال کیا ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

1: الخطأ و الصواب۔

2: هذا أولی بالصواب من كذا۔

3: أشبه بالصواب۔

4: ولا أحسب هذا إلا خطأ۔

5: المرسل۔

زیادہ تر امام نسائی رحمہ اللہ یہ مصطلح ان روایات پر بولتے ہیں جو تابعین کی مرفوعات ہیں لیکن بعض دفعہ مطلق منقطع پر بھی مرسل کا اطلاق کر دیتے ہیں۔

6: منکر۔

یہ مصطلح امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں بہت کم استعمال کی ہے البتہ امام نسائی رحمہ اللہ کے منہج سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس مصطلح کا اطلاق تین معنوں میں کیا ہے۔

1: جس روایت میں ضعیف ثقہ کی مخالفت کرے۔

2: جس روایت کو بیان کرنے میں ضعیف راوی متفرد ہو۔

3: نکارۃ کا لفظ غلط کے ہم معنی یعنی جس روایت میں راوی سے بیان کرنے میں غلطی واقع ہوئی وہ منکر ہوگی۔

سنن نسائی میں پائے جانے والے بحث طلب مقامات:

سنن نسائی میں 177 کے قریب ایسے مقامات ہیں جہاں امام موصوف رحمہ اللہ نے فنی حیثیت سے کلام کیا ہے البتہ ان مقامات میں غور و فکر کرنے سے مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ہوتی ہے اور امام صاحب کی مراد کا پتہ چلتا ہے:

(1) مشتبہ ناموں کی وضاحت:...... کتاب الحج کی حدیث نمبر 2728 کے تحت اسماعیل بن مسلم تین ہیں۔

(2) مشکل الفاظ کی وضاحت :...... حدیث نمبر 3567 کے تحت لفظ الشکال کی وضاحت۔

(3) سب سے اطول سند کی طرف رہنمائی:...... الفضل فی قرأة قل هو اللّٰه أحد۔ کے تحت حدیث نمبر 996 کے بعد فرماتے ہیں: ما أعرف اسنادًا أطول من هذا۔

(4) حدیث کے مرسل اور متصل ہونے کی وضاحت:...... باب تسوية القيام والركوع و القيام بعد الركوع ...... حدیث نمبر 1665۔

قال ابو عبدالرحمٰن : هذا الحديث عندی مرسلٌ۔

(5) حدیث کی صحت وسقم کے حوالے سے بحث:...... باب الحث علی السحور حدیث نمبر 2151 کے بعد

قال ابو عبدالرحمن : حديث يحيى بن سعيد هذا اسناده حسن وهو منكرٌ۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی صورتیں ہیں جن کو یہاں ذکر کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔

سنن نسائی کی شروحات:

متقدمین ومتاخرین علماء نے سنن نسائی پر شروح وحواشی کے اعتبار سے مختلف انداز میں خدمات سرانجام دی ہیں البتہ صحیحین، سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی پر کی جانے والی خدمات سنن نسائی کی خدمات سے کہیں زیادہ ہیں۔

چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اپنی شرح زهر الربٰی علی المجتبیٰ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: جس طرح صحیحین، سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی پر میں نے تعلیقات لکھی ہیں اسی طرح سنن نسائی پر تعلیق لکھی ہے اور اس کی ضرورت بھی تھی چونکہ اس کی تصنیف

پر چھ سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس کی کوئی شروح وتعلیق مشہور نہیں ہے۔

یہاں ہم سنن نسائی پر لکھی جانے والی شروح وحواشی کا تذکرہ کرتے ہیں:

(1) شرح سنن النسائی: مصنف: ابو العباس احمد بن أبی الولید بن رشد رحمہ اللہ (ت 563ھ) مفقود۔

(2) الامعان فی شرح مصنف النسائی لأبی عبدالرحمن:

مصنف: ابو الحسن علی بن عبداللہ بن النعمۃ رحمہ اللہ (ت 567ھ) مفقود۔

(3) شرح سنن النسائی:

مصنف: الامام سراج الدین عمر بن علی بن الملقن رحمہ اللہ (ت 804ھ)

اس شرح میں شارح نے دیگر صحاح ستہ کے اعتبار سے سنن نسائی کے زوائد کا زیادہ اہتمام کیا ہے۔

(4) زہر الربی علی المجتبیٰ:

مصنف: الحافظ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ)

یہ مختصر حواشی وتعلیقات ہیں اس میں متون کی تشریح ہے لیکن اسانید پر بحث نہیں کی گئی۔

(5) حاشیۃ السندی:

مصنف: ابو الحسن محمد بن عبدالہادی السندی رحمہ اللہ (ت 1136ھ)

یہ حاشیہ مطبع دار المعرفۃ بیروت نے امام سیوطی رحمہ اللہ کے حاشیہ نسائی کے ساتھ اکٹھا شائع کیا ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اور پانچویں جلد مختلف قسم کی فہارس پر مشتمل ہے۔

(6) حاشیۃ علی سنن النسائی:

مصنف: ابو عبدالرحمٰن محمد الفنجابی رحمہ اللہ ومحمد عبداللطیف رحمہ اللہ۔

یہ حاشیہ ہندوستان کے شہر دہلی سے حاشیہ سندی وسیوطی کے ساتھ طبع کیا گیا۔

(7) روض الربی عن ترجمۃ المجتبیٰ:...... مصنف: علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ (ت 1338ھ) یہ نعمانی کتب خانہ لاہور سے شائع ہے۔

(8) شرح سنن النسائی: مصنف: محمد المختار بن محمد بن احمد الشنقیطی رحمہ اللہ (ت 1405ھ)

یہ شرح نامکمل ہے اور چھ اجزاء پر مشتمل ہے آخری کتاب "کتاب الافتتاح" ہے اور حدیث نمبر 882 تک شرح ہے اور جزء نمبر چھ فہارس پر مشتمل ہے۔

(9) سنن النسائی بأحکام الالبانی رحمہ اللّٰہ:

مصنف: محمد ناصر الدین الالبانی (ت 1420ھ)، یہ کتاب ایک جلد پر مشتمل ہے اور مکتبۃ المعارف بالریاض کی مطبوع ہے۔

(10) بذل الاحسان بتقریب سنن النسائی لابی عبدالرحمٰن:

مصنف: الشیخ ابواسحاق الحوینی۔

(11) ذخیرۃ العقبٰی فی شرح المجتبٰی:...... مصنف: محمد بن علی بن آدم الاثیوبی۔ یہ چالیس اجزاء پر مشتمل ہے اور دارالمعراج الدولیہ کی مطبوع ہے۔

(12) التعلیقات السلفیۃ المشتملۃ علی الفوائد السُّنیۃ وحل المشکلات الحدیثیۃ وتنقیح المسائل الفقھیۃ:

مصنف: ابو الطیب محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ (ت 1409ھ)، یہ تعلیق مزید چار حواشی کے ساتھ طبع ہوئی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

1: زھر الربٰی للسیوطی۔

2: تعلیق السندی۔

3: حاشیۃ الشیخین ابو عبدالرحمٰن الفنجابی وابو یحي محمد بن کفایۃ اللّٰہ شاہ جھانفوری۔

4: تعلیق الشیخ حسین بن محسن الانصاری الیمانی رحِمہ اللّٰہ۔

یہ تعلیقات سلفیہ دیگر کی نسبت زیادہ مفید اور اہم ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت شروح ہیں جو مطبوع اور غیر مطبوع کی صورت میں ہیں۔

سنن نسائی کے رجال پر کتب:

بعض اہل علم نے سنن نسائی کے رجال پر بھی کتب لکھی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(1) تسمية شيوخ أبی عبدالرحمٰن النسائی:

مصنف: ابو محمد عبداللہ بن محمد الجبنی الأندلسی رحمہ اللہ۔

(2) شيوخ النسائی:...... مصنف: ابو علی الحسین بن محمد الجیانی رحمہ اللہ۔

(3) رجال النسائی:...... مصنف: ابو محمد عبدالعزیز بن محمد الدورقی رحمہ اللہ۔

مباحث 6

فصل: 1

سیرت امام ابن ماجہ رحمہ اللہ

نام ونسب:...... آپ کا مکمل نام کچھ یوں ہے:

الامام الحافظ ابو عبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

ماجہ:..... ماجہ کے بارے اہل سیر کا اختلاف ہے۔

- بعض کے نزدیک یہ آپ کے والد یزید کا لقب ہے۔
- بعض کے نزدیک یہ آپ کے دادا کا لقب ہے۔
- بعض کے نزدیک یہ ماں کی طرف نسبت ہے۔

البتہ پہلا قول زیادہ راجح ہے جس کی تائید علامہ نووی رحمہ اللہ نے شرح ابن ماجہ میں، مؤرخ خلیلی قزوینی نے، علامہ فیروز آبادی نے قاموس میں شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بستان میں اور نواب صدیق الحسن رحمہ اللہ نے اتحاف اور الحطہ میں کی ہے۔

قزوین:

آپ کی نسبت قزوین کی طرف ہے جو ایران کے شہر طہران سے 100 میل کے فاصلے پر شمال مغرب میں واقع ہے یہ اس وقت موجودہ ایران کا شہر ہے سب سے پہلے اس شہر کی بنیاد شاہ پور ذوالاکتاف نے رکھی۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا اور اس کے سب سے پہلے گورنر اور والی صحابی رسول حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے یہ سن 24 ہجری کی بات ہے۔

ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں منگولوں کے حملے کی وجہ سے قزوین بالکل تباہ و برباد ہو گیا، پھر شاہان صفوی کے زمانے میں اسے دوبارہ عروج ملا، تبریز اور رشت سے تہران جانے والی سڑکیں یہاں ملتی ہیں۔

علامہ یاقوت الحموی نے معجم البلدان میں اس شہر کے متعلق کافی معلومات فراہم کی ہیں لیکن اس شہر کے بارے سب سے مشہور کتاب "التدوین فی أخبار قزوین" ہے جسے الحافظ عبدالکریم بن محمد الرافعی القزوینی رحمہ اللہ نے تالیف کیا ہے جن کا تعلق قزوین سے ہی ہے۔

پیدائش:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ سن 209 ہجری میں قزوین میں پیدا ہوئے جیسا کہ ان کے شاگرد جعفر بن ادریس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "سمعته يقول: وُلِدتُ سنة تسع وماتتين" میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ میں 209 میں پیدا ہوا۔

ابتدائی تعلیم:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے جس دور میں آنکھ کھولی وہ علوم وفنون کے عروج کا دور تھا اور قزوین اس وقت کبار محدثین کا مسکن تھا اور یہ بات طے شدہ ہے کہ آپ کا خاندان علم شرعی کی محبت سے عموماً اور علم حدیث کی محبت سے خصوصاً سرشار تھا یہی وجہ ہے کہ آپ اس علم میں اتنے نمایاں ہوئے۔

اس وقت کے تقاضوں کے مطابق آپ نے حفظ قرآن اور دینی ضروری علوم بچپن میں حاصل کیے اور اپنے علاقے کے کبار مشائخ سے مستفید ہونے کے لیے تیار ہو گئے اور قزوین کی مساجد میں حلقات حدیث میں حاضر ہونے لگے۔

اس بات کی دلیل کہ آپ نے صغر سنی میں ہی حصول علم کی ابتداء کر دی یہ ہے کہ آپ کے قزوین کے کبار مشائخ میں الامام علی بن محمد الطنافسی رحمہ اللہ ہیں جو 233 ہجری میں فوت

ہوئے جس وقت آپ کی عمر 24 سال تھی اور آپ نے ان سے کثرت سے روایات لیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ان کے پاس زیادہ دیر علم حاصل کرتے رہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ نے جوانی کی ابتداء سے ہی سماع حدیث کی ابتداء کر دی تھی جو کہ پندرہ سے بیس سال کی عمر بنتی ہے۔

طلب حدیث میں سفر:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کا شمار ان محدثین میں سے ہوتا ہے جنہوں نے طلب حدیث کے لیے بہت زیادہ اسفار طے کیے اور اس وقت کے تمام بڑے علمی مراکز تک پہنچے اور وہاں کے کبار مشائخ سے استفادہ کیا، آپ کے بارے امام مزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ذو التصانيف النافعة والرحلة الواسعة۔"[1]

امام ابن ماجہ بڑی نفع مند تصانیف اور وسیع تر اسفار والے ہیں۔

یہاں ہم ان شہروں اور وہاں کے مشائخ کا ذکر کرتے ہیں جن کی طرف آپ نے سفر طے کیا اور ان سے استفادہ کیا۔

قزوین:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حفظ قرآن کے بعد ابتدائی علوم وفنون سیکھے اور پھر اپنے علاقے قزوین کے کبار مشائخ سے حدیث کا سماع کیا آپ کے قزوین کے مشہور مشائخ جن سے اپنی سنن میں بھی روایات بیان کرتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1: ابو الحسن علي بن محمد الطنافسي رحمہ اللہ (ت233ھ)

2: عمرو بن رافع البجلي رحمہ اللہ (ت237ھ)

3: ابو سهل اسماعيل بن توبه رحمہ اللہ (ت247ھ)

4: هارون بن موسى بن حيان التميمي رحمہ اللہ (ت248ھ)

---

[1] تهذيب الكمال: 40/27.

نیساپور:

امام ابن ماجہ طلب حدیث کے لیے خراسان کے شہر نیشاپور روانہ ہوئے اور وہاں کے کبار مشائخ سے حدیث کا سماع کیا آپ کے مشہور مشائخ یہ ہیں:

1: عبداللہ بن الجراح التمیمی رحمہ اللہ (ت 232ھ)

2: اسحاق بن منصور الکوسج رحمہ اللہ (ت 251ھ)

3: محمد بن یحییٰ الذہلی رحمہ اللہ (ت 258ھ)

4: احمد بن یوسف السلمی رحمہ اللہ (ت 262ھ)

الرّي:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ سماع حدیث کے لیے خراسان کے دوسرے شہر الري کی طرف بھی روانہ ہوئے لیکن الرّی کے مشائخ میں سے قابل ذکر محمد بن اسماعیل الرازی رحمہ اللہ ہیں۔

اسی طرح مرد شہر کے مشائخ میں سے قابل ذکر الحسین بن الحسن المروزی رحمہ اللہ (ت 246ھ) ہیں جن سے امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایات بھی بیان کی ہیں۔

بغداد:

جس زمانے میں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے آنکھ کھولی اس زمانے میں بغداد کو اپنے علم و فضل علمی درسگاہوں اور کبار مشائخ کی آمد و رفت کے لحاظ سے ایک مرکزی مقام حاصل تھا چنانچہ امام ابن ماجہ نے طلب حدیث کے لیے بغداد کی طرف سفر طے کیا اور وہاں کے مندرجہ ذیل مشائخ سے حدیث کا سماع کیا:

1: ابو خیثمہ زھیر بن حرب رحمہ اللہ (ت 232ھ)

2: شجاع بن مخلد الفلاس رحمہ اللہ (ت 235ھ)

3: ھارون بن عبداللہ الحمال رحمہ اللہ (ت 243ھ)

4: مجاھد بن موسیٰ الخوارزمی رحمہ اللہ (ت 244ھ)

دمشق:

دمشق شہر بھی اس وقت اسلامی مراکز علمیہ میں شمار ہوتا تھا، چنانچہ امام ابن ماجہ طلب حدیث کے لیے دمشق بھی روانہ ہوئے اور وہاں کے کبار مشائخ سے استفادہ کیا آپ کے دمشق کے اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں:

1: عبداللہ بن احمد بن بشیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 242ھ)

2: ھشام بن عمار الدمشقی (ت 244ھ)

3: عبدالرحمن بن ابراھیم دُحیم رحمہ اللہ (ت 245ھ)

4: احمد بن أبی الحواری رحمہ اللہ (ت 246ھ)

حمص:

دمشق کے علاوہ آپ شام کے شہر حمص بھی روانہ ہوئے اور وہاں کے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا جن میں سے چند ایک کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

1: محمد بن مصفی القرشی رحمہ اللہ (ت 247ھ)

2: عمرو بن عثمان بن سعید الحمصی رحمہ اللہ (ت 250ھ)

3: کثیر بن عبید الحمصی رحمہ اللہ (ت 250ھ)

4: ھشام بن عبدالملک الیزنی رحمہ اللہ (ت 251ھ)

کوفہ:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بلادِ شام کی طرح بلادِ عراق کی طرف بھی سفر طے کیا اور عراق کے مختلف شہروں کا چکر لگایا اور وہاں کے کبار علماء محدثین سے حدیث کا سماع کیا چنانچہ آپ عراق کے شہر کوفہ آئے جو کہ فقہاء محدثین کا شہر تھا اور یہاں کے علماء سے مستفید ہوئے آپ کے مشہور کوفی مشائخ مندرجہ ذیل ہیں:

1: محمد بن عبداللہ بن نمیر الکوفی رحمہ اللہ (ت 234ھ)

2: ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ رحمہ اللہ (ت 235ھ)

3: جبّارۃ بن المغلس رحمہ اللہ (ت 241ھ)

4: ھناد بن السری رحمہ اللہ (ت 243ھ)

5: ابو کریب محمد بن العلاء رحمہ اللہ (ت 247ھ)

بصرہ:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ عراق کے دوسرے مشہور شہر بصرہ بھی روانہ ہوئے جو کہ اپنے علم و فضل اور کبار مشائخ کی بناء پر مرجع علماء تھا آپ نے وہاں کے جن مشائخ سے حدیث کا سماع کیا ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

1: حمید بن مسعدۃ البصری رحمہ اللہ (ت 244ھ)

2: احمد بن عبدۃ الضبی رحمہ اللہ (ت 245ھ)

3: نصر بن علی الجھضمی رحمہ اللہ (ت 251ھ)

4: محمد بن بشار بندار رحمہ اللہ (ت 252ھ)

5: محمد بن المثنی رحمہ اللہ (ت 252ھ)

مصر:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ طلب حدیث کے لیے مصر بھی گئے اور وہاں کے مشہور زمانہ علماء و مشائخ سے حدیث کا سماع کیا آپ کے مصری مشائخ میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

1: محمد بن رمح بن المھاجر رحمہ اللہ (ت 242ھ)

2: حرملۃ بن یحیٰی التجیبی رحمہ اللہ (ت 243ھ)

3: عیسٰی بن حماد زغبۃ رحمہ اللہ (ت 248ھ)

4: احمد بن عمرو بن السرح رحمہ اللہ (ت 250ھ)

5: یونس بن عبدالاعلیٰ رحمہ اللہ (ت 264ھ)

مکۃ المکرمۃ:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ ارض مقدس حجاز کی طرف روانہ ہوئے اور بلاد حرمین مکہ و مدینہ کے علماء و مشائخ سے مستفید ہوئے آپ کے مکی مشائخ میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

1: ابراھیم بن محمد بن العباس (ت237ھ)
2: یعقوب بن حمید بن کاسب رحمہ اللہ (ت240ھ)
3: محمد بن عثمان بن خالد العثمانی رحمہ اللہ (ت241ھ)
4: الحسن بن علی الخلال رحمہ اللہ (ت242ھ)
5: محمد بن یحییٰ بن ابی عمر العدنی رحمہ اللہ (ت243ھ)

مدینہ نبویہ:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے بلاد حرمین کے مشائخ کی تاریخ وفات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اُرض حجاز کی طرف دیگر شہروں کی نسبت جلدی آئے اور یہاں کے علماء سے مستفید ہوئے آپ کے مدنی مشائخ میں سے چند ایک یہ ہے:

1: ابراھیم بن المنذر القرشی المدنی رحمہ اللہ (ت236ھ)
2: احمد بن ابی بکر الزھری رحمہ اللہ (ت242ھ)
3: محمد بن عبید بن میمون المدنی رحمہ اللہ

واسط:

جن شہروں کی طرف امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے طلب حدیث کے لیے سفر طے کیا ان میں سے ایک واسط شہر بھی ہے آپ کے یہاں کے مشائخ میں سے چند درج ذیل ہیں:

1: محمد بن خالد بن عبداللہ الواسطی رحمہ اللہ (ت240)
2: تمیم بن المنتصر الواسطی رحمہ اللہ (ت244ھ)
3: احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کا عقیدہ:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ اپنے منہج اور عقیدے کے اعتبار سے اہل سنت والجماعت کے عقائد کے حاملین میں سے تھے اور اہل بدعت، اہل رائے اور خوارج ومعتزلہ کے عقائد باطلہ کے انتہائی مخالف اور تردید کرنے والے تھے اس بات کا بہت بڑا ثبوت آپ کی شہرہ آفاق تصنیف سنن کے مقدمہ سے لگایا جاسکتا ہے جوانہوں نے سنن کے شروع میں قائم کیا ہے آپ نے اپنی سنن کے مقدمہ میں جو ابواب قائم کیے ہیں ان میں سے چند بطور مثال پیش خدمت ہیں تاکہ امام ابن ماجہ کے عقیدہ صحیحہ کا اندازہ لگایا جاسکے جو کہ سلف صالحین کے عقیدہ کے بالکل مطابق اور موافق تھا۔

باب اتباع سنة رسول الله ﷺ

باب تعظيم حديث رسول الله ﷺ

باب التوقّي في الحديث عن رسول الله ﷺ

باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين

باب اجتناب البدع والجدل

باب اجتناب الرأي والقياس

باب في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ

باب في ذكر الخوارج

باب فيما أنكرت الجهمية۔ وغيرها۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کا مذہب:

ظاہر یہی ہے کہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ آئمہ محدثین کے مذہب پر تھے اور کسی خاص امام کے مقلد نہ تھے جیسا کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ ...... وغیرہ کے بارے کہ کیا یہ ان آئمہ مجتہدین میں سے ہیں جنہوں

نے کسی امام کی تقلید نہیں کی یا پھر یہ لوگ مقلدین میں سے تھے؟

تو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جواب دیا:

امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ فقہ میں آئمہ مجتہدین میں سے ہیں۔

البتہ امام مسلم، ترمذی نسائی، ابن ماجہ اور ان جیسے دیگر محدثین یہ لوگ اہل الحدیث کے مذہب پر تھے علماء میں سے خاص کسی ایک کے مقلد نہیں تھے اور نہ ہی مطلق آئمہ مجتہدین میں سے ہیں بلکہ یہ حضرات آئمہ حدیث مثلاً شافعی، احمد، اسحاق، ابوعبید رحمہم اللہ اور ان جیسے دیگر آئمہ حدیث کے مجموعی قول کی طرف میلان رکھتے تھے۔ ❶

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے نزدیک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مسلک کی طرف میلان تھا جبکہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق امام ابن ماجہ رحمہ اللہ شافعی مذہب پر تھے اور علامہ طاہر جزائری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن ماجہ وغیرہ آئمہ مجتہدین میں سے کسی کے مقلد نہیں تھے بلکہ آئمہ حدیث شافعی احمد، اسحاق اور ابوعبید کے قول کی طرف میلان رکھتے تھے یعنی اہل عراق کے مذہب کے مقابل اہل حجاز کی طرف زیادہ مائل تھے۔ ❷

خلاصۂ کلام یہی ہے کہ امام مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ و دیگر علمائے حدیث اہل حدیث کے مذہب پر تھے وہ کسی خاص معین شخص کے مقلد نہ تھے اور نہ کسی خاص مذہب کی طرف میلان رکھتے تھے بلکہ کتاب وسنت اور منہج سلف ہی ان کا دستور اور منشور تھا جیسا کہ ان کی کتب سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے۔

اہل علم کے ہاں مقام ومرتبہ:

اللہ تعالیٰ نے امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کو بہت سی صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازا تھا آپ کے علم وفضل اور باکمال شخصیت کا اعتراف ہر زمانے کے علماء نے کیا ہے۔ آپ جب اپنے اسفار سے واپس لوٹے اور درس و تدریس میں مصروف ہوئے تو آپ کے عالم باعمل ہونے

❶ مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: 20/39-40.

❷ توجیہ النظر، ص: 185.

کے ساتھ ساتھ، حفظ حدیث، فقہ حدیث اور جلالت شان کی وجہ سے بہت جلد اہل قزوین اور اطراف کے علماء کے لیے ایک مرجع بن گئے آپ کے علم وفضل اور بلند مقام کے حوالے سے چند علماء محدثین کے اقوال پیش خدمت ہیں:

❁ امام ابو یعلی خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ثقة كبير، متفق عليه، محتجّ به، له معرفة بالحديث والحفظ۔"

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ ثقہ بڑی شان والے، متفق علیہ شخصیت، قابلِ حجت، حدیث اور حفظِ حدیث پر مکمل معرفت رکھنے والے تھے۔

مزید فرماتے ہیں: "عالم بهذا الشأن، ورعٌ، مكثر، صاحب تصانيف۔" ❶

آپ اس (فن حدیث) کے عالم، تقویٰ ورع والے، کثرت روایت والے اور صاحب تصانیف ہیں۔

❁ حافظ عبدالکریم الرافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وهو امام من آئمة المسلمين، كبير متقنٌ، مقبولٌ بالاتفاق" ❷

امام ابن ماجہ آئمہ مسلمین میں سے ایک امام بڑی شان والے مضبوط عالم اور بالاتفاق مقبول شخصیت کے حامل تھے۔

❁ معروف مؤرخ ابن خلکان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"الحافظ المشهور، مصنف كتاب السنن في الحديث، كان إمامًا في الحديث عارفا بعلومه، وجميع ما يتعلق به۔" ❸

❶ التقييد: 121/1۔ ❷ التدوين: 49/2۔

❸ وفيات الاعيان: 279/4۔

''امام ابن ماجہ رحمہ اللہ مشہور حافظ حدیث میں السنن کتاب کے مصنف، حدیث میں امام، علوم حدیث اور اس کے متعلقہ تمام فنون کی معرفت رکھنے والے تھے۔''

- حافظ ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''امام ابن ماجہ ایک سمجھ دار، امام اور عالم تھے۔'' ❶

- حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امام ابن ماجہ بہت بڑے حافظ حدیث، قابل حجت اور مفسر تھے۔

مزید فرماتے ہیں: امام ابن ماجہ حافظ (حدیث) امام ناقد، سچے اور وسیع علم والے تھے۔ ❷

- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''امام ابن ماجہ رحمہ اللہ مشہور سنن کتاب کے مصنف ہیں جو ان کے علم، عمل، علم میں تبحر، وسیع اطلاع اور اصول وفروع میں ان کے متبع سنت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔'' ❸

- حافظ ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امام ابن ماجہ آئمہ اعلام میں سے ایک، سنن کتاب کے مصنف جو اسلام کی کتب میں سے ایک ہے، حافظ ثقہ اور بڑی شان والے تھے۔ ❹

ان تمام اقوال کی روشنی میں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ امام صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے زمانے میں بڑی مقبولیت عطا فرمائی وہ قزوین کے ایک بڑے محدث بنے جن سے علماء طلبہ نے خوب فیض حاصل کیا، آپ عالم باعمل، عالم ربانی تھے مزید یہ کہ آپ صاحبِ تصانیف بھی تھے اور آپ کی سنن نے خصوصاً أطراف عالم میں شہرت اور مقبولیت حاصل کی۔ حتی کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں: كتابه في السنن جامعٌ جيّدٌ۔
''ان کی کتاب سنن کتب میں سے ایک بڑی عمدہ جامع ہے۔''

---

❶ الكامل في التاريخ: 62/6.
❷ سير اعلام النبلاء: 277/13تا 278.
❸ البداية والنهاية: 52/11.
❹ شذرات الذهب: 162/2.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے اساتذہ:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے چونکہ طلب حدیث کے لیے اس دور کے تمام علمی مراکز کا سفر طے کیا اور مختلف بلاد اسلامیہ کا چکر لگایا اس لیے آپ نے مشائخ کی ایک بہت بڑی جماعت سے فیض حاصل کیا حتی کہ امام مزی رحمہ اللہ آپ کے بارے یوں فرماتے ہیں:

"سمع بخراسان والعراق والحجاز ومصر و الشام وغيرها من البلاد جماعة يطول ذكرهم۔"[1]

''آپ نے خراسان، عراق، حجاز مصر، شام اور دیگر شہروں کی ایک بڑی جماعت سے سماع کیا جن کا ذکر کرنا طویل ہے۔''

بعض اہل علم نے آپ کے مشائخ کو شہروں کے لحاظ سے مرتب کیا ہے اور ان کی تعداد 310 ذکر کی ہے۔

یہاں ہم آپ کے چند مشہور مشائخ کا ذکر کرتے ہیں جن سے آپ نے اپنی سنن میں کثرت سے روایات بیان کی ہیں:

1: علی بن محمد بن اسحاق الطنافسی رحمہ اللہ (ت233ھ)

2: محمد بن عبداللہ بن نمیر الھمدانی رحمہ اللہ (ت234ھ)

3: ابوبکر بن ابی شیبہ الکوفی رحمہ اللہ (ت235ھ)

4: عثمان بن محمد العبسی رحمہ اللہ (ت239ھ)

5: محمد بن الصباح الجرجرانی رحمہ اللہ (ت240ھ)

6: محمد بن رمح رحمہ اللہ (ت242ھ)

7: ھشام بن عمار السلمی رحمہ اللہ (ت245ھ)

8: عبدالرحمن بن ابراھیم دحیم رحمہ اللہ (ت245ھ)

9: احمد بن عبدہ الضبی رحمہ اللہ (ت245ھ)

---

[1] تھذیب الکمال: 40/27.

10: ابو کریب محمد بن العلاء (ت247ھ)

11: نصر بن علی الجهضمی رحمہ اللہ (ت250ھ)

12: اسحاق بن منصور الکوسج (ت251ھ)

13: محمد بن المثنی رحمہ اللہ (ت252ھ)

14: محمد بن بشار بندار رحمہ اللہ (ت252ھ)

15: محمد بن یحییٰ الذهلی رحمہ اللہ (ت258ھ)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے تلامذہ:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ قزوین سے طلب حدیث کے لیے نکلے اور پندرہ سال سے زائد عرصہ تک مختلف علاقوں کے سفر کرتے رہے اور کبار مشائخ سے حدیث کا سماع کرتے رہے اس لمبے عرصے کے بعد جب امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک مقام اور شہرت حاصل کرلی تو تالیف وتصنیف اور روایتِ حدیث کے لیے واپس اپنے علاقے قزوین آگئے اُطراف عالم سے طلاب آپ کی طرف آنے لگے اور آپ سے حدیث اور علوم حدیث کا فیض پانے لگے۔ آپ کے سامنے زانوئے تلمذ اختیار کرنے والے کثیر تعداد میں ہیں البتہ چند ایک قابل ذکر ہم یہاں درج کرتے ہیں:

1: محمد بن عیسیٰ الصفار رحمہ اللہ (ت307ھ)

2: علی بن سعید العسکری رحمہ اللہ (ت313ھ)

3: احمد بن ابراهیم القزوینی رحمہ اللہ (ت327ھ)

4: احمد بن محمد المدینی رحمہ اللہ (ت333ھ)

5: سلیمان بن یزید بن سلیمان رحمہ اللہ (ت339ھ)

6: ابو الحسن علی بن ابراهیم القزوینی رحمہ اللہ (ت345)

7: احمد بن روح بن زیاد الشعرانی رحمہ اللہ (ت369ھ)

8: اسحاق بن محمد بن اسحاق بن یزید الکیسانی رحمہ اللہ۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی وفات:

حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے قزوین میں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی کتاب "التاریخ" کا نسخہ دیکھا جو عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر ان کے زمانہ تک کے رجال اور امصار کے حالات پر مشتمل تھا، اس تاریخ کے آخر میں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد جعفر بن ادریس کی یہ تحریر تھی کہ ابو عبداللہ محمد بن یزید رحمہ اللہ نے دوشنبہ (سوموار) کے دن انتقال فرمایا اور سہ شنبہ (منگل) 22 رمضان المبارک 273ھ کو دفن کیے گئے، میں نے خود ان سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں 209ھ میں پیدا ہوا تھا اس حساب سے وفات کے وقت ان کی عمر 64 سال تھی۔ ان کی وفات پر علماء نے مرثیے پڑھے۔ ❶

آپ کو محمد بن علی القہرمان اور ابراہیم بن دینار الورّاق نے غسل دیا اور آپ کے بھائی ابوبکر نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو آپ کے دو بھائیوں ابوبکر اور ابو عبداللہ اور بیٹے عبداللہ نے قبر میں اُتارا۔ ❷

اللهم اغفرله وارحمه وارفع درجته في المهديين۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی مؤلفات:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی تصنیفات کے حوالے سے کوئی زیادہ تعداد ذکر نہیں کی جاتی جبکہ آپ بڑے متبحر عالم اور اپنے زمانے کے مشہور محدث اور صاحب علم و فضل تھے ہو سکتا ہے کہ اس کی بڑی وجہ درس حدیث و تدریس میں مشغولیت ہو البتہ آپ کی تین تصانیف ہیں جو اہل علم نے ذکر کی ہیں۔

(1) السنن:...... یہ آپ کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے جس سے آپ کو شہرت ملی اور جو ان کی علمی یادگار امت کے پاس موجود اور متداول ہے۔

(2) تفسیر القرآن:...... بعض اہل علم نے اس کتاب کا نام تفسیر القرآن الکریم ذکر

---

❶ شروط الائمه الستة، ص: 26۔ ❷ التدوين: 50/2۔

کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس تفسیر کو تفسیرٌ حافِلٌ کہا ہے اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الاتقان میں ذکر کیا ہے کہ یہ تفسیر امام ابن جریر کی تفسیر کی طرز پر تھی۔ حافظ مزی رحمہ اللہ نے تہذیب الکمال میں ذکر کیا ہے کہ مجھے تفسیر ابن ماجہ کے دو منتخب اجزاء ملے۔

(3) التاریخ:...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے عصر صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر اپنے عہد تک کی تاریخ اس کتاب میں بیان کی۔ یہ کتاب امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد بھی ایک عرصہ دراز تک موجود رہی جیسا کہ ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رأیتُ له بقزوین تاریخًا علی الرجال والأمصار من عهد الصحابة إلی عصره"

مشہور مؤرخ ابن خلکان رحمہ اللہ نے اس تاریخ کو تاریخٌ ملیحٌ کے وصف سے ذکر کیا ہے اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کو تاریخ کامل کے وصف سے ذکر کیا ہے۔

لیکن اس وقت امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی آخری دونوں کتابیں مفقود ہیں۔

فصل: 2

سنن ابن ماجہ

کتاب کا نام:

یہ کتاب اہل علم میں اپنے مصنف کی طرف نسبت سے مشہور ہے یعنی سنن ابن ماجہ البتہ بعض علماء نے اس کا نام "المسند" بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ حافظ عبدالکریم الرافعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: "وكتب مسنده بيده"۔

لیکن امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کا نام بذات خود "السنن" ذکر کیا ہے جیسا کہ امام ذہبی رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ امام ابن ماجہ فرماتے ہیں:

"عرضت هذه السنن على أبي زرعة فنظر فيه ...... الخ۔"[1]

اور یہی نام اکثر ان علماء نے ذکر کیا ہے جنہوں نے مختلف فنون اور مصنفات پر کتب لکھی ہیں۔

کتاب کا موضوع:

یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے ابواب فقہیہ پر مرتب ہے اور اس میں احکام کی روایات جمع کی گئی ہیں اسی لیے یہ اپنے طرز تصنیف کے اعتبار سے سنن کتب میں شامل ہے کیونکہ "سنن" ان کتب حدیث کو کہا جاتا ہے جو ابواب فقہیہ پر مرتب ہیں اور مرفوع روایات پر مشتمل ہوں۔

بظاہر کتاب کے طرز سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی غرض یہ تھی کہ اپنے علاقے کے لوگوں کے لیے احکام کی روایات جمع کر دی جائیں جو ابواب فقہیہ پر مرتب

---

[1] سیر اعلام النبلاء: 378/13۔

ہوں یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں تکرار سے، علمی پیچیدگیوں سے اجتناب کیا ہے اور کتاب کے شروع میں ایک نہایت مفید مقدمہ لکھا ہے جس میں ایک مسلمان کے لیے صحیح عقیدہ اور بنیادی منہج کی طرف رہنمائی کی گئی ہے مزید یہ کہ اس میں کتاب الادب اور کتاب الفتن بھی ذکر کیا ہے جوکہ سنن کتب کا موضوع نہیں لیکن چونکہ ایک مسلمان کے لیے ان مسائل کی طرف بھی رہنمائی ضروری تھی یہی وجہ ہے کہ اس کتاب نے قزوین اور آس پاس کے علاقوں میں بڑی پذیرائی حاصل کی اور مقبولیت پائی جیسا کہ امام ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وهذا الكتاب وان لم يشتهر عند أكثر الفقهاء فإن له بالرّي وماوالاه من ديار الجبل وقوهستان وما زندران و طبرستان شأن عظيم ، عليه اعتمادهم ، وله عندهم طرق كثيرة۔"[1]

"یہ کتاب اگرچہ اکثر فقہاء کے ہاں شہرت نہیں پا سکی لیکن ري اور اس کے آس پاس جو پہاڑی علاقے قوہستان، مازندران اور طبرستان وغیرہ میں اس کی بڑی شان ہے اسی پر وہ اعتماد کرتے ہیں اور اس کتاب کی ان کے ہاں مختلف سندیں ہیں۔"

سنن ابن ماجہ کے رواۃ:

امام رافعی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ سنن ابن ماجہ کو روایت کے کرنے والے چار مشہور راوی ہیں:

1: ابو الحسن على بن إبراهيم بن سلمة القطان القزويني رحمہ اللہ

2: سليمان بن يزيد القزويني رحمہ اللہ

3: أبو جعفر محمد بن عيسى المطوعى رحمہ اللہ

4: ابوبكر حامدبن ليثويه الابهريان۔

البتہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مزید دو افراد سنن ابن ماجہ کو روایت کرنے والے بیان کیے ہیں۔

[1] التقييد : 120/1 .

1: سعد بن محمد البروجردی رحمہ اللہ

2: ابراھیم بن دینار الھمدانی رحمہ اللہ

الشیخ محمد مصطفیٰ اعظمی کہتے ہیں کہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابوالحسن القطان کی روایت ہی متداول اور مشہور ہے اور اس کتاب کی جو دیگر روایات ہیں وہ تھوڑے عرصہ بعد ہی مفقود ہوگئیں۔

ابوالحسن القطان کی سنن ابن ماجہ کی روایت موجود ہے لیکن اس روایت میں ابوالحسن القطان کے اپنی طرف سے اضافہ جات ہیں جیسا کہ حافظ ابن نقطہ بیان کرتے ہیں: "حدّث بکتاب السنن لأبي عبدالله وله فيها زيادات عن جماعةٍ من شيوخه"❶

اسی طرح بعض روایات کی تعلیل بھی ابوالحسن القطان نے اپنی طرف سے کی ہے جیسا کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وفی غضون كتابهٖ أحاديثُ يُعِلُّها صاحبُه الحافظ أبو الحسن ابن القطان۔ "

سنن ابن ماجہ میں کتب، ابواب اور احادیث:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی سنن کو کتب اور ابواب پر اس انداز سے مرتب کیا ہے کہ سب سے پہلے کتاب ذکر کرتے ہیں پھر ہر کتاب کے تحت ابواب اور ہر باب کے تحت احادیث۔ اپنی کتاب السنن کی ابتداء ایک مقدمہ سے کی ہے جس میں سنت کی اہمیت، مقام و مرتبہ اور منہج سلف کے متعلقہ دیگر امور ذکر کیے ہیں پھر کتب فقہیہ مثلاً سب سے پہلے کتاب الطہارۃ پھر الصلاۃ پھر الصیام، پھر الزکاۃ پھر 14 کتب معاملات کے بارے پھر کتاب الحج اور کتاب کا اختتام کتاب الزھد سے کیا ہے۔

❁ حافظ ابوبکر بن نقطہ رحمہ اللہ نے ابوالحسن القطان رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

---

❶ التقييد: 401/1.

پوری سنن میں 32 کتب ہیں جن میں 1500 ابواب ہیں اور تمام ابواب میں چار ہزار احادیث ہیں۔ ❶

- شیخ فؤاد عبدالباقی رحمہ اللہ کی ترقیم کے مطابق سنن ابن ماجہ میں کتب کی تعداد: 37، ابواب کی تعداد: 1515، اور احادیث کی تعداد: 4341 ہے۔
- شیخ محمد مصطفیٰ اعظمی کی ترقیم کے مطابق ان کے طبع میں احادیث کی تعداد: 4397 ہے۔

وجہ اختلاف:

کتب ابواب اور احادیث کی تعداد میں فرق کی وجہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1)...... نسخوں کے فرق کی وجہ سے کتب ابواب اور احادیث کی تعداد میں فرق ہے۔

جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جب روایت سعدون والا نسخہ سنن کا دیکھا تو فرمایا:

"أن في رواية سعدون في كتاب الطهارة احاديث لم يرها في رواية غيره" ❷

(2)...... یہ بھی ممکن ہے کہ حافظ ابن القطان رحمہ اللہ نے مقدمہ سنن ابن ماجہ کی روایات کے بغیر ترقیم ذکر کی ہو اور شیخ فؤاد رحمہ اللہ نے مقدمہ کی روایات ترقیم میں شامل کی ہوں کیونکہ مقدمہ میں 266 روایات ہیں اگر ان کو شامل کیا جائے تو ابوالحسن ابن القطان کی نمبرنگ اور شیخ فؤاد عبدالباقی رحمہ اللہ کی نمبرنگ میں صرف 75 احادیث کا فرق رہ جاتا ہے۔

مزید یہ بھی بات قابل غور ہے کہ سنن کے راوی ابوالحسن ابن القطان رحمہ اللہ نے نمبرنگ کرتے وقت تقریباً کی بات کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: وجملة ما فيها۔

جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے ترقیم بڑی باریک بینی سے نہیں کی بلکہ اندازاً ہے۔

سنن ابن ماجہ کی روایات کی مزید تفصیل یہ ہے کہ سنن میں کل 4341 روایات ہیں جن میں سے 3002 (تین ہزار 2) ایسی روایات ہیں جو دیگر کتب ستہ میں بھی موجود ہیں اور جو باقی

❶ التقييد: 120/1.

❷ النكت الظراف على الأطراف: 35/4، رقم: 4511.

روایات ابن ماجہ میں ہیں اور صحاح ستہ میں نہیں ان کی تعداد: 1339 ہے پھر ان میں سے 428 احادیث صحیح ہیں، 199 روایات حسن درجے کی ہیں، 613 روایات ضعیف ہیں اور 99 روایات منکر و موضوع ہیں۔ ❶

سنن ابن ماجہ کا مقام:

سنن ابن ماجہ حدیث کی ان مشہور کتب میں شمار ہوتی ہے جو صحاح ستہ کے نام سے مشہور ہیں یہاں ہم اس کتاب کے متعلق اہل علم کے اقوال نقل کرتے ہیں:

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابن ماجہ کی یہ کتاب ان کے علم و عمل، تبحر علمی اور معلومات پر وسیع اطلاع کی بہت بڑی دلیل ہے۔

مزید فرماتے ہیں: "وهو كتاب مفيد قوي التبويب في الفقه۔" ❷

"یہ کتاب بڑی مفید ہے اور فقہ میں اس کی تبویب بڑی مضبوط ہے۔"

❁ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ اپنی کتاب کے بارے خود فرماتے ہیں:

"عرضت هذه السنن على أبى زرعة فنظر فيه وقال أظن إن وقع هذا فى أيدى الناس تعطلت هذه الجوامع وأكثرها" ❸

میں نے یہ سنن امام ابو زرعہ رحمہ اللہ پر پیش کی انہوں نے اسے دیکھا اور فرمایا: میرے گمان ہے کہ اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھ لگ گئی تو یہ جوامع کتب یا اکثر بے کار تصور ہوں گی۔

نوٹ: ..... یہ قول امام ابو زرعہ رحمہ اللہ سے صحیح ثابت نہیں ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سنن أبى عبدالله كتاب حسنٌ لو لا ما كدّره من احاديث واهية ليست بالكثيرة ۔" ❹

---

❶ سنن ابن ماجه تحقيق الشيخ محمد فؤاد، ص: 1520۔

❷ اختصار علوم الحديث: 660/2۔

❸ التذكرة: 189/2۔ ❹ التذكرة: 636/2۔

امام ابو عبداللہ کی سنن بہت اچھی کتاب ہے کاش وہ اسے ایسی کمزور روایات سے پراگندہ نہ کرتے جو ہیں بھی تھوڑی سی۔

❁ حافظ عبدالکریم الرافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والحفاظ يقرنون سننه بالصحيحين وسنن أبي داود والنسائي ويحتجون بما فيه۔"❶

"حفاظ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی سنن کو صحیحین، سنن ابی داود اور نسائی سے ملاتے ہیں اور اس میں موجود احادیث سے احتجاج پکڑتے ہیں۔"

اور مزید فرماتے ہیں:

"سمعت والدي يقول: عرض كتاب السنن لابن ماجه على أبي زرعة فاستحسنه"❷

میں نے اپنے والد سے سنا کہہ رہے تھے کہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی سنن امام ابو زرعہ رحمہ اللہ پر پیش کی گئی تو انہوں نے اسے اچھا قرار دیا۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وكتابه في السنن جامع جيدٌ كثير الابواب والغرائب"

"امام ابن ماجہ کی کتاب سنن (کتابوں) میں بڑی عمدہ جامع ہے جس کے ابواب بہت زیادہ ہیں اور بہت سی احادیث غریب ہیں۔"

❁ علامہ صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وفي الواقع الذي فيه من حسن الترتيب و سرد الاحاديث بالاختصار من غير تكرار ليس في أحدٍ من الكتب"❸

---

❶ ابن ماجه وعلم حديث، ص: 128.

❷ التدوين في أخبار قزوين: 49/2.

❸ الحطة، ص: 256۔

''امر واقع یہ ہے کہ سنن ابن ماجہ میں حسن ترتیب کے ساتھ اور بغیر تکرار کے احادیث کو مختصر بیان کیا گیا ہے یہ ایسی خوبی ہے جو دیگر کتب حدیث میں سے کسی میں بھی نہیں۔''

امام ابن ماجہ کی سنن میں شرط:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بذات خود اپنی کتاب کے بارے کوئی خاص شرط ذکر نہیں کی البتہ ان کی کتاب کے طرز سے کچھ صورت واضح ہوتی ہے اور وہ یہ ہے:

(1)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کا مقصد ان تمام احکام کی روایات کو جمع کرنا ہے جن سے فقہاء نے استدلال کیا ہو۔

(2)...... روایات کو بطور اختصار ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

(3)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں صحت کا التزام نہیں کیا۔

(4)...... رجال کے لحاظ سے امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے صرف طبقہ اولی اور طبقہ ثانیہ کے رواۃ کی روایات کا اہتمام نہیں کیا بلکہ طبقہ ثالثہ اور طبقہ رابعہ کے رواۃ کی روایات بھی بیان کر دیتے ہیں حتی کہ طبقہ خامسہ کے بعض رجال کی روایات سنن ابن ماجہ میں موجود ہیں جو کہ متروکین اور مجہولین کا طبقہ ہے۔ بعض مرتبہ تو کذابین اور وضاعین کی روایات بھی بیان کر دیتے ہیں اسی وجہ سے سنن ابن ماجہ کا مرتبہ اُصول ستہ کتب میں چھٹے نمبر پر ہے۔

سنن ابن ماجہ کی خصوصیات:

سنن ابن ماجہ اگرچہ صحاح ستہ میں چھٹے مرتبے پر ہے لیکن اس کے باوجود یہ اپنے اندر بہت سی امتیازی خصوصیات سمیٹے ہوئے ہے اس کتاب کی افادیت اور اہمیت اہل علم کے ہاں مسلمہ ہے یہاں ہم سنن ابن ماجہ کی خصوصیات بیان کرتے ہیں:

(1)...... یہ کتاب احادیث کو اختصار کے ساتھ بغیر تکرار کے بیان کرنے میں خاص اہمیت کی حامل ہے جو کہ دیگر کتب میں نہیں۔

(2)...... یہ کتاب بہت سی ایسی نادر حدیثوں پر مشتمل ہے جن سے باقی صحاح خمسہ خالی ہیں۔

(3)...... مختلف شہروں کی مخصوص روایات کی طرف نشاندہی کر دیتے ہیں جو کہ اس کتاب کا خاصہ ہے۔

مثال کے طور پر باب کل مسکر حرام کے تحت دو حدیثیں بیان کی ہیں پہلی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هذا حديث المصريين" دوسری روایت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جس کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هذا حديث الرقيين"۔

(4)...... اس کتاب کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ کتاب ثلاثیات پر بھی مشتمل ہے اور ثلاثیات کے اعتبار سے صحیح بخاری کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے کیونکہ صحیح بخاری کی ثلاثیات کی تعداد 22 (بائیس) ہے، ابوداود اور ترمذی کے پاس ایک ایک ہے، امام مسلم اور نسائی کے پاس کوئی بھی نہیں جبکہ سنن ابن ماجہ میں پانچ ثلاثی روایات ہیں۔

(5)...... یہ کتاب مرفوع احادیث پر مشتمل ہے سوائے مقدمے کے یہ کتاب موقوفات اور مقطوعات سے خالی ہے۔

(6)...... مسائل اور احکام کے بیان میں بڑی جامع کتاب ہے۔

(7)...... تراجم کے عناوین مختصر اور بڑے دقیق ہیں خصوصاً فقہی تبویب بڑی عمدہ انداز سے ہے۔

(8)...... غریب احادیث کی بڑے احسن انداز سے تفصیل بیان کی گئی ہے۔

(9)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ قائم کیا ہے جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح کے شروع میں مقدمہ قائم کیا لیکن امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں حدیث کے اخذ وادا، ثقات سے روایت لینے اور تثبت کے حوالے سے محدثین کا منہج اور اپنی صحیح کی شروط ذکر کی ہیں جبکہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں

عقیدہ صحیحہ اور منہج سلف اور اتباع سنت کی اہمیت پر احادیث لائے ہیں جو کہ ہر مسلمان کے لیے انتہائی مفید ہے۔

سنن ابن ماجہ کا منہج:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں جو منہج اختیار کیا ہے وہ بڑا عمدہ اور نفیس ہے یہی وجہ ہے بہت سے علماء محدثین نے اس کتاب کی اس لحاظ سے بڑی تعریف کی ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وھو کتابٌ مفیدٌ قويُّ التبویب فی الفقه"

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سنن أبي عبدالله كتابٌ حسنٌ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وکتابه فی السنن جامعٌ جیدٌ کثیر الابواب والغرائب"

یہاں ہم امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے سنن میں جو منہج اختیار کیا ہے اس حوالے سے کچھ معلومات پیش کرتے ہیں:

(1)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہ کتاب سنن کتب کے طریقہ پر مرتب کی ہے یعنی احکام کی روایات ابواب فقہیہ کے مطابق مرتب کی ہیں۔

(2)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کتاب کی ابتداء مقدمہ سے کی جس میں، سنت، سنت کی اہمیت و مقام اور عقیدہ و منہج سلف واضح کیا ہے۔

(3)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کتب اور ابواب کی ترتیب فقہی مسائل پر کی ہے۔

(4)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ پہلے کتاب کا نام ذکر کرتے ہیں پھر ابواب اور ہر باب کے تحت احادیث لیکن احادیث بیان کرنے میں کوئی خاص تعداد مقرر نہیں کی۔

(5)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے سب سے پہلے کتاب الطہارۃ پھر الصلاۃ، پھر الصیام پھر الزکاۃ، پھر 14 کتب معاملات کے بارے پھر کتاب الحج اور کتاب کا اختتام کتاب الزھد سے کیا ہے۔

(6)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ تحویل سند کی صورت جہاں سند اکٹھی ہو رہی ہو وہاں "قالا" "قالا جميعًا" یا "قالوا" جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

(7)...... جب روایت کی سند میں ایک سے زائد شیوخ ہوتو امام ابن ماجہ روایت ذکر کرنے کے بعد واللفظ لفلان سے اشارہ کر دیتے ہیں۔

(8)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ جب متابعات اور شواہد کی اسانید ذکر کرنے کے بعد "مثله" مثله سواءٌ یا نحوه کے لفظ سے وضاحت کرتے ہیں۔

(9)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ روایات کو مکرر نہیں لاتے اگر روایات مکرر لائیں تو ایک ہی باب کے تحت ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ ایک ہی موضوع کی تمام روایات ایک دوسرے سے تقویت حاصل کر لیں اور مزید یہ کہ سند اور متن کا فرق ہوتو وہ بھی واضح کر دیتے ہیں۔

(10)...... بسا اوقات حدیث بیان کرنے کے بعد اس روایت کی صحت یا ضعف بیان کر دیتے ہیں، جیسے: "كتاب إقامة الصلاة باب ماجاء فی صلاة الحاجة" کے تحت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کرنے کے بعد ذکر کرتے ہیں: قال ابو اسحاق : هذا حديثٌ صحيحٌ۔

اسی طرح كتاب العتق ، باب المدبر کے تحت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کر کے فرماتے ہیں: قال ابو عبدالله : ليس له أصلٌ۔

(11)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کا شمار جرح وتعدیل کے آئمہ میں سے ہوتا ہے اس لیے وہ اپنی سنن میں بعض راویوں کے بارے جرح وتعدیل بیان کرتے ہیں:

جیسے كتاب الصيام ، باب فی الصائم لاترد دعوته کے تحت حدیث کی سند بیان کرتے ہوئے: "عن سعد أبی مجاهد الطائی- وكان ثقةً- عن أبی مُدِلَّةَ-وكان ثقةً- عن ابی هريرة رضی الله عنه ...... حدیث نمبر: 1752"

(12)...... اگر کوئی راوی اس حدیث کو بیان کرنے میں متفرد ہوتو اس کے تفرد کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ جیسے كتاب التجارات ، باب الاقتصاد فی طلب المعيشة

کے تحت حدیث انس رضی اللہ عنہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: هذا حديث تفرد به اسماعيل...... ، رقم الحدیث: 2143۔

"كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها ، باب ماجاء في الخطبة يوم الجمعة " کے تحت حدیث عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: 1108 بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: غريب لايحدّث به إلا ابن أبي شيبه وحده۔

(13)...... اگر کسی حدیث کو بیان کرنے میں کوئی خاص شہر والے منفرد ہوں تو اس کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں، جیسے:

"كتاب الاشربة ، باب كل مسكر حرام حديث ابن مسعود رضي الله عنه ، رقم الحديث :3388 کے بعد فرماتے ہیں:"هذا حديث المصريين"

(14)...... حدیث میں موجود غریب اور مشکل الفاظ کی شرح اور وضاحت کر دیتے ہیں جیسے: كتاب المساجد ، باب المساجد في الدور حدیث نمبر:756، کے تحت فرماتے ہیں:"قال ابن ماجه : الفَحْلُ هو الحصيرُ الذى قد اسْوَدّ"

(15)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ جب اپنی سنن میں دو متعارض اُحادیث بیان کریں تو ان میں سے جو راجح ہو اس کی وضاحت کر دیتے ہیں، جیسے:

كتاب الجنائز باب ماجاء في الصلاة على الجنائز في المسجد کے تحت دو احادیث لائے۔

(i) حديث ابي هريرة رضي الله عنه حدیث نمبر:1517 (مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا منع ہونے کے بارے)

(ii) حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا، حدیث نمبر:1518 (مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا جواز)۔

ان دونوں روایات کے بعد فرماتے ہیں: قال ابن ماجه : حديث عائشة رضي الله عنها أقوى۔

(16)...... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں عالی اور نازل اسانید کا بھی اہتمام کیا ہے عالی سند جو سنن میں ہے وہ ثلاثی ہے جن کی تعداد پانچ ہیں اور نازل سند جو سنن میں ہے ثمانی ہے جو کہ بہت تھوڑی ہیں۔

سنن ابن ماجہ کا صحاح ستہ میں مرتبہ:

سنن ابن ماجہ کا صحاح ستہ میں کون سا مرتبہ ہے اور کیا یہ صحاح ستہ میں شامل ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے علماء محدثین میں قدرے اختلاف ہے اور یہ اختلاف تین اُقوال پر مبنی ہے۔

پہلا قول :...... سنن ابن ماجہ صحاح ستہ میں شامل ہے اور اس کا چھٹا مرتبہ ہے۔

اس قول کے سب سے پہلے قائل حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ ہیں جنہوں نے صحاح ستہ کے اُطراف جمع کیے اور سنن ابن ماجہ کو اس میں شامل کیا اسی طرح شروط الائمة الستة کتاب لکھی اور سنن ابن ماجہ شامل کی، ان کے بعد حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے سنن اُربعہ کے اُطراف جمع کیے اور ابن ماجہ کو اس میں شامل کیا، پھر حافظ عبد الغنی المقدسی رحمہ اللہ آئے انہوں نے کتب صحاح ستہ کے رجال پر کتاب لکھی اور سنن ابن ماجہ کو ان میں شامل کیا پھر ان کے بعد اکثر محدثین جنہوں نے رجال پر کتب لکھیں یا حدیث کے اُطراف پر کتب لکھیں ابن ماجہ کو صحاح ستہ میں شامل کیا مثلاً امام مزی رحمہ اللہ نے تحفۃ الاشراف میں، رجال کی کتاب تہذیب الکمال میں پھر تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب وغیرہ کے مؤلف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے، زوائد پر لکھی جانے والی کتب جیسے مجمع الزوائد ومنبع الفوائد کے مصنف امام ہیثمی رحمہ اللہ نے اور ان کے علاوہ اور دیگر مصنفین نے سنن ابن ماجہ کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے۔

دوسرا قول :...... سنن ابن ماجہ کی بجائے مؤطا امام مالک رحمہ اللہ کتب ستہ میں شامل ہے اور اس کا چھٹا مرتبہ ہے اور اس قول کے قائل مندرجہ ذیل علماء ہیں، جیسے:

رزین بن معاویہ الاندلسی اپنی کتاب التجريد للصحاح والسنن میں اور حافظ

ابن الاثیر رحمہ اللہ اپنی کتاب جامع الاصول میں اور ان کی موافقت کرنے والے عبدالرحمٰن بن علی المعروف بابن الدیبع شیبانی رحمہ اللہ اپنی کتاب تیسیر الوصول إلی جامع الأصول میں کتب صحاح میں مؤطا مالک کو ذکر کیا ہے۔

ابو جعفر ابن الزبیر غرناطی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سب سے اولی بات جس کی طرف میں رہنمائی کرنا چاہتا ہوں اور جو مسلمانوں کے ہاں قابل اعتماد ہے کہ صحاح ستہ سے مراد کتب خمسہ اور مؤطا مالک ہیں۔ جو ان سے پہلے لکھی گئی اور رتبے میں بھی ان سے پیچھے نہیں۔ ❶

اور نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے امام ابن الاثیر رحمہ اللہ کا جامع الاصول کا طرز ذکر کرنے کے بعد فرمایا: "والحق معه" ❷

نیز اہل مغرب علماء کا بھی یہی موقف ہے۔

تیسرا قول: ...... نہ سنن ابن ماجہ اور نہ ہی مؤطا مالک صحاح ستہ میں شامل ہے بلکہ دونوں ہی صحاح ستہ سے خارج ہیں اور صحاح ستہ میں چھٹی کتاب سنن دارمی ہے۔

اور اس قول کے قائل حافظ صلاح الدین العلائی رحمہ اللہ ہیں۔

راجح: ...... راجح بات یہی ہے کہ سنن ابن ماجہ صحاح ستہ میں شامل ہے اور اس کا صحاح ستہ میں چھٹا مرتبہ ہے۔

حافظ ابوالحسن السندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"غالب المتأخرين على أنه سادس الستة۔" ❸

زیادہ تر متأخرین علماء اسی بات کے قائل ہیں کہ سنن ابن ماجہ اصول ستہ میں سے چھٹی کتاب ہے۔

محمد بن جعفر کتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولما رأى بعضهم كتابه كتابًا مفيدًا قويّ النفع في الفقه

---

❶ تدریب الراوی: 170/1۔ ❷ الحطة، ص: 118۔

❸ حاشية السندي على سنن ابن ماجه: 2/1۔

ورأى من كثرة زوائده على الموطا: أدرجه على مافيه في الأصول وجعلها ستة۔"❶

جب بعض علماء نے امام ابن ماجہ کی کتاب کو مفید اور فقہ میں مضبوط نفع والی خیال کیا اور مؤطا سے زیادہ اس میں زوائد روایات دیکھی تو اسے اُصول کتب میں شامل کر دیا اور انہیں اصول ستہ بنا دیا۔

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قدموه (اى ابن ماجه) على المؤطا لكثرة زوائده على الخمسة بخلاف المؤطا۔"❷

محدثین علماء نے ابن ماجہ کو مؤطا پر مقدم کیا ہے کیونکہ بخلاف موطا کے کتب خمسہ سے اس کی زائد روایات کثرت سے ہیں۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ سنن ابن ماجہ کو اصول ستہ میں شامل کیا جائے لہٰذا جمہور علماء کی یہی رائے ہے کہ سنن ابن ماجہ صحاح ستہ میں شامل ہے اور اس کا چھٹا مرتبہ ہے۔

سنن ابن ماجہ کے تراجم:

یہ بات پیچھے گزر چکی ہے کہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں جو ابواب کے عنوان قائم کیے ہیں وہ بڑے عمدہ اور حسن ترتیب والے ہیں اور فقہی کتاب میں جن مسائل کا ہونا ضروری ہے ان تمام مسائل کو یہ کتاب بالاستیعاب شامل ہے۔

کتاب کے تراجم اور عنوان صرف مصنف کے دقیق النظر ہونے پر ہی دلالت نہیں کرتے بلکہ ضمناً یہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہوتے ہیں کہ صاحب کتاب کو احادیث پر مکمل فہم اور فقہی دسترس حاصل ہے۔

❶ الرسالة المستطرفة، ص: 12۔　❷ فتح المغيث، ص: 33۔

سنن ابن ماجہ پر طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ سنن میں تراجم کی اقسام تین طرح کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی قسم: ظاہری تراجم:

ایسے تراجم جو اپنے معنی میں واضح ہیں اور ان میں کسی لحاظ سے غور و فکر کی ضرورت نہیں ، سنن میں اس طرح کے تراجم کثرت سے ہیں البتہ اس قسم میں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے دیگر محدثین کی طرح مختلف اسلوب اختیار کیے ہیں ، مثلاً:

(1)......عنوان جملہ خبریہ کی صورت میں جیسے باب السواك ، باب السنة فی الآذان وغیرہ۔

(2)......عنوان خصوصی جملہ خبریہ کی صورت میں جیسے باب النهي أن يسبق الامام بالركوع والسجود۔

(3)......عنوان استفہام کی صورت میں جیسے: باب هل تخرج المرأة فی عدتها۔

(4)......عنوان جملہ شرطیہ کی صورت میں جیسے: باب اذا استهل المولود ورث۔

(5)......عنوان حدیث سے اقتباس کرتے ہوئے ، جیسے: باب الماء من الماء۔

(6)......عنوان کسی حکم کی ابتداء کے بارے میں جیسے: باب بدء الآذان۔

(7)......عنوان بعض علماء کے مذہب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جیسے: باب من قال لاينتفع من الميتة بإهاب ولا عصب۔

دوسری قسم: تراجم استنباطیہ:

ایسے تراجم جن کی باب کے تحت آنے والی احادیث سے مطابقت واضح نہ ہو بلکہ غور و فکر اور استنباط کرنے کی ضرورت ہو ایسے تراجم سنن ابن ماجہ میں بہت تھوڑے ہیں کیونکہ امام

صاحب کا اس کتاب کی تالیف کا بنیادی مقصد اپنے اہل بلد لوگوں کو فقہی مسائل اور ان کے دلائل سے روشناس کروانا تھا اور اس کام کے لیے اسلوب جتنا زیادہ سہل اور واضح ہوتا ہی مفید ہوتا ہے۔

البتہ تراجم کی تیسری قسم: تراجم مراسلہ:

اس سے مراد ایسے تراجم جن کے لیے کوئی خاص عنوان قائم نہ کیا گیا ہو بلکہ صرف بَابٌ کہہ کر چھوڑ دیا جاتا ہے اس کتاب کا خاصہ ہے کہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس قسم کے تراجم اپنی کتاب میں ذکر نہیں کیے۔

سنن ابن ماجہ کی احادیث کے درجات:

یہ بات طے شدہ ہے کہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں روایات کا اخراج کرنے کے لیے صحت کا التزام نہیں کیا، اور نہ ہی سنن کی تمام روایات مقبول حدیث کے درجے کی ہیں بلکہ سنن کی روایات کے مختلف درجات ہیں جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

پہلی قسم:...... کچھ روایات وہ ہیں جو صحیح ہیں اور صحیحین یا ان میں سے کسی ایک میں موجود ہیں۔

دوسری قسم:...... کچھ روایات وہ ہیں جو صحیح یا حسن درجے کی ہیں اور دیگر سنن اَربعہ میں بھی موجود ہیں۔

تیسری قسم:...... کچھ روایات وہ ہیں جو صحیح یا حسن درجے کی ہیں اور انہیں بیان کرنے میں امام ابن ماجہ متفرد ہیں۔

چوتھی قسم:...... کچھ وہ روایات ہیں جن میں بہت کم ضعف ہے۔

پانچویں قسم:...... کچھ وہ روایات ہیں جن میں ضعف شدید ہے۔

چھٹی قسم:...... کچھ وہ روایات ہیں جو موضوع اور باطل ہیں۔

پھر اس کی مزید تفصیل جو بعض اہل علم نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ پہلی قسم جو صحیحین کی

روایات پر مشتمل ہے وہ کل (1247) احادیث ہیں جن میں 561 احادیث متفق علیہ ہیں اور (182) احادیث وہ ہیں جن کو بیان کرنے میں امام بخاری منفرد ہیں اور (504) احادیث ایسی ہیں جن کو بیان کرنے میں امام مسلم رحمہ اللہ منفرد ہیں۔

پھر دوسری قسم وہ روایات جن کا اخراج کرنے میں امام ابن ماجہ دیگر اصحاب سنن ثلاثہ کے ساتھ مشترک ہیں وہ (1519) روایات ہیں۔

پھر تیسری قسم وہ روایات جن کا اخراج کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں وہ 627 احادیث ہیں۔ پھر چوتھی اور پانچویں قسم کی روایات جن میں ضعف ہے وہ 1907 احادیث ہیں البتہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف روایات کی تعداد 947 ذکر کی ہے۔

اور چھٹی قسم کی روایات جو موضوع اور باطل قسم کی ہیں ان کی تعداد: 99 ہے۔

لہٰذا سنن ابن ماجہ اور اس جیسی دیگر کتب احادیث جن کے مصنفین نے اپنی کتاب میں صحت کا التزام نہیں کیا ان کے بارے احتیاطی رائے یہی ہے کہ ان کی احادیث کو دلیل بنانے کے لیے پہلے اچھی طرح تحقیق کر لی جائے، جب ان کی صحت یقینی ہو جائے پھر اس کو دلیل بنائے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وأما سنن ابن ماجه فإنه دون هذين الجامعين - يعني كتاب أبي داود و كتاب النسائي - والبحث عن أحاديثها لازمٌ۔"❶

البتہ سنن ابن ماجہ ان دونوں جامع -یعنی امام ابوداود رحمہ اللہ کی کتاب اور امام نسائی کی کتاب- سے کم درجہ ہے اور اس کی احادیث کی تحقیق کرنا لازمی ہے۔

زوائد سنن ابن ماجہ:

اس کتاب کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت اس کتاب میں ایسی

---

❶ توضيح الأفكار: 222/1.

زوائد احادیث ہیں جو دیگر کتب خمسہ میں نہیں ہیں اور جن علماء نے سنن ابن ماجہ کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے ان کے ہاں بڑی وجہ یہی زوائد احادیث کا پایا جانا ہے۔

سنن ابن ماجہ کی زوائد کے بارے یہ بات مشہور کر دی گئی ہے کہ ہر وہ حدیث جس کا اخراج کرنے میں امام ابن ماجہ دیگر کتب خمسہ سے منفرد ہوں تو وہ روایت ضعیف ہوگی۔ جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ قاعدہ اور ضابطہ مقرر کرنا غلط اور غیر ثابت ہے جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

شمس الدین محمد بن علی الحسینی فرماتے ہیں:

"سمعت شيخنا أبا الحجاج المِزّيَ يَقُول: كل ما ينفرد به ابن ماجه فهو ضعيف"

میں نے اپنے استاذ ابو الحجاج مزی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ہر وہ حدیث جس کو بیان کرنے میں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ منفرد ہوں وہ ضعیف ہوگی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس اثر کو نقل کرنے کے بعد فرماتے: "وليس الأمر في ذالك على إطلاقه باستقرائي۔" ❶

میری تحقیق کے مطابق اس بارے مطلق طور پر معاملہ ایسے نہیں ہے۔

پھر مزید فرماتے ہیں: "لكن حمله على الرجال أولى و أما حمله على الاحاديث فلا يصِحّ" لیکن اس بات کو (سنن ابن ماجہ) کے رجال پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے اور سنن کی احادیث پر محمول کرنا صحیح نہیں۔

البتہ علامہ ابو الحسن السندی رحمہ اللہ امام مزی رحمہ اللہ کے قول کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"وليس بكُلّيٍ ولكن الغالب كذالك"

یہ بات کلی طور پر تو نہیں ہے لیکن زیادہ تر اسی طرح ہی ہے۔

---

❶ تهذيب التهذيب: 737/4.

خلاصہ:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نہ تو سنن ابن ماجہ کی زوائد احادیث پر مطلق طور پر ضعیف ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے کیونکہ الشیخ محمد فؤاد عبدالباقی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق زوائد احادیث کی تعداد 1339 ہے جس میں سے 428 احادیث ایسی ہیں جن کے رجال ثقہ ہیں اور وہ روایات صحیح الاسناد ہیں اور 199 حدیثیں ایسی ہیں جن کی اسانید حسن درجے کی ہیں۔

اسی طرح نہ ہی ایسے راویوں پر مطلق طور پر ضعف کا حکم لگایا جا سکتا ہے جن سے روایت لینے میں امام ابن ماجہ متفرد ہیں کیونکہ ایسے راوی پائے گئے ہیں جو صرف سنن ابن ماجہ کے راوی ہیں اور ثقہ عادل ہیں مثال کے طور پر چند مندرجہ ذیل ہیں:

1: احمد بن ثابت الجحدری۔
2: أبو بكر البصری
3: احمد بن محمد بن یحییٰ بن سعید القطان
4: أبو سعید البصری
5: احمد بن منصور بن یسار البغدادی
6: ابراهیم بن محمد بن عبدالله بن جحش الاسدی
7: أرقم بن شرحبیل الاودی الکوفی
8: اسحاق بن ابراهیم بن داود السواق البصری
9: اسماعیل بن ابراهیم البالسی
10: ایوب بن محمد الهاشمی البصری القلب

اس کے علاوہ اور بھی راوی ہیں۔

زوائد کی تعداد:

شیخ محمد فؤاد عبدالباقی رحمہ اللہ نے اپنے اعداد و شمار کے مطابق جو زوائد احادیث کی تعداد

ذکر کی ہے وہ 1339 ہیں جن میں 428 احادیث صحیح الاسناد ہیں اور 199 حدیثیں ان میں سے حسن درجے کی ہیں۔

اور 613 ایسی احادیث ہیں جو سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں اور باقی 99 حدیثیں ایسی ہیں جو موضوع اور مکذوب ہیں۔

سنن ابن ماجہ کی شروحات:

اس کتاب کی مقبولیت کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ زمانہ قدیم سے لے کر عصر حاضر تک مختلف اعتبارات سے اس کتاب پر شروح وحواشی اور اس کے رجال پر خدمات سرانجام دی جارہی ہیں۔ یہاں ہم سنن ابن ماجہ کی چند مشہور شروح وحواشی بیان کرتے ہیں:

(1) شرح سنن ابن ماجه:

مصنف: ابو الحسن ابن النعمة الأندلسی رحمہ اللہ (ت 567ھ)

(2) شرح سنن ابن ماجه:

مصنف: موفق الدین عبداللطیف البغدادی رحمہ اللہ (ت 629ھ)

(3) الاعلام بسنته علیه السلام:

مصنف: الحافظ علاء الدین مغلطائی بن قُلَیج (ت 762ھ)

(4) شرح زوائد السنن:

مصنف: سراج الدین عمر بن علی بن الملقن رحمہ اللہ (ت 804ھ)

(5) الدیباجه فی شرح سنن ابن ماجه:...... مصنف: ابو البقاء محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ الدِمیری رحمہ اللہ (ت 808ھ)

(6) مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه:

مصنف: الامام احمد بن ابی بکر البوصیری رحمہ اللہ (ت 840ھ)

(7) مصباح الزجاجه علی سنن ابن ماجه:...... مصنف: جلال الدین

عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللہ (ت911ھ)

(8)انجاح الحاجه علی سنن ابن ماجه:

مصنف:الشیخ عبدالغنی بن أبی سعید الدهلوی رحمہ اللہ (ت1296ھ)

(9)انجاز الحاجه شرح سنن ابن ماجه:...... مصنف:الشیخ محمد علی جانباز رحمہ اللہ۔

سنن ابن ماجہ کے رجال پر کتب:

سنن ابن ماجہ کے رجال پر خاص تالیف امام ذہبی رحمہ اللہ کی ہے جس کا نام:

المجرّد فی اسماء رجال سنن ابن ماجه:...... البتہ مجموعی طور پر صحاح ستہ کے رجال پر جو کتب لکھی گئیں اور ان میں سنن ابن ماجہ کے رجال پر بھی ضمناً کلام موجود ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1)الکمال فی أسماء الرجال:

مصنف:الحافظ عبدالغنی المقدسی رحمہ اللہ (ت600ھ)۔

(2)تهذیب الکمال:

مصنف:الامام ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحمن المزی رحمہ اللہ۔

(3)تذهیب التهذیب: مصنف:شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذهبی رحمہ اللہ (ت748ھ)۔

(4)الکاشف فی معرفة من له روایة فی الکتب الستة:...... مصنف:شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذهبی رحمہ اللہ (ت748ھ)۔

(5)تهذیب التهذیب:

مصنف:ابو الفضل احمد بن علی بن حجز العسقلانی رحمہ اللہ (ت852ھ)

(6)تقریب التهذیب:

مصنف:ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ

فوائد

صحاح ستہ پر لکھتے ہوئے کچھ فوائد اور دلچسپ معلومات حاصل ہوئیں جو کتب ستہ اور ان کے مؤلفین کے بارے مجموعی طور پر تھیں تو دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ ان معلومات کو علماء و طلباء تک پہنچانا چاہیے تاکہ اس سے تمام مستفید ہوں۔

(1) مشائخ:

صحاح ستہ کے مؤلفین کے وہ مشائخ جن سے صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے حدیث کا سماع کیا اور ان سے روایت بیان کی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1: الامام عباس بن عبد العظیم العنبری رحمہ اللہ (ت 236ھ)

2: الامام قتیبة بن سعید البغلانی رحمہ اللہ (ت 240ھ)

3: الامام ابو کریب محمد بن العلاء رحمہ اللہ (ت 247ھ)

4: ابو حفص عمرو بن علی الفلّاس رحمہ اللہ (ت 249ھ)

5: الامام نصر بن علی الجهضمی رحمہ اللہ (ت 250ھ)

6: الامام ابو موسی محمد بن المثنی رحمہ اللہ (ت 252ھ)

7: الامام یعقوب بن ابراهیم الدورقی رحمہ اللہ (ت 252ھ)

8: الامام زیاد بن یحیی الحسان رحمہ اللہ (ت 254ھ)

9: الامام محمد بن بشار بندار رحمہ اللہ (ت 256ھ)

10: الامام عبد اللہ بن سعید الأشج رحمہ اللہ (ت 257ھ)

11: الامام محمد بن یحیی الذهلی رحمہ اللہ (ت 258ھ)

12: الامام محمد بن عمر القیسی البحرانی رحمہ اللہ (ت 286ھ)

صحاح ستہ کی عالی اسانید:

زمانہ قدیم میں محدثین کرام ؒ جس طرح کبار مشائخ سے سماع حدیث کے لیے کوشاں رہتے اسی طرح سند عالی کا بھی بڑا اہتمام کرتے اور سند عالی کا حاصل ہونا اپنے لیے شرف اور اعزاز سمجھتے تھے۔

عالی سند:...... ایسی سند جس میں مصنف اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان راویوں کی تعداد کم ہو۔

نازل سند:...... ایسی سند جس میں مصنف اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان راویوں کی تعداد زیادہ ہو۔

صحاح ستہ کے مؤلفین کے ہاں جو زیادہ سے زیادہ عالی اسانید پائی گئی ہیں وہ ثلاثیات ہیں یعنی مصنف اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان تین افراد کا واسطہ ہے اور جو زیادہ سے زیادہ نازل سند پائی گئی ہے وہ (10) دس واسطوں کی ہے۔

❁: صحیح البخاری :...... امام بخاری ؒ کی جامع صحیح میں بائیس (22) روایات ہیں جو ثلاثیات میں سے ہیں۔

❁: سنن ابن ماجہ:...... عالی سند میں دوسرا مقام امام ابن ماجہ کی سنن کا ہے کہ اس میں پانچ (5) روایات ایسی ہیں جو ثلاثیات میں سے ہیں۔

❁: جامع ترمذی:...... تیسرے نمبر پر امام ترمذی ؒ کی جامع ہے جس میں ایک روایت ہے جس کا حدیث نمبر 2260 ہے۔

❁: سنن ابی داؤد :...... بعض اہل علم نے دعویٰ کیا ہے کہ سنن ابی داؤد میں بھی ایک روایت ثلاثیات میں سے ہے جیسا کہ امام العلائی، امام سخاوی، بصری اور نواب صدیق حسن خان ؒ اس بات کے مدعی ہیں اور وہ روایت سنن ابی داؤد میں کتاب السنة ، باب فی الحوض کے تحت حدیث نمبر 4749 ہے۔

جبکہ محدثِ مدینہ استاذ محترم علامہ عبد المحسن العباد ﷾ اس بات کی نفی کرتے ہیں اور

فرماتے ہیں کہ سنن ابی داؤد میں سب سے عالی سند رباعیات روایات ہیں اور جو ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت ہے وہ ثلاثیات میں سے نہیں کیونکہ ابوطالوت اور ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اس سند میں انقطاع ہے اور ابوطالوت نے حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کو حدیث بیان کرتے نہیں سنا بلکہ صرف دیکھا ہے کہ وہ ابن زیاد کے پاس آئے اور ابوطالوت نے ان کو وہاں دیکھا۔ ❶

تو خلاصہ کلام یہ ہوا کہ صحاح ستہ میں سے صرف صحیح بخاری، سنن ابن ماجہ اور جامع ترمذی میں ثلاثیات ہیں جبکہ صحیح مسلم، سنن ابی داؤد اور سنن نسائی میں رباعیات ہیں ثلاثیات نہیں ہیں اور سب سے زیادہ نازل سند صحاح ستہ میں سے جامع ترمذی اور سنن نسائی میں ہے جس میں امام نسائی رحمہ اللہ کے درمیان اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دس واسطے ہیں جیسا کہ امام نسائی بیان کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن بشار قال: حدثنا عبد الرحمن قال: حدثنا زائدة، عن منصور، عن هلال بن يساف عن ربيع بن خثيم عن عمرو بن ميمون عن ابن ابى ليلى عن امراةٍ عن ابى ايوب رضی اللہ عنہ عن النبي ﷺ قال: ﴿قل هو الله أحد﴾ ثلث القرآن. قال النسائى رحمہ اللہ بعده: ما أعرف إسنادًا أطول من هذا.

یہی روایت اسی سند سے جامع ترمذی میں بھی مروی ہے اور امام ترمذی کے درمیان اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دس واسطے ہیں۔

صحاح ستہ کے مؤلفین کا آپس میں تعلق:

صحاح ستہ کے مؤلفین کا زمانہ 194ھ سے شروع ہوتا ہے اور 303ھ میں ختم ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا زمانہ قریب قریب کا ہے اسی بناء ان میں سے بعض محدثین عظام کا آپس میں تعلق استاذ شاگرد کا ہے جو کہ بڑا مقدس رشتہ ہے۔ یہاں ہم ذیل میں ابی

❶ دراسة عن رباعيات الامام ابى داؤد، ص: 161.

تعلق کی کچھ تفصیل بیان کرتے ہیں:

استاذ	شاگرد
①: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ	امام مسلم بن حجاج، امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، امام احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ۔
②: امام مسلم بن حجاج نیشاپوری	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ۔
③: امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، امام احمد بن شعیب نسائی رحمہم اللہ۔
④: امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ	

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ درحقیقت امام ترمذی رحمہ اللہ کے استاذ ہیں لیکن دو روایات کے اخذ میں وہ امام ترمذی کے شاگرد ہیں جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں ان احادیث کو ذکر کرنے کے بعد اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے دیکھیے حدیث نمبر 3303 اور حدیث نمبر 3727 اور یہ بات ایسے ہی ہے جیسے امام ابوداؤد رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں لیکن حدیث عتیرہ انہوں نے امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے حاصل کی جس پر امام ابوداؤد رحمہ اللہ بعد میں ناز کیا کرتے تھے اور یہ بات ان نفوس مقدسہ کے اخلاص اور حق کے متلاشی ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے اللہ ان سب سے راضی ہو۔ آمین

صحاح ستہ کے مؤلفین اجمالاً:

یہاں ہم کتب ستہ کے مؤلفین کے نام اور تاریخ پیدائش اور وفات ذکر کرتے ہیں تاکہ طلباء کو یاد کرنے میں آسانی ہو۔

نام	ولادت	وفات
1: الامام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ	194ھ	256ھ
2: الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ	206ھ	261ھ

3:الامام ابو داؤد سلیمان بن أشعث السجستانیؒ	202ھ	275ھ
4:الامام ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذیؒ	209ھ	279ھ
5:الامام ابو عبد الرحمن أحمد بن شعیب النسائیؒ	215ھ	303ھ
6:الامام ابو عبد الله محمد بن یزید ابن ماجه القزوینیؒ	209ھ	273ھ

فوائد:

1: صحاح ستہ کے مؤلفین کا زمانہ 194ھ سے لے کر 303ھ تک کا ہے جو کہ ایک سو نو یا دس برس کا بنتا ہے۔

2: ولادت کے اعتبار سے سب سے مقدم امام بخاری رحمہ اللہ پھر امام ابوداؤد پھر امام مسلم رحمہ اللہ پھر امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام ابن ماجہ رحمہ اللہ ہیں اور آخر میں امام نسائی رحمہ اللہ ہیں۔

3: وفات کے اعتبار سے بھی سب سے مقدم امام بخاری رحمہ اللہ ہیں پھر امام مسلم رحمہ اللہ، پھر امام ابن ماجہ رحمہ اللہ، پھر امام ابوداؤد رحمہ اللہ، پھر امام ترمذی رحمہ اللہ اور آخر میں امام نسائی رحمہ اللہ ہیں۔

4: ولادت اور وفات کے اعتبار سے سب سے مقدم امام بخاری رحمہ اللہ اور سب سے مؤخر امام نسائی رحمہ اللہ ہیں۔

5: اس لحاظ سے امام بخاری رحمہ اللہ کی عمر 62، امام مسلم کی عمر 55، امام ابوداؤد کی 73، امام ترمذی کی 70، امام نسائی کی 88 اور امام ابن ماجہ کی عمر 64 برس بنتی ہے۔

6: کتب ستہ کے مؤلفین میں سے سب سے زیادہ عمر پانے والے امام نسائی رحمہ اللہ ہیں اور سب سے کم عمر پانے والے امام مسلم رحمہ اللہ ہیں۔

صحاح ستہ کی مجموعی احادیث:

صحاح ستہ کے مؤلفین نے اپنے پاس موجود احادیث میں سے منتخب احادیث اپنی کتب میں ذکر کی ہیں کسی نے انتخاب کے لیے معیار صحت کو بنایا تو کسی نے معیار احکام کی روایات کو

جمع کرنا بنایا اور کسی نے معیار ہر اس حدیث کو ذکر کرنا جس پر فقہاء امت کا عمل تھا وغیرہ وغیرہ۔

تو اسی معیار کے مختلف ہونے کی وجہ سے ان کتب میں موجود احادیث کی تعداد بھی مختلف ہے۔ یہاں ہم ہر کتاب میں تکرار کے ساتھ موجود روایات کی تعداد ذکر کرتے ہیں اور پھر مجموعی طور پر کتب ستہ میں موجود روایات کی تعداد ذکر کریں گے:

کتاب	روایات کی تعداد
صحیح بخاری	7275
صحیح مسلم	12000
سنن ابی داؤد	4800
جامع ترمذی	3956
سنن نسائی	5758
سنن ابن ماجہ	4341
مجموعی احادیث	38130

تو معلوم ہوا کہ کتب ستہ میں موجود کل روایات کی تعداد اڑتیس ہزار ایک سو تیس (38130) ہے۔

صحاح ستہ یا اصول ستہ:

ان چھ کتب کو صحاح ستہ کہنا چاہیے یا اصول ستہ کہنا چاہیے؟

محدثین کی ایک جماعت نے یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ کتب ستہ کو اصول ستہ کہنا چاہیے صحاح ستہ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ سنن اربعہ کے مصنفین نے اپنی کتب میں صحت کا التزام نہیں کیا اور امر واقع میں بھی ان میں ضعیف احادیث پائی گئی ہیں۔

امام زین الدین عراقی رحمہ اللہ اپنے الفیہ میں فرماتے ہیں:

ومن علیها أطلق الصحيحا   فقد أتى تساهلاً صريحا

''اور جس نے ان کتب پر صحت کا اطلاق کیا ہے تحقیق وہ واضح تساہل کا شکار ہوا ہے۔''

حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اپنے الفیہ میں فرماتے ہیں:

تساهل الذى عليها أطلقا صحيحة والدارمي والمنتقى

''تحقیق اس شخص نے تساہل برتا ہے جس نے ان کتب ستہ، سنن دارمی اور منتقی پر صحت کا اطلاق کیا ہے۔''

تو معلوم ہوا کہ ان علمائے حدیث کے نزدیک ان کتب پر صحت کا اطلاق کرنا تساہل اور سستی ہے لہٰذا انہیں اصول ستہ یا کتب ستہ کہنا چاہیے۔

امام زرکشی رحمہ اللہ نے ان علماء کی طرف سے — جو ان پر صحاح کا لفظ بولتے ہیں۔ جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''ثم تسمية هذه الكتب صحاحاً إمّا هو باعتبار الأغلب، لأن غالبها الصحاح والحسان وهى ملحقة بالصحاح، والضعيف منها ربما التحق بالحسن، فإطلاق الصحة عليها من باب التغليب۔''

''پھر ان کتب کا نام صحاح رکھنا یا تو باعتبار اغلبیت کے ہے کیونکہ ان کتب کا زیادہ تر حصہ صحیح روایات یا حسن روایات جو کہ صحیح کے ساتھ ملحق ہی ہیں پر مشتمل ہے اور ضعیف ان میں بسا اوقات حسن روایات کے ساتھ ملا دی جاتی ہیں۔یعنی وہ حسن لغیرہ ہیں۔لہٰذا ان کتب پر صحت کا اطلاق کرنا تغلیب کے قبیل سے ہے۔''

اس مسئلہ میں جس نتیجے پر میں پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ عرب علماء ان کتب پر بطور احتیاط اصول ستہ کا اطلاق کرتے ہیں تا کہ عام آدمی ان کا نام صحاح ستہ سمجھ کر اس دھوکے میں مبتلا نہ ہو کہ ان کتب کی تمام روایات صحیح ہیں اور اس کے برعکس برصغیر پاک و ہند کے علماء بطور اغلبیت کے ان کتب پر صحاح ستہ کا اطلاق کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

اصحاب کتب ستہ عرب تھے یا عجم:

یہاں ہم بطور فائدہ اس بات کو ذکر کر رہے ہیں کہ کتب ستہ کے مؤلفین عرب تھے یا عجم؟

نام	نسبت
1- الامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ	عجمی ہیں۔
2- امام مسلم بن الحجاج القشیریؒ	بنو قشیر عرب کا قبیلہ ہے اور ان کے جد امجد عامر بن صعصعہ ہیں جن کا شجرہ بنو مضر سے جاملتا ہے۔
3- الامام ابوداؤد سلیمان بن أشعث السجستانی رحمہ اللہ	بنو ازد عرب کا قبیلہ ہے جن کی اصل قحطان ہے جو کہ اصل عرب ہیں۔
4- الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ	عجمی ہیں۔
5- الامام ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب النسائیؒ	عجمی ہیں۔
6- الامام ابوعبد اللہ محمد بن یزید القزوینیؒ	عجمی ہیں۔

فهرس المصادر والمراجع

1: ابن ماجه وعلم الحديث .

2: إرشاد السارى للامام شهاب الدين أحمد بن محمد المعروف بالقسطلانىؒ .

3: الارشاد فى معرفة علماء الحديث ، للحافظ أبى يعلى الخليل بن عبد الله الخليلىؒ (مكتبة الرشد۔ الرياض) .

4: الاصابة في تمييز الصحابة ، الإمام احمد بن على بن حجر العسقلانىؒ (دارالكتب بالازهر)

5: إكمال المعلم بفوائد شرح صحيح مسلم ، القاضى ابوالفضل عياض بن موسىؒ ، (طبع: دار الوفاء) .

6: الأنساب ، الامام ابوسعيد عبد الكريم بن محمد السمعانيؒ ، دائرة المعارف العثمانى .

7: الامام مسلم ومنهجه فى الصحيح وأثره فى علم الحديث ، الشيخ مشهور بن حسن آل سلمان .

8: الايجاز فى شرح سنن أبى داود ، الامام يحيى بن شرف الدين النووىؒ ، طبع: الدار الأثرية ، عمان .

9: البداية والنهاية ، الامام عماد الدين اسماعيل بن كثير الدمشقىؒ ، مكتبة المعارف بيروت .

10: بذل المجهود في ختم السنن لابى داود ، الامام محمد بن عبد الرحمن السخاوىؒ ، طبع: أضواء السلف .

11: بغية الراغب المتمنى فى ختم النسائي ، الامام محمد بن عبد الرحمن السخاوىؒ ، مكتبة العبيكان .

12: تاريخ الاسلام ، (دارالكتاب العربى) ،

الامام محمد بن احمد بن عثمان الذھبی .

13: تاریخ بغداد، (دارالکتاب العربی)،
الامام ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادیؒ .

14: تاریخ دمشق، الامام ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر، دارالفکر .

15: تحفة الإخباري بترجمة البخاری، الامام محمد بن عبد اللہ المعروف بابن ناصر الدینؒ، المکتبة الازھریة .

16: تحقیق اسمي الصحیحین، الشیخ عبد الفتاح ابوغدہ، دارالقلم .

17: تدریب الراوی، الامام عبد الرحمن بن أبی بکر جلال الدین السیوطیؒ، دارالعاصمة .

18: تدوین السنة النبویة، الشیخ محمد بن مطر الزھرانیؒ، مکتبة دار المنھاج .

19: التدوین في أخبار قزوین، الامام عبد الکریم بن عبد اللہ القزوینیؒ، دارالکتب العلمیة .

20: تذکرة الحفاظ، الامام محمد بن إحمد بن عثمان الذھبیؒ، دارالکتب العلمیة .

21: تغلیق التعلیق، الامام احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ، المکتب الاسلامی .

22: التقیید والایضاح شرح مقدمة ابن الصلاح،
الامام زین الدین عبد الرحیم بن الحسین العراقیؒ، المکتبة السلفیہ بالمدینة .

23: التقیید لمعرفة رواة السنن والمسانید، الامام ابوبکر محمد بن عبد الغنی المعروف بابن نقطة، دارالحدیث بیروت .

24: تکملة الإکمال، الامام ابوبکر محمد بن عبد الغنی الشھیر بابن نقطة، الناشر: جامعة ام القری مکة المکرمة .

25: توجیه النظر إلی أصول الأثر، الشیخ طاھر بن صالح الجزائری .

26: توضیح الأفکار لمعانی تنقیح الآثار،
الامام محمد اسماعیل الأمیر الصنعانیؒ، مکتبة الخانجی بالقاھرة .

27: تھذیب الأسماء واللغات، الامام یحیی بن شرف الدین النوویؒ،

دار الکتب العلمیة، بیروت۔

28: تھذیب التھذیب، الامام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ،
(مؤسسة الرسالة)

29: تھذیب الکمال الامام ابو الحجاج یوسف المزیؒ، (مؤسسة الرسالة)

30: جامع الأصول في أحادیث الرسول،
الامام ابو السعادات مبارک بن محمد ابن الاثیرؒ، (دار ابن کثیر)

31: جامع الترمذي، الامام محمد بن عیسی الترمذیؒ، مکتبة المعارف بالریاض۔

32: الجرح والتعدیل، الامام عبد الرحمن بن أبی حاتمؒ، (دار احیاء التراث)

33: حاشیة السندی علی سنن ابن ماجه، الامام محمد بن عبد الھادی السندیؒ
(دار الفکر)

34: حجة الله البالغة، الامام أحمد بن عبد الرحیم الشاه ولي الله، (دار المعرفة)

35: الحطة فی ذکر الصحاح الستة، العلامة صدیق حسن خان
(دار الجیل بیروت)

36: ختم سنن الامام أبی داود، العلامة عبد الله بن سالم البصریؒ
(أضواء السلف)

37: دراسة عن رباعیات الامام أبی داود، الشیخ ماهر محمد احمد العسکری۔

38: رسالة الامام أبی داود إلی اهل مکة، الامام ابو داود سلیمان بن أشعث
السجستانیؒ، المکتب الاسلامی۔

39: الرسالة المستطرفة، الامام محمد بن جعفر الکتانیؒ، (دار الکتب العلمیة)

40: زهر الربی علی المجتبی، الامام ابوبکر جلال الدین السیوطیؒ۔

41: سنن ابن ماجه، تحقیق الشیخ محمد فؤاد عبد الباقیؒ۔

42: سؤالات الامام ابی عبید الآجری أباداود، مکتبة الاستقامة بمکة المکرمة۔

43: سیر أعلام النبلاء، الامام محمد بن أحمد بن عثمان الذهبیؒ،
(مؤسسة الرسالة)

44: شرح أصول اعتقاد اهل السنة والجماعة،
الامام ابو القاسم هبة الله الحسن بن منصور اللالکائیؒ، دار طیبة الریاض۔

45: شرح علل الترمذی، الحافظ عبد الرحمن بن أحمد ابن رجب الحنبلیؒ، (مکتبة الرشد)

46: شروط الآئمة الخمسة، الامام محمد بن موسی الحازمیؒ (مکتبة عاطف بالقاهرة)

47: شروط الآئمة الستة، الامام ابوالفضل محمد بن طاهر المقدسیؒ.

48: شروط الآئمة، الامام ابوعبد الله محمد بن اسحاق۔ ابن مندهؒ، (دار المسلم الرياض).

49: شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، الامام عبد الحي بن عماد الحنبلیؒ.

50: صيانة صحيح مسلم، الامام ابوعمرو عثمان بن عبد الرحمن ابن الصلاحؒ، (دار الغرب الاسلامی)

51: طبقات الحفاظ، الحافظ جلال الدين عبد الرحمن السيوطیؒ.

52: طبقات الحنابلة، القاضی محمد بن أبی يعلی البغدادیؒ، (دارالمعرفة)

53: طبقات الشافعية، الامام تاج الدين السبکیؒ.

54: عارضة الاحوذی، الامام ابوبکر ابن العربی المالکیؒ (دارالکتب العلمية)

55: العبر فی خبر من غبر، الامام محمد بن احمد بن عثمان الذهبیؒ، (دارالکتب العلمية)

56: علوم الحديث، الامام ابوعمرو عثمان بن عبد الرحمن ابن الصلاحؒ.

57: غنية المحتاج فی ختم صحيح مسلم بن الحجاج، الامام ابوالخير محمد بن عبد الرحمن السخاویؒ.

58: فتح الباری بشرح صحيح البخاری، الامام الحافظ ابن حجر العسقلانیؒ.

59: فتح المغيث بشرح ألفية الحديث، الامام ابوالخير محمد بن عبد الرحمن السخاویؒ.

60: الفروسية، الامام شمس الدين ابن القيم الجوزيه.

61: فهرست ابن خير، الامام ابن خير الاشبيلیؒ (دارالغرب الاسلامی)

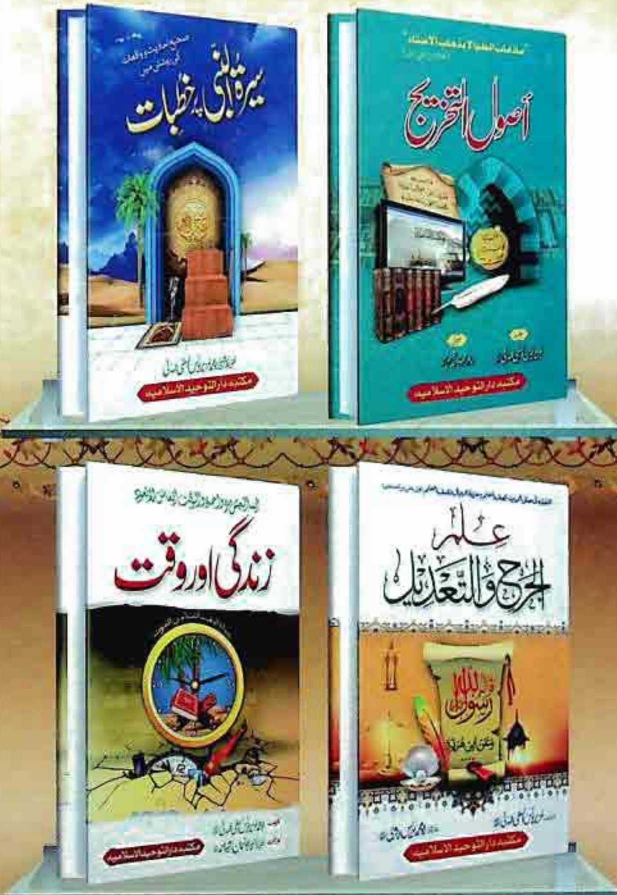
62: الکامل فی ضعفاء الرجال، الامام ابواحمد عبد الله بن عدی الجرجانیؒ.

63: الکامل فی التاريخ، الحافظ علی بن محمد الشهير بابن الأثيرؒ.

64: کتاب الثقات، الامام ابو حاتم محمد بن حبان البستیؒ۔
65: کتاب الملل والنحل، الامام محمد بن عبد الکریم الشہرستانیؒ۔
66: مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، مکتبۃ المعارف۔
67: مختصر تاریخ نیساپور، الامام ابوعبداللہ محمد بن عبد اللہ الحاکمؒ۔
68: معالم السنن، الامام ابوسلیمان حمد بن محمد الخطابیؒ۔
69: معجم البلدان، الامام یاقوت الحمویؒ۔
70: معرفۃ علوم الحدیث، الامام ابوعبداللہ الحاکم النیسابوریؒ۔
71: مقدمۃ لامع الدراری علی جامع البخاری، الشیخ رشید احمد گنگوہیؒ۔
72: المنتظم في الملوك والأمم،
الامام ابوالفرج عبد الرحمٰن بن علی ابن الجوزیؒ۔
73: منہاج السنۃ، الامام احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہؒ، (مؤسسۃ الریان)
74: میزان الاعتدال، الامام محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي۔
75: نصب الرایۃ، الامام عبد اللہ بن یوسف الزیلعیؒ۔
76: النکت الظراف علی الأطراف، الامام احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ۔
77: النکت علی ابن الصلاح، الامام احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ۔
78: نہایۃ السول فی رواۃ الستۃ الأصول،
الامام برہان الدین ابراہیم بن محمد الحلبیؒ۔
79: وفیات الاعیان، احمد بن محمد ابن خلکان۔
80: الوفیات، احمد بن حسن ابن قنفذ القسنطینی۔
81: ہدیۃ السائل إلی أدلۃ المسائل، العلامۃ نواب صدیق حسن خانؒ۔
82: هدي الساری، الحافظ ابن حجر العسقلانیؒ۔

یادداشت

مصنف کی دیگر علمی کتب



مکتبہ دارالتوحید الاسلامیہ